.allurdu.com

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے ☆

ناول نمبر 708

، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید
فتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
شوکی برادرز کا مشترکہ مہم

خاص نمبر 57

اژدھے کی اٹھان

اشتیاق احمد

کے انوکھے انداز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اداروں کے نام، مقامات اور کردار سب فرضی ہیں
کسی قسم کی مماثلت کے لیے ادارہ یا مصنف ذمہ دار نہ ہوں گے

.... اژدھے کی اٹھان

.... اشتیاق احمد

.... محمد سعید نادار

سرکولیشن............ محمد یار میجر

کمپوزنگ............ دانیال کمپیوٹرز جھنگ

قیمت............ -/90 روپے

سالانہ چندہ (بذریعہ رجسٹری)............ -/950

حج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا

9/12 نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور

فون-7112969

سب آفس: بازار لوہاراں۔ جھنگ صدر

فون: 614295-613295

اسٹاکسٹ: رفیق مغل نیوز ایجنسی۔ ہسپتال روڈ۔ لاہور

محبوب بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور

حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ
سول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے، ایک... اس
قیقت کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں (کوئی عبادت اور
گی کے لائق نہیں) اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں...
وسرے... نماز قائم کرنا... تیسرے... زکوٰۃ ادا کرنا... چوتھے، حج
رنا... پانچویں، رمضان کے روزے رکھنا۔" (بخاری، مسلم)

حضرت ابوایوب انصاریؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک
ر میں تھے کہ ایک بدو سامنے آ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کے ناقہ کی
ار پکڑ لی، پھر کہا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! (یا آپ کا نام لے کر کہا اے اللہ
) مجھے وہ بات بتاؤ جو جنت سے مجھے قریب، اور آتش دوزخ سے
ر کردے؟ راوی کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ رک گئے (یعنی آپ نے
وال کا جواب دینے کے لیے اپنی ناقہ کو روک لیا) پھر آپ نے
کی طرف دیکھا، اور (ان کو متوجہ کرتے ہوئے) فرمایا:

کسی کو بھی توفیق ملی (یا فرمایا کہ۔ اس کو خوب ہدایت ملی)
پھر آپ ﷺ نے اس اعرابی سائل سے فرمایا، کہ "ہاں! ذرا پھر کہنا! تم نے
کس طرح کہا؟" سائل نے اپنا پھر جواب دہرایا: (مجھے وہ بات بتادو،
جو جنت سے مجھے نزدیک، اور دوزخ سے دور کردے) حضور ﷺ نے
فرمایا:

"عبادت اور زندگی کرتے رہو، صرف اللہ کی اور کسی چیز کو
اس کے ساتھ کسی طرح بھی شریک نہ کرو، اور نماز قائم کرتے رہو، اور
صلہ رحمی کرو۔"
(یعنی اپنے اہل قرابت کے ساتھ حسب مراتب اچھا سلوک
کرو، اوران کے حقوق ادا کرو)
یہ بات فرما کر حضرت ﷺ نے اس بدوی سے فرمایا:
"اب ہماری ناقہ کی مہار چھوڑ دو۔"

بک سنٹر
مارکیٹ لاہور

ظہیر بک سنٹر
وحدت کالونی مارکیٹ لاہور

دو باتیں

السلام علیکم! سوچ رہا ہوں، کیا لکھوں، کیا نہ لکھوں، لکھنے کے
لیے اب رہ کیا گیا ہے... یار لوگوں نے سب کچھ تو چھین لیا ہے، لے
دے کے ایک چھوٹی سی مکمل اسلامی حکومت دنیا کے تختے پر رہ گئی تھی، وہ
بھی تہس نہس کردی... اس ماہ اس قدر عجیب اور ہولناک خبریں سننے کو
ملیں کہ کلیجہ منہ کو آنے لگا... دل اچاٹ ہو گیا... ایک چھوٹی سی اسلامی
حکومت امریکہ کی آنکھوں میں ایسی کھٹکی کہ اسے آنکھوں کا شہتیر بنالیا
گیا... بس جی اس کو مٹانا ہے...... بہانہ کوئی پاس نہیں ہے تو کیا
ہوا... بہانے خود گھڑ لیتے ہیں، اپنی دو عمارتیں ہی تو تباہ کرنا پڑیں گی،
ان میں سے اپنے آدمی پہلے ہی نکال لیں گے... بس غیر ملکی ملازمین
لوگ رہ جائیں گے... اور اگر کچھ اپنے لوگ بھی مارے گئے تو کیا ہوا،
ڈرامے کا رنگ تو گہرا ہو جائے گا، کوئی یہ تو نہیں کہہ سکے گا... یہ امریکہ کا
ڈراما ہے... جب اس میں ہمارے آدمی مارے جائیں گے تو کوئی یہ
نہیں کہے گا... باقی رہے 4000 اسرائیلی ملازم تو انہیں اس دن ویسے
ہی چھٹی پر بھیج دیتے ہیں، بس جناب جونہی دھماکا ہوگا... ہم الزام
اسامہ کے سر تھوپ دیں گے، کروز میزائل ہم پہلے ہی برسا کر دیکھ چکے

ہیں... انہوں نے کروز میزائل تو بنوا لیے تھے، اسامہ کو حوالے نہیں کیا
تھا، لہٰذا اب کیوں کریں گے... بس ہم دھاوا بول دیں گے...
ہمارے پاس کون سی کمی ہے... ارے بھئی سبھی کچھ تو ہے ہمارے پاس،
کیا نہیں ہے... گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں... کروز میزائل ہیں... دو
ہزار پونڈ وزنی بم ہیں... پانچ ہزار پونڈ وزنی بم ہیں... ارے بھئی
ڈیزی کٹر بھی کس دن کام آئیں گے... آخر ہم نے وہ کس کے لیے
بنائے تھے... ہاں ہاں ڈیزی کٹر... ویسے انہیں پندرہ ہزار پونڈ وزنی
بم بھی کہہ سکتے ہیں... جہاں گرتا ہے... وہاں آدھ میل کے اندر کوئی
چیز بچتی نہیں... پھر اپنا تمام اتحاد زندہ سلامت رہے... بندوق تو اس
کے سر پر رکھ کر چلانی ہے نا... ہمارا کیا جاتا ہے... ادھر بھی مسلمان...
ادھر بھی مسلمان... اپنا تو صرف اسلحہ ہوگا قربان... دنیا دنگ رہ جائے
گی... دھک سے رہ جائے گی کہ دیکھو جی... آخر امریکہ ہی سپر پاور
نکلا نا... وہ بے چارے بھوکے غربت زدہ لوگ... بے وسائل لوگ...
پوری دنیا میں جنہیں ایک ملک بھی مدد کرنے والا نہ مل سکا... ڈھونڈے
سے نہ ملا... وہ کیا کریں گے... آخر ڈھیر ہوں گے... اور جب وہ
ڈھیر ہوں گے... تو بس سمجھ لو... اسلامی نظام ختم... بے چاری
شریعت کہاں رہ جائے گی وہاں... پھر ہم اپنی مرضی کی وسیع البنیاد
حکومت وہاں قائم کروانے کی کوشش کریں گے... ہوتی ہے تو ہو جائے
نہیں ہوتی تو نہ ہو... ہمارا کیا جاتا ہے... نہیں ہوتی تو آپس میں لڑ لڑ

مریں گے.. اس میں بھی ہمارا ہی فائدہ ہے.. مریں گے تو مسلمان نا،
بے وقوف کہیں گے... ہماری چالوں کو وہ کیا سمجھیں گے... ہمارا تو
اصول ہے... چت بھی اپنی پٹ بھی اپنی... اب رہ گئی بات اتنی سی کہ
راستا کون دے گا حملہ کرنے کے لیے... اڈے کون دے گا... تو
سلامت رہے ہمارا بھائی پاکستان... اسے تو بس ہم ایک دھمکی دیں
گے.. تھر تھر کانپتا... ہاتھ جوڑتا ہمارے قدموں میں آ گرے گا... اور
ہمارے لیے راہ ہموار... کیوں... کیسی رہی... ویسے ہم اس
دوران ایک چال اور چل جائیں گے.. جس کے بارے میں شاید کوئی
سوچ بھی نہیں سکے گا، خالص اسلامی ملک کی اینٹ سے اینٹ جب بج
رہی ہوگی... سب کچھ ہو رہا ہوگا... لیکن ہم اپنے پیارے چھوٹے
بھائی سے کہیں گے... یار بھیا... دال نہیں گل رہی... اپنے دو چار
غوری میزائل ہی دے دو... اب دیکھو... ہینگ لگی نہ پھٹکڑی......
رنگ چوکھا آجائے گا... غوری میزائل فوراً پیش کر دیے جائیں گے...
اب ہم ان کو خالص اسلامی ملک پر برسائیں گے، پھٹیں گے تو ان کی
تباہی کا نظارہ کریں گے... نہ پھٹے تو معلوم ہوگا... بے چارے
پاکستان کے بے چارے میزائل کس پائے کے ہیں... یا کتنے پانی میں
ہیں... اسے کہتے ہیں دو+دو چار... ٹھیک کہا نا میرے یار... ملاؤ
پھر ہاتھ... بڑے بھائی اسرائیل یار... اب آؤ چلیں... نظارہ کریں
ذرا... کس شان سے گریں گی ہماری عظیم الشان عمارات اور پھر ہوگی

افغانستان پر پھلجڑیوں کی برسات...
ان الفاظ کو آپ دو باتیں نہ سمجھیں... یہ دو باتیں نہیں...
صرف دو آنسو ہیں... بے قیمت سے دو آنسو... بے حقیقت آنسو...
آنسو بھی تو بڑے ہی لوگوں کے قیمتی ہوتے ہیں... آیئے اپنی دو
باتیں کریں... ورنہ آپ کہیں گے... اس بار ناول اور چاند ستارے
کی کوئی بات نہیں کی... یہ ناول لکھنا میرے لیے لوہے کے چنے چبانے
کے برابر ثابت ہوا... اور سچ یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ انصاف نہیں
کر سکا... اگر میں اس کے ساتھ انصاف کرتا تو یہ سلسلہ شاید ایک سال
تک ختم نہ ہوتا اور آپ ضرور بور ہوتے... لہٰذا اس بار یہ ختم ہو رہا ہے،
اور اس کے ختم ہوتے ہی آپ کو چاند ستارے کے صفحات نظر آئیں
گے... ابھی چونکہ مواد کی کمی ہے... کہانیاں، مضامین، نظمیں،
لطائف، پہیلیاں، قلمی دوستی وغیرہ... یہ تمام سلسلے ابھی شروع ہونے
ہیں... ان کا مواد آپ کی طرف سے موصول ہونا ہے... تب کہیں
جا کر چاند ستارے آپ کو چمکتا دمکتا نظر آئے گا... تاہم اس شمارے
میں بھی آپ بہت خاص اور اچھی چیزیں تو پائیں گے...

انٹرنیٹ پر میرا ناول "یہ بچے خطرناک" شروع ہو گیا ہے...
اشتہار آپ آخر میں ملاحظہ فرمائیں...

والسلام
اشتیاق احمد

پائپ میں

انسپکٹر جمشید سیڑھیاں اترتے ہی پائپ کے ایک موڑ تک
پہنچے، اب انہیں محسوس ہوا... پائپ بالکل سیدھا نہیں جا رہا تھا... نیچے
جا کر وہ پھر ایک سیدھ میں ہو گیا تھا یعنی زمین کے متوازی... اب
یہاں سیڑھیاں نہیں تھیں... انہیں لیٹ کر آگے جانا پڑا... اس صورت
میں تو پائپ میں کھڑا نہیں ہوا جا سکتا تھا۔ انہیں کسی حد تک دم گھٹنے کا
احساس بھی ہوا... شاید پائپ میں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی انتظام نہیں
کیا گیا تھا۔ اب وہ تیزی سے آگے بڑھے... پھر ایک موڑ آیا اور
پائپ نیچے کی طرف جاتا محسوس ہوا.. اب پھر سیڑھیاں تھیں... گھپ
اندھیرے میں انہیں ٹٹول کر آگے جانا پڑ رہا تھا، وہ اپنے باقی ساتھیوں
کے بارے میں سوچ رہے تھے.. کہ ان کی کیا حالت ہو گی.. یہ سوچ
کر انہوں نے آواز دی:

"انسپکٹر کامران مرزا! کیا آپ میرے نزدیک ہی ہیں؟"

"ہاں! زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں۔"

"تب پیچھے والوں سے باتیں کرتے رہیے... تاکہ ان کا

حوصلہ جوان رہے۔"

"وہ تو پہلے ہی بوڑھا ہو چکا ہے۔" فاروق کی آواز سنائی دی۔

اس حالت میں بھی انہیں ہنسی آ گئی... وہ آگے بڑھتے رہے، آخر انسپکٹر جمشید کے پاؤں زمین سے لگ گئے... سیڑھیاں ختم ہو گئیں اور شاید پائپ بھی ختم ہو گیا... یہاں بھی وہ کچھ دیکھنے کے قابل نہیں تھے...

"ارے باپ رے... ہم اس اندھیرے کا کیا علاج کریں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"افسوس... ہم تو کسی ڈاکٹر کو بھی ساتھ نہیں لائے۔" رفعت کی آواز سنائی دی۔

گویا اوپر نیچے سب چلے آ رہے تھے... انہوں نے اس حد تک اطمینان کا سانس لیا کہ سب آ رہے تھے... لیکن اندھیرے کے بارے میں سوچ کر پریشان ہو گئے... آخر انسپکٹر جمشید نے کہا:

"فاروق تمہاری جیب میں ٹارچ ہوگی۔"

"امید کی جا سکتی ہے۔" اس نے ہنس کر کہا اور پھر ٹارچ کی روشنی لہرائی۔

اب انہوں نے دیکھا... وہ ایک بڑے ہال میں تھے... اور یہاں گیسنس بھری پڑی تھیں... ان کے لیے ریک بنائے گئے تھے۔

"اللہ کا شکر ہے... ہم ان گیسنس تک تو پہنچے۔" آفتاب بولا۔

"لیکن پائپ کا کیا کرو گے۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"جی کیا مطلب... پائپ کا۔"

"ہاں! پائپ کا... کیا ان لوگوں نے پائپ اوپر سے بند نہیں کر دیا ہوگا... آخر وہ ہمیں سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔"

"ہوں! بات تو ٹھیک ہے... اس کا مطلب ہے... ہم پھنس گئے۔"

"خیر! یہ تو نہیں کہہ سکتے... اس لیے کہ اس جگہ کے لیے بھی کوئی نہ کوئی راستا ضرور ہوگا... ظاہر ہے... وہ گیسنس اس پائپ کے راستے سے تو یہاں لائے نہیں ہوں گے... ایک طرح سے یہ اس وادی کا تہہ خانہ ہے... ارے ہاں... یہاں سوئچ بورڈ ہوگا... ٹارچ جلا کر روشنی میں سوئچ بورڈ تلاش کرو۔"

"مل گیا... بٹن دبا رہا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہال روشن ہو گیا... ریک دیواروں کے ساتھ ساتھ تھے... درمیان میں چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور لیٹنے کی بہت جگہ تھی... ایسے میں مکھن کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی:

"ششش... شش۔"

"کیا شش... شش... کس چیز سے ڈر رہے ہو۔" فاروق نے اسے گھورا۔

www.allurdu.com

"شش شش۔" اس نے پھر کہا... آواز میں کپکپی تھی۔

"یہ ہمیں ڈرا نہیں رہا... خود ڈر رہا ہے۔" آفتاب ہنسا۔

"لیکن کس چیز سے... یہاں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے... جس سے ڈرا جا سکے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"یہ تو یہی بتائے گا۔" آصف بولا۔

"وہ... وہ... شش شش۔" وہ ہکلایا۔

"اچھا بھائی... ٹھیک ہے... بس چپ رہو۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"کیا ٹھیک ہے۔"

"یہ وہم کی وجہ سے ڈر رہا ہے۔"

"اوہو... نہیں... یہ بات نہیں۔" انسپکٹر جمشید زور سے اچھلے۔

"آپ کو کیا ہوا... کیا مکھن آپ کو ڈرانے میں کامیاب ہو گیا۔"

"نن نہیں... یہ بات نہیں۔"

"تب پھر... کیا بات ہے۔"

"شوکی ہم میں نہیں ہے... یہ بے چارہ یہی بتانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"ارے باپ رے... شش شش۔" آصف ہکلایا۔

"شوکی بھائی... تم کہاں ہو۔" فاروق نے پریشان ہو کر ہانک لگائی۔

شوکی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"اس... اس کا مطلب ہے... وہ اوپر رہ گیا۔" انسپکٹر جمشید نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ارے باپ رے... اب کیا ہوگا۔"

"سب لوگ یہیں ٹھہریں... میں اوپر جاتا ہوں... دیکھتا ہوں... وہ کہاں ہے... اور کیا ماجرا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور پائپ کی طرف بڑھے... کوئی کچھ نہ بولا... وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے غائب ہو گئے...

بیس منٹ بعد ان کی واپسی ہوئی... حد درجے سنجیدہ لگ رہے تھے... سب ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"شوکی یقیناً اوپر ہی رہ گیا ہے... وہ پائپ میں اترا ہی نہیں، اور اب پائپ نہیں کھل رہا... اوپر سے بند کر دیا گیا ہے... لہٰذا ہم اس سے رابطہ بھی نہیں کر سکتے۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلائے۔

"اب... اب کیا ہوگا۔" مکھن چلایا۔

"صبر کرو... کچھ نہیں ہوگا... ہم یہاں اپنا کام کرنے آئے ہیں... وہ ہم کر رہے ہیں... اس جگہ سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستا

www.allurdu.com

ضرور ہے... اگر ہم وہ تلاش کر لیتے ہیں تو سمجھ لو... مار لیا میدان۔"
انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"مار لیا میدان نہیں... مار لیا ہال ابا جان۔" فاروق مسکرایا۔

"اماں چپ۔" انہوں نے اسے ڈانٹ دیا۔

اب وہ راستا تلاش کرنے میں جٹ گئے... ہال کمرے کے علاوہ وہاں کچھ نہیں تھا...

"ان دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھو... کہیں کھوکھلی آواز سنائی دے تو بتانا۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری۔

"اور فرش کو بھی اسی طرح دیکھنا ہو گا۔" محمود نے کہا۔

"ہاں! بالکل۔"

وہ کام میں لگے رہے... اس دوران کبھی کبھی انہیں شوکی کا خیال آ جاتا لیکن وہ کر ہی کیا سکتے تھے... مرتے کیا نہ کرتے... راستا تلاش کرنے میں لگے... آخر رفعت کی پر جوش آواز سنائی دی۔

"وہ مارا... یہ رہی کھوکھلی آواز والی جگہ۔"

سب اس کی طرف دوڑ پڑے... وہ جگہ دیوار میں تھی... انگلی سے بجا کر دیکھا گیا... رفعت کا خیال درست تھا... اب منور علی خان نے اپنے تھیلے میں سے لوہے کی چند چیزیں نکالیں اور اس جگہ کی کھدائی شروع کر دی... فوراً ہی پلستر اتر گیا اور ایک ہک نظر آیا... اس کو جو دبایا تو دیوار میں ایک دروازہ کھل گیا... دوسری طرف کا منظر دیکھ کر وہ

حیران رہ گئے... وہ کسی سینما گھر کا آپریٹر روم نظر آ رہا تھا... جہاں کیپسٹس مشین میں لگائی جا رہی تھی... دو آدمی وہاں بیٹھے اونگھ رہے تھے... کیپسٹس لگانے کا کام جو رکا ہوا تھا... دروازہ کھلتے دیکھ کر بھی وہ نہ چونکے... بلکہ ان کے چہروں پر اداس سی مسکراہٹ نمودار ہو کر رہ گئی۔

"کوئی فائدہ نہیں... جہاں سے چلے تھے... وہیں پہنچ جائیں گے اور بس۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہمارا چھٹی کا وقت ہو گیا ہے... دوسرے دو یہاں آنے والے ہیں... ہم اوپر جا رہے ہیں... چلنا ہے تو ہمارے ساتھ چلیں... اس پائپ کے راستے تو اب آپ جا نہیں سکیں گے۔"

"چلو بھائی... یونہی سہی۔"

وہ انہیں لیے ایک طرف بڑھے... یہ کمرہ بھی پہلے ہال کی طرح تھا... اس کے ایک طرف انہیں دروازہ نظر آیا... انہوں نے دروازہ کھولا تو سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں... وہ سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے... اوپر جا کر ایک درخت کے تنے میں سے نکلنا پڑا... یہ درخت بھی بالکل ویسا ہی تھا لیکن باغ کے اور طرف تھا... گویا ایک مصنوعی درخت سے وہ تہہ خانے میں گئے تھے، دوسری طرف نکل آئے...

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا۔" آصف نے منہ بنایا۔

"خیر اتنا تو ہوا کہ ہم نے کیپسٹس کا ذخیرہ تلاش کر لیا ہے...

www.allurdu.com

کیا اس کی ضرورت نہیں تھی ہمیں۔"

"بالکل تھی۔۔۔ یہ اچھا ہوا۔۔۔ لیکن شوکی۔"

"وہ آپ کا آخری ساتھی۔۔۔ وہ وہیں اس درخت کے آس پاس کہیں ہوگا۔۔۔ سامنے چلے جائیں۔" ایک نے کہا۔

"اور آپ کہاں جائیں گے۔"

"اپنے کمروں میں۔۔۔ یہ ہمارا آرام کا وقت ہے۔۔۔ کیپسٹس کو آپریٹ کرنے کے لیے دوسرے دو بھی بھیج دیں گے۔۔۔ آپ لوگ اپنے اسی کمرے میں چلے جائیں اور کیپسٹس سے دل بہلائیں۔۔۔ یہاں سے نجات تو آپ کو ملے گی نہیں۔۔۔ ہاں کسی طرح آپ اس دیوار کو پھلانگ سکیں تو اور بات ہے، لیکن دیوار کو پھلانگ کر دوسری طرف کون سا آپ کا ملک ہے۔۔۔"

"اس چار دیواری کی بات کر رہے ہیں۔"

"ہاں بالکل۔"

"اس کے باہر کیا ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔"

"اس کے باہر۔۔۔ اس عمارت کے چاروں طرف وسیع و عریض باغات ہیں۔۔۔ اس قدر وسیع کہ انسان چلتے چلتے تھک جائے، باغ ختم نہ ہوں۔۔۔" ایک نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے۔۔۔ اگر ہم کسی طرح اس دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف اتر جائیں۔۔۔ تب بھی ایک طویل و عریض باغ آ

کا استقبال کرے گا، آپ اس باغ سے نہیں نکل سکیں گے۔۔۔ ادھر اس وقت تک روڈی کی فوج آپ کو گھیر لے گی۔۔۔ لہٰذا آپ کیا کر لیں گے، ہمارا آپ کو مشورہ ہے۔۔۔ آپ بس فلمیں دیکھیں، ان سے دل بہلائیں۔۔۔ یہ کوئی کم دلچسپ چیز تو ہیں نہیں۔۔۔ چودہ سو سال کی تاریخ۔۔۔ وہ تاریخ جو انسانی آنکھوں سے اوجھل ہے۔۔۔ ان میں فلمائی گئی ہے۔۔۔ وہ بھی صرف بیگالیوں کے لیے۔۔۔ کسی اور قوم کے لیے نہیں۔۔۔ تاکہ وہ جان سکیں۔۔۔ وہ کب سے مسلمانوں کے خلاف کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔۔۔ اور کیا کر رہے ہیں۔"

"یہ باتیں ہمیں معلوم ہیں۔۔۔ آپ لوگ یہاں سے کس طرح جاتے ہیں۔"

"اول تو ہمیں جانے کون دیتا ہے۔۔۔ کوئی خاص ضرورت پیش آ جائے۔۔۔ تب ہمارے لیے ہیلی کاپٹر آتا ہے۔۔۔"

"تو ہمارے لیے بھی آ جائے گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور آپ کو کہاں لے جائے گا۔۔۔ کیا ہیلی کاپٹر سیدھا آپ کو آپ کے ملک میں لے جائے گا۔۔۔ کیا ہیلی کاپٹر میں اتنا تیل ہوتا ہے۔۔۔ اور کیا مسٹر روڈی کی فورس آپ کو کچھ نہیں کہے گی۔۔۔ بیگال کی حکومت آپ کو فرار ہوتے خاموشی سے دیکھتی رہے گی۔"

"یہ سب باتیں ہمارے ذہنوں میں ہیں۔۔۔ بلکہ ایسی سب باتیں ہمیشہ ہی ہمیں پیش آتی ہیں۔۔۔ یہ ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں۔۔۔

www.allurdu.com

ہمیں اپنا کام کرنا ہے... آپ کو اپنا... جائیں... آپ آرام کریں اور فلمیں لگانے والے دوسرے آپریٹروں کو بھیج دیں۔"

دونوں چلے گئے... اب انہوں نے منہ سے الو کی آواز نکالی، ایک طرف سے جواب میں الو کی آواز سنائی دی... یہ جواب شوکی کی طرف سے تھا... پھر وہ منہ لٹکائے آتا نظر آیا... نزدیک آ کر بولا:

"مجھے افسوس ہے... میں آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکا۔"

"کوئی بات نہیں! ایسا بھی ہوتا ہے... ہم سب بھی اپنے لیے کچھ نہیں کر سکے... جہاں سے چلے تھے، اب بھی وہیں کھڑے ہیں... یہ عمارت، یہ باغ دراصل ہمیں پوری شدت سے احساس دلا رہے ہیں کہ زمین گول ہے... جہاں سے چلنا شروع کرو گے، وہیں پہنچ جاؤ گے۔"

"پھر بھی پیچھے کیا رہا۔" شوکی بولا۔

"ڈھاک کے وہی تین پات... ہاں یہ ہے کہ کیسٹس کے ذخیرے کی جگہ مل گئی... تمام کیسٹس پیچھے ہیں۔"

"تب تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن اس کے بعد کے حالات مایوس کن ہیں... اس چار دیواری کے دوسری طرف ایک طویل باغ ہے... جس سے ہم نکل نہیں سکتے... اب اگر ہم کیسٹس نکال بھی لیں... تو کس چیز میں لے کر جائیں گے... دیوار پھلانگ بھی جائیں تو باغ سے نکلنے کا مسئلہ ہے... پھر

روڈی کی فورس آڑے آئے گی... بیگال کی فورس سامنے آئے گی... یہ ہیں ہمارے مسائل... لہٰذا فلم آپریٹروں نے ہمیں مشورہ دیا ہے کہ ہمیں چاہیے... آرام اور سکون سے فلمیں دیکھیں اور بس۔"

"جب تو ان حالات میں ان کا مشورہ ضرورت سے زیادہ ٹھیک ہے... کاش وہ اس حد تک مشورہ نہ دیتے۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"ہے کوئی تک اس بات کی۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

ایسے میں آصف چیخ مار کر ایک طرف دوڑا... اس کی تیز رفتاری نے انہیں حیرت میں ڈال دیا... جب کہ انہیں اس طرف کچھ نظر نہیں آیا تھا... اور وہ تھا کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا... آخر دیوار کے پاس پہنچ کر اس کی دوڑ ختم ہو گئی...

اب وہ بھی اس کی طرف دوڑ پڑے...

"شش... شاید بے چارے کا دماغ چل گیا ہے... کیونکہ نظر وظر تو کچھ آیا نہیں۔" فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے... لیکن فکر کی ضرورت نہیں... انکل اسے ہومیو پیتھک دوا دے دیں گے۔" فرحت مسکرائی۔

"بے چارے کا دماغ چلا بھی تو کہاں آ کر... گویا

قسمت کی خوبی دیکھیے، ٹوٹی کہاں کمند

دو چار بام جب کہ لب بام رہ گئے۔"

رفعت نے شوخ آواز میں کہا۔

www.allurdu.com

''کیا یہاں اس شعر کی ضرورت تھی۔'' فاروق نے رفعت کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''کک... کک... کند...'' محسن ہکلایا۔

''اب انہیں کند میں کوئی بات نظر آنے لگی۔'' محمود نے برا سا منہ بنایا۔

''کوئی بے تحاشا اور بلاوجہ بھاگ رہا ہے... کسی کو کند نظر آ رہی ہے... یا اللہ یہ ماجرا کیا ہے۔''

''ایک منٹ... آصف پہلے تم بتاؤ... تم کیوں دوڑے۔''

''چچ... چچ... چو۔'' آصف ہکلایا۔

''اچھا جواب ہے... پسند آیا... مطلب کسی کی سمجھ میں آیا۔'' فاروق گنگنایا۔

''جی نہیں... اس کا مطلب تو آصف ہی بتائے گا۔'' آفتاب نے اسے گھورا۔

''کک... کک... کند۔''

''ہاں ہاں... سن لیا... ابھی پوچھتے ہیں... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔'' آفتاب نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''ہاں تو آصف... اب یہ چچ چچ نہ کرو... سیدھی طرح بتاؤ، بات کیا ہے۔''

''چچ... چوہا۔''

''یہ چوہا تو سمجھ میں آیا... چچ چوہا کیا ہوتا ہے بھائی۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

''میں نے گھاس میں ایک چوہے کو دیکھا تھا... وہ دیوار کی طرف بھاگ رہا تھا... میں اس کی سیدھ میں دوڑ پڑا۔''

''اچھا کیا... چوہے کا شکار کرنے چلے تھے نا۔'' فاروق بولا۔

''بہت خوب آصف... شاندار۔'' انسپکٹر جمشید نے اس کی تعریف کی۔

''جی... کیا مطلب... اس بات میں تعریف کا پہلو کہاں سے نکل پڑا۔''

''واقعی شاندار۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

''چلو بتاؤ... چوہا کہاں گیا۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''حد ہو گئی، کیا اب ہم چوہے کا تعاقب کریں گے۔'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں کریں گے... تم چپ رہو۔''

''وہ اس جگہ غائب ہوا ہے۔'' آصف نے اشارہ کیا۔

دیوار کے نیچے انہیں گھاس پر چھپا ایک سوراخ نظر آیا... یہ یقیناً اس چوہے کا بل تھا... گھاس کی وجہ سے یہ عام حالات میں انہیں نظر نہیں آ سکتا تھا۔

''ہم اس دیوار کو چاقو وغیرہ نہیں لگا سکتے... کرنٹ لگتا ہے...

www.allurdu.com

یہی بات ہے نا فاروق۔'' انسپکٹر جمشید نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ل... لیکن آپ مجھے کیوں گھور رہے ہیں۔''

''اس لیے کہ تم آصف کا مذاق اڑا رہے تھے۔''

''س سوری... اب نہیں اڑاؤں گا... خیالی پلاؤ اڑالوں گا... اس کا مذاق نہیں اڑاؤں گا۔''

''ہے کوئی تک انکل۔'' آصف نے ان کی طرف دیکھا۔

''نہیں ہے... فکر نہ کرو... اس سوراخ کو بڑا کرنا شروع کرو... درختوں سے اس قسم کی شاخیں توڑ لو... اور تیزی سے کام کرو، اب غالباً ہمیں دیوار کی دوسری طرف جانے کے لیے دیوار پھلانگنے کی ضرورت نہیں رہ جائے گی۔''

اب تو وہ سب اس کام میں جٹ گئے... سوراخ تیزی سے بڑا ہونے لگا... اس کام میں انہیں کئی گھنٹے لگ گئے... پھر سورج غروب ہوگیا... وہاں اندھیرا چھا گیا... انہوں نے کام روک دیا اور ہال کا رخ کیا... ہال میں آکر وہ لیٹ گئے... اور آرام کرنے لگے... ایسے میں آپریٹر کی آواز سنائی دی:

''کیا آپ فلمیں دیکھنا پسند کریں گے۔''

''اس وقت ہم بہت تھک گئے ہیں، صبح شروع کریں گے۔''

''اوکے... اس کا مطلب ہے... ہم بھی سو سکتے ہیں۔''

''ضرور... کیوں نہیں۔''

اور پھر وہ واقعی سو گئے... دوسری صبح ناشتے کے بعد سوال پیدا ہوا کہ پہلے فلمیں دیکھیں یا گڑھا بڑا کریں... آخر پہلے چند فلمیں دیکھنے کا پروگرام بنا... انہوں نے آپریٹر کو اشارہ کیا... سکرین روشن ہوگئی، دو آدمی عبداللہ بن سبا کے گھر میں داخل ہوتے نظر آئے... عبداللہ بن سبا انہیں دیکھ کر چونک اٹھا اور بولا:

''بہت دیر لگا دی... پورے تین دن بعد آئے... کیا خبر ہے، مسلمانوں نے خلیفہ کسے بنایا ہے۔''

''عمرؓ نے مرنے سے پہلے چھے آدمیوں کے نام لیے تھے کہ خلیفہ ان میں سے لیا جائے گا... سو اس سلسلے میں تین دن تک مشورہ ہوتا رہا... اب ہم آپ کے پاس کس طرح آتے...'' ایک نے کہا۔

''اوہ! تب تو ٹھیک ہے... آگے چلو... خلیفہ کسے بنایا گیا ہے۔''

''تمام لوگوں کی رائے دو آدمیوں کے بارے میں تھی... یعنی خلیفہ یا تو عثمانؓ کو بنایا جائے یا علیؓ کو... کسی تیسرے کے بارے میں کسی نے کوئی رائے نہیں دی... آخر کار عثمانؓ کو خلیفہ چنا گیا ہے۔''

''واہ! بہت خوب! اب آئے گا مزا۔'' عبداللہ ابن سبا اچھل پڑا۔

''جی... آپ نے کیا کہا... اب آئے گا مزا... وہ کیسے...

www.allurdu.com

تمام مسلمان خوشی سے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں... گویا ان کے خلیفہ بننے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے... ان حالات میں آپ کو بھلا مزا کس طرح آئے گا۔"

"آ جائے گا... تم ان باتوں کو نہیں جانتے... عمرؓ میں عد ور بے سختی تھی... وہ کسی سے ذرا بھر بھی نرمی نہیں کرتے تھے... یہاں تک کہ انہوں نے شراب پینے کی وجہ سے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے، پھر قید کیا... لیکن عثمانؓ... وہ نرم آدمی ہیں... بہت نرم مزاج... نرم مزاجی کے آدمی کے گرد سازش کا جال بننا آسان ہوتا ہے... اب میں اس شخص کے گرد سازش کا جال بنوں گا... جو آئندہ نسلوں تک ہمارے لیے مددگار ثابت ہوگا... میں اسلام پر وہ وار کروں گا کہ اس کا زخم کبھی نہیں بھر سکے گا... قیامت تک نہیں بھر سکے گا۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... کیا کوئی ایسا زخم بھی ہو سکتا ہے... جو قیامت تک نہ بھرے۔" ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! ہو سکتا ہے... اور میں انہیں ایسا زخم دوں گا... تم جاؤ، اور میرے لیے خبریں جمع کرو... میں اپنا کام شروع کرتا ہوں۔"

"لیکن اس وقت آپ کی دال نہیں گل سکتی۔ تمام مسلمان عثمانؓ کا ساتھ دے رہے ہیں... آپ کیا کر لیں گے۔"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ میں آج اور ابھی کچھ نہ کچھ کر ڈالوں

گا... اس قسم کے کاموں میں بہت وقت لگتا ہے... میں اپنے باپ کی کوششوں کو دیکھتا رہا ہوں... اور اس وقت سے انتظار کرتا رہا ہوں، اب بھی شاید مجھے کچھ انتظار کرنا پڑے گا... لیکن میں زمین ہموار کرتا رہوں گا۔"

"آپ نے کیا فرمایا۔ آپ زمین ہموار کرتے رہیں گے۔" دوسرا حیران ہو کر بولا۔

"ہاں! بالکل... جس طرح فصل بونے کے لیے زمین ہموار کی جاتی ہے... نرم کی جاتی ہے... پھر اس میں بیج بویا جاتا ہے... تاکہ پودے آسانی سے نکل سکیں... اسی طرح مجھے سازش کی زمین ہموار کرنا ہے... اس کو نرم کرنا ہے... پھر اس میں سازش کا بیج بونا ہے، اگرچہ میں کہہ سکتا ہوں... یہ بیج ہم بہت پہلے بو چکے ہیں... لیکن اصل بیج اب بویا جائے گا... یہ درخت تناور بنتا چلا جائے گا... کوئی مسلمان سازش کے اس درخت کو کاٹ نہیں سکے گا... دنیا دیکھے گی... میری سازش کس قدر کامیاب تھی، کس قدر زبردست تھی... کتنے بڑے بڑے لوگ اس کی لپیٹ میں آئیں گے... تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"آخر وہ سازش کیا ہے؟"

"اب تم جاؤ... اور اپنا کام کرو اور آئندہ کبھی مجھ سے یہ سوال نہ کرنا... ورنہ تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔"

دونوں کانپ گئے... کیونکہ اس وقت انہیں عبداللہ بن سبا کی

www.allurdu.com

آنکھوں میں خون اترا ہوا نظر آیا تھا۔۔ دونوں اٹھے اور گھر سے نکل
گئے۔۔

وہ سکتے میں بیٹھے رہ گئے۔۔ ان کے ذہن بھائیں بھائیں کی
صدائیں دے رہے تھے۔۔ آخر محمود نے کہا:

"حیرت ہے۔۔ کمال ہے۔۔ تاریخ کی کتابوں میں آخر یہ
باتیں کیوں نہیں ملتیں۔"

"ملتی ہیں... لیکن ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی...
دھیان نہیں دیا گیا... سرسری نظروں سے جائزہ لیا گیا ہے... سازش
کی جڑیں تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی گئی... یوں کہہ لو... ہم لوگوں کی
عقلوں پر پردہ پڑ گیا ہے... مورخوں نے اس پہلو کو اجاگر کرنے کی
کوشش نہیں کی..."

اسی وقت سکرین پھر روشن ہو گئی... انہوں نے دیکھا...
عبداللہ بن سبا گھوڑے پر سوار اڑا جا رہا تھا۔۔ گویا اب وہ خود میدان
عمل میں نکل آیا تھا، اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔۔ بہت دیر تک اس کا
گھوڑا دوڑتا رہا۔۔ راستے میں وہ ایک دو لمحوں کے لیے رکتا۔۔ چمڑے
کی صراحی سے پانی پیتا اور ایک تھیلی میں سے کھانے کی کوئی چیز نکال کر
منہ میں ڈالتا اور پھر آگے روانہ ہو جاتا۔۔ آخر۔ ایک گھر کے دروازے
پر وہ گھوڑے سے اترا۔۔ اس نے دستک دی۔۔ جلد ہی دروازہ کھلا
ایک نوجوان آدمی نظر آیا۔۔ اس نے حیران ہو کر عبداللہ بن سبا کو دیکھا

اور بولا:

"فرمائیے! آپ کون ہیں؟"

"پہلے میں آپ کا نام جاننا چاہوں گا۔۔ آپ حکیم بن عبداللہ
ہیں۔"

"ہاں! میں حکیم بن عبداللہ ہوں۔۔ آپ کون ہیں۔"

"میرا نام عبداللہ ہے... باپ کا نام پھر بتاؤں گا... میں
مسافر ہوں۔۔ بہت دور سے آیا ہوں۔۔ کیا بصری کے لوگ مہمانوں کو
بٹھاتے بھی نہیں۔"

"اوہ! ایسی کوئی بات نہیں... آپ اندر آجائیں۔۔ آپ
میرے مہمان ہیں۔۔ مہمان کی عزت کرنا۔۔ اس کی تواضع کرنا تو ہم
لوگوں کی عادت ہے۔"

"شکریہ!" عبداللہ بن سبا مسکرایا۔

پھر حکیم بن عبداللہ اسے اندر ایک کمرے میں لے آیا، بٹھایا۔۔
پھر اس کے لیے کھانے پینے کی چیزیں لے آیا۔۔ وہ کھانے لگا۔۔ آخر
فارغ ہو کر اس نے کہا:

"مجھے آپ کے دوست سے کچھ کام ہے۔۔ لیکن میں خود اس
کے گھر نہیں جانا چاہتا۔۔ وہ چونکہ آپ کے دوست ہیں۔۔ آپ ان
کے گھر آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ آپ کے گھر۔۔ اس لیے کسی کو کوئی
شک نہیں ہوگا۔۔ آپ ذرا جائیں اور اسے بلا لائیں۔"

www.allurdu.com

"لیکن میں اس سے کیا کہوں گا... یا آپ میرے کون سے دوست کی بات کر رہے ہیں۔"

"آپ اس سے صرف اتنا کہہ دیں کہ کوئی ان سے ملنے بصری آیا ہے۔"

"اچھی بات ہے... لیکن میں الجھن محسوس کر رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... میں پہلے آپ کی الجھن دور کر دیتا ہوں... میں معلومات حاصل کرنے کا ماہر ہوں... حکیم بن جبلہ آپ کے دوست ہیں نا۔"

"اوہ! آپ حکیم بن جبلہ کی بات کر رہے ہیں... ہاں! میں اس کا دوست ہوں اور وہ میرا دوست ہے... لیکن اس سے آپ کو کیا کام آ پڑا ہے۔"

"سنا ہے... خلیفہ عثمانؓ کے حکم سے اسے نظر بند کر دیا گیا ہے، یعنی وہ اس شہر سے باہر نہیں جا سکتا... فی الحال گھر سے باہر جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے... یہی بات ہے نا۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے..." اب حکیم بن عبداللہ اور زیادہ حیران نظر آ رہا تھا۔

"اور وہ آپ کا بچپن کا دوست ہے... آپ اکٹھے پڑھتے رہے ہیں... آپ کو تحفے تحائف بھی خوب لا کر دیتا رہتا ہے... بات ہے نا۔"

"اوہ! آپ کو اس حد تک معلومات ہیں... کمال ہے۔"

"میں بھی آپ کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں... یہ دیکھیے... ایک چھوٹا سا ہیرا اور چند اشرفیاں۔"

"ارے نہیں... اتنا قیمتی تحفہ... بھلا آپ میرے لیے کیوں لائے ہیں۔"

"حکیم بن جبلہ کا دوست میرا دوست ہے... بس آپ یہ رکھ لیں... اور جا کر حکیم بن جبلہ کو پیغام دیں... آپ کا دوست بصری سے آیا ہے۔"

"اور میں حکیم بن جبلہ کو آپ کا کیا نام بتاؤں۔"

"عبداللہ۔" اس نے فوراً کہا۔

"عبداللہ بن؟"

"نہیں... اس وقت آپ صرف عبداللہ نام بتائیں... وہ سمجھ جائے گا۔"

"پورا نام بتانے میں کیا حرج ہے؟"

"راز داری کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے... اور مہربانی فرما کر آپ بھی میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائیں... میں اسی لیے یہاں رات کی تاریکی میں پہنچا ہوں... مجھے آپ کے دروازے تک آتے کسی نے نہیں دیکھا... بس کسی کو پتا نہ چلے کہ آپ کے ہاں باہر سے کوئی مہمان آیا ہوا ہے... کیا آپ اتنی احتیاط کر لیں گے۔"

www.allurdu.com

"میں کہہ چکا ہوں، حکیم بن جبلہ کا دوست میرا دوست ہے اور پھر آپ نے تو مجھے قیمتی تحائف دیے ہیں، اتنے قیمتی کہ میں ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔"

"کوئی بات نہیں، اب سوچ لیں۔" وہ مسکرایا۔

پھر حکیم بن عبداللہ وہاں سے نکلتا نظر آیا... سکرین پر صرف عبداللہ بن سبا کا چہرہ نظر آیا... اس کے چہرے پر ایک پراسرار اور خوفناک سی مسکراہٹ تھی... آخر دروازے پر دستک ہوئی... عبداللہ بن سبا کو انہوں نے چونکتے دیکھا، جیسے خیالات کے ہجوم سے باہر نکل آیا ہو...

پھر جونہی دروازہ کھلا... وہ بری طرح اچھلا... اس کے چہرے پر خوف پھیل گیا...

☆...☆...☆

آغاز

حکیم بن عبداللہ کے گھر کے اندر داخل ہونے والا شخص اپنا چہرہ پوری طرح چھپائے ہوئے تھا، اس کے ہاتھ میں دودھاری خنجر تھا، نقاب کے پیچھے دو آنکھیں گویا خون اگل رہی تھیں۔

"کون ہو تم اور مجھے کیسے جانتے ہو، میں کسی عبداللہ کو نہیں جانتا جو اپنے باپ کا نام نہ بتا سکتا ہو اور یہ بھی غلط ہے کہ تم میرے دوست ہو... مجھے حکیم بن عبداللہ کی بات سن کر حیرت ہوئی تھی، میں اس کے ساتھ آ گیا ہوں... اگرچہ میرے لیے آنا بہت مشکل تھا... خلیفہ عثمانؓ نے میرے بارے میں بصرہ کے گورنر کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ مجھ پر نظر رکھیں، ایک طرح سے میں گھر میں نظر بند ہوں... شہر سے باہر جانے پر پابندی ہے... ان حالات میں اگر کسی کو معلوم ہو گیا کہ میں نے یہاں آ کر کسی اجنبی سے ملاقات کی ہے تو گورنر طلب کرے گا اور میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے... میں نہیں جانتا۔" وہ کہتا چلا گیا۔ اس کے خاموش ہونے پر بھی عبداللہ ابن سبا کچھ نہ بولا، تاہم اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

www.allurdu.com

"تم کیوں خاموش ہو... تم تو مجھے خلیفہ کے جاسوس لگتے ہو، اگر یہی بات ہے تو سن لو، میں نے یہاں آ کر کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا.. میں اپنے دوست کے گھر اس کی درخواست پر چلا آیا ہوں، کیونکہ اس نے مجھے بتایا تھا کہ کوئی صاحب مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" عبداللہ ابن سبا کی آواز ابھری۔

"تو پھر بولتے کیوں نہیں... کون ہو، مجھ سے کیا چاہتے ہو، پورا نام کیا ہے تمہارا۔"

"عبداللہ ابن سودا۔"

"کیا!!!" عبداللہ بن جبلہ چلایا۔

"آہستہ میرے دوست آہستہ... تم تو چیخ چلا کر بھانڈا پھوڑ دو گے.. میرا دوسرا نام عبداللہ بن سبا ہے۔"

"اوہ اوہ..." وہ یک دم ہنستا نظر آیا.. اس کے چہرے پر خوف تھا، آخر اس نے پھر کہا:

"میں آپ سے واقف ہوں۔"

"اور میں آپ سے۔" ابن سبا مسکرایا۔

"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"حکومت کی نظروں میں آپ اچھے آدمی نہیں ہیں... بات ہے نا۔"

"ہاں! بالکل۔"

"مجھے ایسے لوگوں کی شدید ضرورت ہے جو حکومت کی نظروں میں اچھے نہ ہوں اور ان کی نظروں میں یہ حکومت اچھی نہ ہو۔"

"میں اس حکومت کے سخت خلاف ہوں، اس نے میری آزادی چھین لی ہے... مجھے نظر بند کر دیا ہے.. حالانکہ میں نے صرف اتنا جرم کیا ہے کہ میں نے اسلامی لشکر میں شریک ہو کر کچھ ذمیوں کو لوٹ لیا تھا.. ذمیوں کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے.. اس بنیاد پر میری شکایات گورنر بصری تک پہنچی، اس نے تفصیلات لکھ کر خلیفہ کو بھیج دیں.. اب خلیفہ صاحب نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ نظر بند کر دیں... بے کوئی تک... لہٰذا اس حکومت کے خلاف مجھ سے کوئی کام لیا جائے تو میں خوشی سے کروں گا۔"

"بہت خوب! یہ بات سن کر خوشی ہوئی۔" عبداللہ بن سبا نے خوش ہو کر کہا۔

"میرے پاس ایک پروگرام ہے... لیکن پروگرام حد درجے خفیہ ہے.. ورنہ ہماری گردنیں ماردی جائیں گی.. کسی کو ذرا سی بھی سن گن لگی تو ہم تو گئے کام سے۔"

"آپ مجھے اپنا پروگرام بتائیں.. بات راز میں رہے گی.. عبداللہ بن حکیم میرا گہرا دوست ہے.. یہ ہر حال میں ہمارا ساتھ دے گا... بلکہ یہ ہمارا ایک ساتھی ثابت ہوگا... کیوں عبداللہ۔" یہ کہتے ہوئے عبداللہ بن جبلہ نے اس کی طرف دیکھا۔

www.allurdu.com

''بالکل ٹھیک۔''

''جب فی الحال ہماری یہ جماعت تین آدمیوں کی ہوگی.. ہم
جو کام بھی کریں گے.. خفیہ طور پر کریں گے.. کسی کے سامنے کھل کر
نہیں آئیں گے.. پہلے تو تم یہ جان لو.. میں کون ہوں..''

''یہ تو ہم جان چکے ہیں... آپ عبداللہ بن سبا ہیں۔'' حکیم
بن جبلہ نے حیران ہو کر کہا۔

''میرا مطلب ہے... میں مسلمان ہوں.. یہودی ہوں یا
عیسائی ہوں۔''

''ظاہر ہے.. آپ مسلمان ہیں۔''

''اور آپ دونوں۔''

''ہم بھی مسلمان ہیں۔''

''یہ آپ دونوں کا پہلا جھوٹ ہے.. پہلی بے ایمانی ہے..
اس لیے معاف کرتا ہوں۔'' عبداللہ بن سبا کا لہجہ حد درجے سرد ہو گیا۔
دونوں کانپ گئے۔

''آپ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' حکیم بن جبلہ فوراً
بولا۔

''جب پھر آپ کیا ہیں؟'' عبداللہ بن حکیم نے ڈرے ڈرے
انداز میں کہا۔

''میں... میں یہودی ہوں.. جان بوجھ کر مسلمان

ہوں.. تاکہ مسلمانوں میں دراڑیں ڈال سکوں۔''

''اوہ.. اوہ۔''

''اور میں جانتا ہوں.. حکیم بن جبلہ... تم نے جو ذمیوں کو
لوٹا ہے... تو اسلام تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا، اسلام تو حکم دیتا
ہے کہ ذمیوں کی حفاظت کرو، ان کی جانوں کی اور مالوں کی حفاظت
مسلمانوں کے ذمے ہوتی ہے... پھر بھلا کوئی مسلمان ذمیوں کو کیسے
لوٹ سکتا ہے.. اور حکیم بن جبلہ کیا تم نے نہیں لوٹا۔''

''ہاں! میں نے لوٹا ہے۔'' حکیم بن جبلہ نے کہا۔

''لیکن کیوں.. اگر تم مسلمان ہو تو تم یہ کام کیسے کر سکتے
تھے۔''

''یہ بات ٹھیک ہے... میں اندر سے مسلمان نہیں ہوں..
اوپر اوپر سے ہوں.. ذمیوں کو میں اسی لیے تو لوٹتا رہا ہوں تاکہ
مسلمان غیر مسلموں میں بدنام ہو جائیں... یہ بات مشہور ہو جائے کہ
مسلمان جو وعدہ کرتے ہیں... پورا نہیں کرتے.. اس طرح ان کی ہوا
اکھڑے گی.. یہ تھا میرا منصوبہ۔''

''منصوبہ اچھا تھا.. پسند آیا.. اس لیے مسلمانوں کے خلیفہ
عثمانؓ کو جب تمہاری کارگزاریوں کی خبر ملی تو انہوں نے تمہیں نظر بند
کرنے کا حکم دے دیا، شہر سے باہر جانے پر پابندی عاید کر دی.. اور
اب تم گھر کے خفیہ دروازے سے نکل کر یہاں تک پہنچے ہو... یہ تمام

www.allurdu.com

اسی طرح ہیں نا۔"

"ہاں!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"خوب! اب پہلے میں حکیم بن عبداللہ کے بارے میں بات کروں گا... اس کے بارے میں تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"یہ میرا دوست ہے اور میرا ساتھ دے گا۔"

"گویا اندر سے مسلمان یہ بھی نہیں ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" حکیم بن جبلہ نے کہا۔

"تم خود بتاؤ۔" عبداللہ بن سبا نے منہ بنایا۔

"یہی بات ہے۔"

"مطلب یہ کہ تم بھی اوپر اوپر سے مسلمان ہو... تاکہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹ سکو۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"شکریہ... اب میں کھل کر بات کر سکوں گا... سنو... مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا بس ایک ہی طریقہ ہے... جس طرح ہم نے ابولولو کے ذریعے مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ کو قتل کروایا... اسی طرح تیسرے خلیفہ کا کام تمام کرا دیا جائے گا... لیکن اس بار طریقہ مختلف ہوگا... کوئی ایک آدمی جا کر انہیں ختم نہیں کرے گا۔"

"کیا مطلب... تب پھر۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"ہم مسلمانوں کے خلیفہ کو بدنام کریں گے... ان پر الزامات

عائد کریں گے۔"

"ان الزامات پر مسلمان کیوں کان دھرنے لگے... وہ اپنے خلیفہ کو حد درجے پسند کرتے ہیں۔"

"وہ کان دھریں گے... اس کے خلاف ہوں گے... تم فکر نہ کرو... ابھی تم نہیں جانتے، میرے پاس کیا منصوبہ ہے۔"

"تب پھر بتائیں۔"

"اطمینان میں صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ تم اس معاملے میں میرا ساتھ دے سکتے ہو یا نہیں..."

"ہم بالکل تیار ہیں، مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے کے لیے ہم بری طرح بے چین ہیں۔"

"اچھی بات ہے... میں نے اپنی یادداشت میں تم دونوں کے نام سب سے اوپر لکھ لیے ہیں... بہت جلد میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"کیا مطلب... بہت جلد بتائیں گے... اس وقت کیوں نہیں بتا دیتے۔"

"منصوبوں پر اس طرح عمل نہیں ہو سکتا... وقت کے ساتھ ساتھ ہدایات جاری کی جاتی ہے... تمام تر تفصیل اس وقت میں تمہیں نہیں بتا سکتا... میں خط و کتابت کے ذریعے تم سے رابطہ رکھوں گا... لیکن حکیم بن جبلہ تم سے براہ راست خط و کتابت نہیں کروں گا...

www.allurdu.com

میرے خطوط حکیم بن عبداللہ کے نام آئیں گے۔۔ ہوں گے وہ تم دونوں کے لیے، اس لیے کہ حکومت کی تم پر نظر ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو۔۔۔ کوئی خط حکومت کے کسی آدمی کے ہاتھ لگ جائے۔"

"بالکل ٹھیک۔۔۔ اس وقت احتیاط کی واقعی ضرورت ہے۔"

"تب پھر میں اب چلتا ہوں۔۔۔ بہت جلد تمہیں میرے خطوط ملنا شروع ہو جائیں گے۔۔۔ جواب دینے میں پوری احتیاط کی جائے۔"

"بہت بہتر۔"

"اور یہ کچھ اشرفیاں رکھ لو۔۔۔ خط و کتابت کے سلسلے میں اخراجات بھی تو کرنا ہوں گے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک تھیلی ان کی طرف بڑھا دی۔

"کیا آپ ہم جیسے اور لوگوں کو بھی اس طرح اشرفیاں دیں گے۔" حکیم بن جبلہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کچھ نہ کچھ تو دینا ہی پڑے گا۔"

"لیکن اتنی دولت آپ کہاں سے لائیں گے۔"

"تمام یہودی ان سازشوں کے سلسلے میں میری مدد کر رہے ہیں، سب بری طرح تڑپ رہے ہیں۔۔ ہر کوئی چاہتا ہے۔۔ مسلمانوں کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا جائے۔۔۔ لہٰذا تم اس فکر میں نہ پڑو کہ میرے پاس دولت کہاں سے آئی۔"

"اچھی بات ہے۔۔ اب ہم ایسا سوال نہیں کریں گے۔"

اور پھر عبداللہ بن سبا کپڑے میں منہ چھپائے رات کی تاریکی میں گم ہوتا نظر آیا۔۔ لیکن اچانک اس کے چہرے پر روشنی پڑی۔۔ چند آدمی اس کے سامنے کھڑے نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں۔۔

"کون ہو تم اور کہاں جا رہے ہو۔"

"ایک مسافر۔۔ صنعا کا رہنے والا ہوں۔"

"نام کیا ہے۔۔" پوچھا گیا۔

"عبداللہ۔" اس نے فوراً کہا۔

"پورا نام بتاؤ۔"

"عبداللہ بن عبداللہ۔" اس نے فوراً کہا۔

"اچھا خیر۔۔۔ کہاں جاؤ گے۔"

"کسی سرائے کی تلاش ہے۔۔ لیکن سستی ہو۔۔ غریب آدمی ہوں۔"

"آؤ۔۔ ہم تمہیں سرائے تک پہنچا دیں۔۔۔ بصرہ کے گورنر کی طرف سے حکم ہے ہم دونوں شہر میں گھوم پھر کر لوگوں کو آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔۔۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تم رات کے وقت کیوں آئے ہو۔"

"فاصلے کا درست اندازہ نہیں تھا۔"

"خیر۔۔۔ آؤ۔۔ سرائے کی طرف۔"

www.allurdu.com

جلد ہی انہوں نے عبداللہ بن سبا کو ایک سرائے میں داخل
ہوتے دیکھا، حکومت کے آدمی اسے دروازے تک پہنچا کر لوٹ گئے۔
ایک لمحہ کے لیے یہ منظر غائب ہوا، پھر عبداللہ بن سبا سرائے کے بیچ
لوگوں کے درمیان بیٹھا نظر آیا... ایسے میں اس کی آواز ابھری:

"بھائیو! کیا یہ بات درست نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں
دوبارہ آئیں گے۔"

"ہاں! کیوں نہیں، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ارشاد
فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے جب
اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا تھا۔"

"میرے ذہن میں یہی سب سے بڑی الجھن ہے۔"

"الجھن کیسی..." ایک اور نے پوچھا۔

"دیکھو نا... سب سے افضل تو ہمارے نبی ہیں... ہیں نا۔"

"اس میں کیا شک ہے۔" ایک اور نے کہا۔

"تب یہ کیسے ممکن ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو دنیا میں دو
آئیں اور آپ ﷺ نہ آئیں... جب کہ افضل آپ ہیں، لہٰذا میں
ہوں، آپ ضرور دوبارہ آئیں گے۔"

"ایسی کوئی روایت سننے میں تو نہیں آئی۔" ایک نے کہا۔

"تمام روایات ہماری نظروں سے کب گزری ہیں...
میں ایک بات اور کہتا ہوں... شاید وہ آپ لوگوں کے ذہنوں

آ جائے، دیکھیے ہر نبی کا ایک خلیفہ اور وصی ہوتا ہے اور حضرت محمد ﷺ
کے وصی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں... جس طرح آپ آخری نبی ہیں،
خاتم الانبیاء ہیں، اسی طرح حضرت علی خاتم الاولیا ہیں، یعنی وہ آخری
وصی ہیں... وصی کا مطلب ہے... جس کے بارے میں وصیت کی گئی
ہو... اب جب آپ کے وصی حضرت علیؓ ہیں، اور آپؐ نے ان کے حق
میں یہ وصیت کی تو پھر ان کے ہوتے ہوئے دوسروں کو خلیفہ بنانا کہاں کا
انصاف ہے، یہ تو کھلی بے انصافی ہے... علیؓ کے ساتھ سخت انصافی
ہوئی ہے... خلافت انہیں ملنی چاہیے تھی، یہ حق ان کا تھا جب کہ دے
دیا گیا ابوبکرؓ کو... اور پھر عمرؓ کو... اور ان کے بعد عثمانؓ کو... خیر
پہلے دو تو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں... لیکن عثمانؓ تو زندہ ہیں...
اصل حق دار کی موجودگی میں وہ خلیفہ بنے ہوئے ہیں... لہٰذا ہم سب کو
چاہیے..."

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا... سب لوگ حیرت زدہ
انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے... گویا انہوں نے اتنی حیرت
انگیز بات پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں... رک کیوں گئے۔" ایک نے
کہا۔

"میں دیکھنا چاہتا تھا، آپ لوگ میری بات توجہ سے سن رہے
ہیں یا نہیں۔"

www.allurdu.com

''ہم سن رہے ہیں.. لیکن یہ باتیں بہت زیادہ حیرت انگیز، عجیب اور انوکھی ہیں.. ہم نے آج سے پہلے کسی کے منہ سے نہیں سنیں، خیر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔''

''خلیفہ بننے کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا.. بنا دیے گئے حضرت عثمانؓ.. یہ جو ہم نے ان کی حق تلفی کی ہے.. تو اللہ ہمیں اس کے لیے معاف نہیں کریں گے... اب ضرورت ہے اس بات کی کہ حضرت عثمانؓ کو خلافت سے ہٹا دیا جائے اور ان کی جگہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنا دیا جائے۔''

''یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے... تمام مسلمان حضرت عثمانؓ کی خلافت پر متفق ہیں.. خوش ہیں، ان سے کسی کو کوئی شکایت نہیں... ہر طرف امن چین ہے... سرحدوں پر اسلام کو فتوحات مسلسل حاصل ہو رہی ہیں.. ان حالات میں ایسی کوئی بات کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتی.. لہٰذا آپ اپنے خیالات اپنے تک رکھیں۔''

''آپ لوگوں کی مرضی.. مجھے جو کہنا تھا.. کہہ چکا۔''

ایک لمحے کے لیے سکرین تاریک ہو گئی.. اب جو روشن ہوئی تو ایک اور سرائے میں عبداللہ بن سبا یہی باتیں کرتا نظر آیا.. پھر ایک مجمع میں اسے یہ باتیں کرتے دکھایا گیا..

پھر کیمرہ ایک بڑے دروازے پر آ کر رک گیا.. اس پر چند آدمی دستک دے رہے تھے... آخر دروازہ کھلا اور ایک دربان نے

باہر نکل کر پوچھا:

''کیا بات ہے.. کیا چاہتے ہو۔''

''ہمیں گورنر عبداللہ بن عامر سے ملنا ہے... ہمارے پاس کچھ ضروری اطلاعات ہیں۔''

''اچھی بات ہے.. میں انہیں اطلاع کرتا ہوں۔''

یہ کہہ کر دربان اندر چلا گیا.. پھر وہ لوگ اندر داخل ہوتے نظر آئے اور لمبے قد کے ایک بارعب آدمی سے مصافحہ کرتے نظر آئے.. لمبے قد کے آدمی نے آخر کہا:

''فرمایئے.. آپ لوگوں کو مجھ سے کیا کام ہے۔''

''ہم آپ کو بتانے آئے ہیں کہ ہمارے شہر میں ایک نئی بات ننے میں آ رہی ہے، اس سے زیادہ عجیب بات ہم نے آج تک نہیں نی۔''

''اور وہ کیا؟'' بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر نے قدرے ران ہو کر کہا۔

''شہر میں ایک شخص آیا ہے، وہ صفا کا رہنے والا ہے... وہ ب بھی اور جہاں بھی لوگوں میں بیٹھتا ہے... یہ کہتا ہے کہ خلافت کا ق تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا، دے دیا گیا عثمانؓ کو... بلکہ وہ تو بھی کہتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے پہلے بھی حق حضرت علیؓ تھا.. اور انہی کو ملنا چاہیے۔''

www.allurdu.com

"اچھا، وہ یہ کہتا ہے... میرا خیال ہے، میں اسے بلوا کر
ڈانٹ دیتا ہوں... اگر اس کے بعد بھی اس نے ایسی کوئی بات کی
پھر اس پر سختی کی جائے گی۔"

"اسی لیے تو ہم آئے ہیں... کہیں یہ بات آگے نہ بڑ
جائے اور بلاوجہ لوگوں کے ذہن خراب ہونے لگیں۔" ایک نے کہا۔

"ٹھیک ہے، آپ کا شکریہ... آپ نے ایک اہم اطلا
مجھ تک پہنچائی.. میں ابھی آپ لوگوں کے سامنے اسے بلوانے جا
کا حکم دیتا ہوں.. یہ شخص ٹھہرا ہوا کہاں ہے۔"

"عام طور پر یہ کسی سرائے میں ٹھہرتا ہے.. ایک سرائے
نکل کر دوسری سرائے میں چلا جاتا ہے۔"

"اوہ! اچھا.. خیر... اس وقت وہ کس سرائے میں ہے۔"

"سرائے اسود میں۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ کہہ کر اس نے دروازے پر دستک دی
فوراً ہی دربان اندر داخل ہوا..

"عروہ بن عاصم کو بلاؤ۔"

"جی اچھا۔" دربان نے کہا اور چلا گیا۔

"عروہ بن عاصم کون ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"سرائے اہل کاروں کا انچارج.. مجرم یا گناہ گار لوگ
کے ذریعے گرفتار کروائے جاتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"اوہ اچھا۔"

اتنے میں ایک خوفناک شکل وصورت والا آدمی اندر داخل
ہوا، اس نے پہلے تو سلام کیا پھر بولا:

"میرے لیے کیا حکم ہے۔"

"ان دو معزز لوگوں کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ شہر میں کوئی
سر پھرا ہے جو لوگوں میں عجیب عجیب باتیں پھیلا رہا ہے... اسے ذرا
پکڑ کر میرے پاس لے آؤ.. اس کا نام عبداللہ بن سبا ہے.. یہ لوگ
اس کی نشان دہی کریں گے۔"

"بہت بہتر... آیئے صاحبان چلیں۔"

وہ اس کے ساتھ نکل گئے.. جلد ہی عبداللہ ابن سبا گورنر کے
کمرے میں داخل ہوتا نظر آیا۔ گورنر نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔

"تو تمہارا نام عبداللہ بن سبا ہے۔"

"جی ہاں! یہی نام ہے۔" اس نے پرسکون آواز میں کہا۔

"یہ تم لوگوں میں کیا خیالات پھیلا رہے ہو... تم ہو کون..
کہاں سے آئے ہو۔"

"شہر صنعا کا رہنے والا ہوں.. عبداللہ بن سبا میرا نام ہے..
ں یہ کہتا ہوں.. خلافت کا حق علیؓ کا تھا.. خود حضرت عمرؓ اس
ے میں کوئی فیصلہ کر کے نہیں گئے.. انہوں نے فیصلہ چھے مسلمانوں
ذمے لگا دیا تھا.. کیا ان سے فیصلے میں غلطی نہیں ہو سکتی۔"

www.allurdu.com

"..غلطی ہو سکتی ہے یا نہیں... اب اس پر بات کرنے کا کیا
فائدہ... مسلمانوں نے مل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا
ہے.. اور اب تو ان کی خلافت کو بھی گیارہ سال ہونے کو آئے ہیں..
لہٰذا تم اپنی باتیں اپنے تک رکھو.. لیکن میں نے تو سنا ہے... تم کہتے
پھرتے ہو.. کہ حضرت علیؓ کا حق تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے
بھی پہلے تھا۔"

"ہاں! یہ بات درست ہے.. کیا ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ
نے خلافت کے سلسلے میں وصیت لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا.. لیکن اس وقت
وہاں عمرؓ بھی موجود تھے.. انہوں نے کہا تھا کہ کاغذ قلم نہ لایا جائے
اس لیے کہ ہمارے لیے قرآن کافی ہے.."

"ہاں! انہوں نے یہ کہا تھا، لیکن آپ کی حالت دیکھ کر ایسا
فرمایا تھا.. ورنہ ان کی نیت ٹھیک تھی.. اور اس سے یہ مطلب لینا
بالکل غلط ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کے بارے میں فیصلہ دینے والے
تھے.. کیا آپ ﷺ نے امامت کا حق دار حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ کو نہیں ٹھہرایا تھا۔" گورنر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں! اے امیر... یہ بات درست ہے۔"

"جب آپ ﷺ کی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ
سترہ نمازیں پڑھائیں اور آپؐ نے ان کے علاوہ کسی اور کی امامت
پسند نہیں فرمایا.. تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ

ابوبکر صدیقؓ کو سب سے زیادہ افضل سمجھتے تھے.. اس کا ثبوت اس
بات سے بھی ملتا ہے... پہلی مرتبہ جب آپ ﷺ نے حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو، وہ مسلمانوں کو نماز پڑھا
دیں... تو کیا اس وقت حضرت عائشہؓ نے یہ خیال کر کے کہ ان کے
والد محترم اہل میں ہیں... برداشت نہیں کر سکیں گے... ان کے بجائے
حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کا پیغام نہیں بھیجا تھا اور وہ امامت کے لیے
کھڑے ہو گئے تھے.. لیکن جب آپؐ نے حضرت عمرؓ کی قرأت سنی
تو کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا... کہ ابوبکرؓ سے کہو، وہی نماز
پڑھائیں۔"

"ہاں! ایسا ہوا تھا۔"

"تو پھر عقل کے اندھے انسان.. تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ آپؐ
حضرت علیؓ کے بارے میں خلافت کا فیصلہ دینے والے تھے.. یاد
رکھو! تم مسلمانوں میں فساد پھیلانا چاہتے ہو... اپنے اس مکروہ کام
سے باز آ جاؤ... اور میرے اس شہر سے نکل جاؤ... ورنہ میں تمہیں
گرفتار کر لوں گا.."

عبداللہ بن سبا نے کوئی جواب نہ دیا اور چپ چاپ وہاں سے
نکل گیا... وہ اپنی سرائے میں آیا، رات کی تاریکی میں وہاں سے نکلا
اور حکیم بن عبداللہ کے گھر میں داخل ہوا.. اندر اس بار حکیم بن جبلہ بھی
موجود تھے، ان کے رنگ فق تھے.. وہ اسے دیکھتے ہی بولے:

www.allurdu.com

"آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا... ایسا نہ ہو عبداللہ بن عامر کو ہمارے بارے میں بھی پتا چل جائے۔"

"فکر نہ کرو... میں نے یہاں آنے میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے... گورنر نے میرے ارادے کسی قدر بھانپ لیے ہیں... لہٰذا میں یہاں سے کوچ کر رہا ہوں... اب میں اپنا یہ کام وہاں کروں گا... تم لوگ بہت آہستہ انداز میں ان خیالات کو پھیلاتے رہو... اعلانیہ ان باتوں کو نہ کہنا... دوست احباب کو دعوت وغیرہ دو... اور باتوں باتوں میں یہ بات کہو... کہ خلافت کا حق حضرت علیؓ کا تھا... دے دیا گیا ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ اور اب حضرت عثمانؓ کو... جب تم ایک گروہ کو اپنا ہم خیال بنا لو تو مجھے کوفے اطلاع دینا... میں اپنا پتا کسی طرح تم تک پہنچا دوں گا... کیا تم یہ کام کرو گے؟"

"کیوں نہیں... یہ کام تو اب ہم دن رات کریں گے... آپ دیکھیں گے، بہت جلد ہمارے اردگرد بہت سے لوگ جمع ہو چکے ہیں... جن لوگوں کے درمیان آپ یہ باتیں کرتے رہے ہیں... پہلے ہی ہم سے رابطہ شروع کر چکے ہیں... ایسے سب لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ خلافت کا حق حضرت علیؓ کا ہے..." اس نے جلدی جلدی کہا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... بس اسی رخ پر کام جاری رکھو... جو لوگ ہمارے ہم خیال بن جائیں... ان سے کہتے رہو

غیر محسوس طور پر یہ کام جاری رکھیں... دوسروں کے ذہنوں میں یہ خیال پختہ کر دیں... اگر ہم ایک کثیر تعداد میں لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال بٹھانے میں کامیاب ہو گئے کہ خلافت کے اصل حق دار اصل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو سمجھو لو... مار لیا میدان۔"

"آخر آپ کریں گے کیا..." حکیم بن جبلہ نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"ابھی مجھ سے یہ نہ پوچھو... بس کام کرو کام۔"

"وہ ہم کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔"

"تب پھر وہ دن بہت جلد آئے گا... جب ہماری کوششیں اس سلسلے میں کامیاب ہوں گی۔"

"ضرور... ضرور۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

پھر عبداللہ بن سبا ان سے گلے ملا اور وہاں سے نکل کر رات کی تاریکی میں گم ہو گیا... جلد ہی وہ ایک شہر میں داخل ہوتا نظر آیا... اس نے ایک راہگیر کو روک کر پوچھا:

"میں مسافر ہوں... کیا آپ مجھے کسی سرائے تک لے جا سکتے ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں... ویسے آپ پسند کریں تو میرے گھر میں ٹھہریے... مجھے خوشی ہو گی۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی... آپ کی بہت مہربانی... چلیے پھر

www.allurdu.com

"میں آپ کے گھر میں ہی ٹھہر جاتا ہوں۔"

"آیئے۔"

دونوں چلتے رہے، پھر ایک گھر میں داخل ہوئے.. جلد ہی دونوں ایک کمرے میں بیٹھے نظر آئے..

"یہاں کے گورنر کیسے آدمی ہیں؟" اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"گورنر کا نام سعید بن عاص ہے.. وہ اچھے آدمی ہیں۔"

"لیکن میں نے تو سنا تھا.. یہاں کچھ لوگ ان کے مخالف ہیں اور اس مخالفت کی وجہ سے وہ خلیفہ کو بھی پسند نہیں کرتے.. ان کا کہنا ہے کہ خلیفہ نے ہی تو سعید بن عاص کو ہمارے سروں پر مسلط کر رکھا ہے۔"

"ایسے تو ہر شہر میں کچھ لوگ ہوتے ہیں۔" میزبان نے منہ بنایا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں.. میں ذرا نماز پڑھ لوں... میں رات کو بھی نماز کے لیے اٹھنے کا عادی ہوں... آپ کو میری وجہ سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوگی۔"

"بالکل نہیں.. اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔"

اب سکرین پر عبداللہ نمازیں ہی نمازیں پڑھتا نظر آیا.. پھر گھر سے باہر نکلا اور سڑک پر چلنے لگا.. لوگ اس کی شکل وصورت دیکھ

کر ادھر سے ادھر ہونے لگے..

وہ کچھ لوگوں کے نزدیک پہنچا.. وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے..

"آپ لوگ سعید بن عاص گورنر کوفہ کے بارے میں کچھ جانتے ہیں.. میں مسافر ہوں۔" اس نے کہا۔

"کیا آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"نہیں.. میں نے سنا ہے.. لوگ ان کو پسند نہیں کرتے.. اور اس کی وجہ سے امیر المومنین عثمانؓ کو بھی پسند نہیں کرتے۔"

"ہم نے تو ایسی کوئی بات نہیں سنی.. اور اگر ایسا ہے بھی تو کیا ہے.. ہر شہر اور ہر بستی میں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے... لیکن ایسے لوگوں سے خبردار تو رہنا چاہیے نا.. اس طرح حکومت کے خلاف باتیں نکلنے لگتی ہیں... بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" ایک نے کہا۔

عبداللہ بن سبا نے سر ہلایا اور آگے بڑھ گیا... کچھ اور دور جا کر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس یہی کچھ کہتا نظر آیا۔

پھر سکرین تاریک ہوگئی..

"حیرت ہے.. یہ شخص کس طرح شوشہ چھوڑ رہا ہے.. یعنی بات کچھ بھی نہیں ہے... لیکن بلا وجہ اس کو بات کا روپ دے رہا

www.allurdu.com

ہے۔'' پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''ہاں! اسی کو سازشی ذہن کہتے ہیں... خیر اب آگے دیکھتے ہیں۔''

اسی وقت سکرین روشن ہو گئی... کچھ لوگ ایک جگہ جمع نظر آئے... وہ دبے لہجے میں کہہ رہے تھے:

''لوگ سعید بن عاص کے خلاف ہوتے جا رہے ہیں اور اس کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ان کی رائے بدل رہی ہے۔''

''ہاں! اللہ اپنا رحم فرمائے... پتا نہیں کیا ہو رہا ہے... مجھے یہ کسی طوفان کی آمد کے آثار نظر آتے ہیں... جدھر دیکھو... یہی باتیں ہو رہی ہیں۔'' ایک نے کہا۔

پھر ایک گھر میں وہ کچھ لوگوں کے درمیان نظر آیا... وہ کہہ رہا تھا:

''گورنر صاحب کا رویہ لوگوں کے بارے میں سخت ہوتا جا رہا ہے... ادھر عثمانؓ اسے گورنر رکھنے پر بضد ہیں... اور میں آپ لوگوں ایک خاص بات بتا سکتا ہوں... لیکن رازداری شرط ہے۔''

''اور وہ کیا؟''

''خلافت کے اصل حق دار دراصل علیؓ تھے... لیکن ان بجائے خلیفہ بنا دیا گیا ابوبکرؓ کو، پھر جب وہ فوت ہوئے تو تب بھی

حضرت علیؓ کو ان کا حق نہیں دیا گیا اور اس بار خلیفہ عمرؓ بنا دیا گیا، اس کی شہادت کے بعد میں حضرت علیؓ کو حق نہیں دیا گیا اور خلیفہ بنا دیا گیا عثمانؓ... لیکن اب چہ مگوئیاں کر رہے ہیں کہ آخر یہ انصافی کیوں کی جا رہی ہے... عثمانؓ کے بارے میں اور بھی بہت سی باتیں سننے میں آ رہی ہیں... ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے تمام عہدے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دیے ہیں... بھلا اس طرح انصاف ہو سکتا ہے، اس طرح تو ناانصافی جنم لے گی... چنانچہ لوگ اب ناانصافی کو شدت سے محسوس کرنے لگے ہیں... تمام صوبوں میں اور تمام شہروں میں اس قسم کی باتیں زور شور سے ہو رہی ہیں... لیکن آپ لوگ احتیاط کریں... ان باتوں کو اپنے تک رکھیں... اچھا میں چلتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ ان کے درمیان سے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل آیا... کئی لوگ اس کے ساتھ چلنے لگے...

''آپ لوگ بھی اپنے گھروں کو جائیں۔'' اس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ہمارے خیالات بالکل وہی ہیں جو آپ کے ہیں... ہم آپ کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔''

''خیر... یہ بات معلوم ہو گئی... میں چند اور کام کی باتیں آپ لوگوں کو بتاؤں گا... آپ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کر لیجیے گا... پھر میں آؤں گا۔''

www.allurdu.com

"آپ تاریخ اور وقت بتا دیں.. ہم یہ کام کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے... اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو میں آپ لوگوں کے پاس آؤں گا... اسی گھر میں جس میں اب بات کی ہے... آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"جی نہیں.. اس میں اعتراض کیسا۔"

"شکریہ! اب پندرہ تاریخ کو ملاقات ہوگی۔"

اور پھر وہ تاریکی میں گم ہوتا نظر آیا... لوگ ادھر ادھر جاتے نظر آئے.. ایک شخص ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا.. جب لوگ ادھر ادھر چلے گئے تو وہ ایک طرف بڑھا.. وہاں ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا، اس نے گھوڑے کو کھولا اور اس پر سوار ہو کر سرپٹ روانہ ہو گیا.. جلد ہی وہ ایک بڑے سے مکان کے دروازے پر نظر آیا... اندر سے دربان نکلا..

"فرمائیے.. کیا بات ہے۔"

"مجھے گورنر صاحب سے ملنا ہے... وہ مجھے جانتے ہیں اور انہوں نے مجھے ایک کام سونپ رکھا ہے... اس کے بارے میں رپورٹ دینا ہے۔"

"آپ کا نام۔"

"آپ ان سے صرف اتنا کہہ دیں.. مامون آیا ہے۔"

"اچھی بات ہے.. آپ اس طرف تشریف رکھیے.. آپ

کا پیغام میں ابھی دے دیتا ہوں، پھر جونہی وہ بلائیں گے... میں آپ کو اندر بھیج دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

دربان چلا گیا، جلد ہی اس کی واپسی ہوئی.. اس نے مامون سے کہا:

"آپ آئیے.. میں خود آپ کو ان تک پہنچاؤں گا۔"

دربان کے ساتھ مامون ایک کمرے میں داخل ہوا.. اندر ایک بھاری بھرکم سا آدمی ٹہل رہا تھا... اسے دیکھ کر اس نے ٹہلنا بند کر دیا.. اور بولا:

"ہاں! مامون.. کیا خبر ہے۔"

"ایک شخص شہر میں مختلف قسم کی افواہیں پھیلا رہا ہے، اس نے بہت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیا ہے... لوگ اس کی ہاں میں ہاں ملاتے نظر آتے ہیں۔"

"وہ کیا کہتا ہے۔"

"وہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا رہا ہے کہ خلافت کے اصل حق دار ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ سے پہلے علیؓ تھے... جب ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا گیا، اس وقت بھی ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی، جب عمرؓ کو خلیفہ بنایا گیا... اس وقت بھی ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی... لیکن اب لوگ ان ناانصافیوں کو سمجھنے لگے ہیں اور عثمانؓ کی خلافت کے

www.allurdu.com

خلاف ہر شہر میں شور بڑھ رہا ہے۔۔۔" یہاں تک کہہ کر ماموں خاموش ہو گیا۔

"یہ باتیں کہتا پھر رہا ہے یہ شخص۔"

"ہاں! اے امیر۔"

"یہ ہے کون۔"

"شہر صفا کا رہنے والا ہے۔"

"اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔۔۔ میں اس کا دماغ درست کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ یہ شخص مسلمانوں میں فساد کا بیج بو رہا ہے۔۔۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سوچ رہا ہے۔۔۔ یا تو یہ کوئی منافق ہے، یا پھر مسلمان کے روپ میں کوئی مشرک ہے۔۔۔ خیر۔۔۔ تم اسے میرے پاس لے آؤ۔"

"بہت بہتر جناب! آپ سرکاری اہل کار میرے ساتھ بھیج دیں۔۔۔ میں انہیں وہاں لے جاتا ہوں۔۔۔ جہاں وہ ٹھہرا ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ بیس آدمیوں کا دستہ کافی رہے گا۔"

"جی ہاں۔۔۔ بہت کافی۔"

پھر بیس آدمیوں کا گھوڑ سوار دستہ ایک سمت میں جاتا نظر آیا۔ جلد ہی وہ عبداللہ بن سبا کو گرفتار کر کے لے آئے۔۔۔ اسے گورنر کے سامنے پیش کیا گیا۔۔۔ گورنر نے اسے تیز نظروں سے گھورا:

"اے شخص۔۔۔ تو کیا چاہتا ہے۔۔۔ یہ تو کیسی باتیں لوگوں میں

پھیلا رہا ہے۔۔۔ یاد رکھو۔۔۔ ایسی باتیں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کا سبب بنیں گی۔۔۔ اور اس کام کا مجرم تو ہو گا۔۔۔ میں تجھے خبردار کرتا ہوں، کہ کوفے سے نکل جا۔۔۔ اگر آج کے بعد تو کوفے میں نظر آیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ سن لے۔۔۔ میرا نام سعید بن عاص ہے۔۔۔ اور میں تم جیسے لوگوں کے ساتھ بہت سختی سے پیش آتا ہوں۔۔۔ یہاں کے سمجھ دار لوگ بھی تجھ سے نفرت کر رہے ہیں، ایسے کچھ لوگوں نے مجھے تمہارے بارے میں آ کر بتایا تو میں نے اپنے خاص آدمی ماموں کو تمہاری نگرانی پر لگا دیا۔۔۔ اس کی رپورٹ کے مطابق تم مسلمانوں میں فساد پھیلانا چاہتے ہو۔۔۔ نکل جاؤ یہاں سے اور آج کے بعد شہر میں نظر نہ آنا۔"

یہ کہتے ہوئے سعید بن عاص کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔ عبداللہ بن سبا کچھ کہے بغیر مڑا اور باہر نکل آیا۔۔۔ اس کے چہرے پر غصہ تھا۔۔۔ طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔ تم مجھے کیا جانو۔۔۔ میرا کاٹا تو پانی نہیں مانگتا۔۔۔

سکرین ایک لمحہ کے لیے پھر تاریک ہوئی۔۔۔ پھر روشن ہوئی، وہ اسی کمرے میں بہت سے لوگوں کے درمیان بیٹھا نظر آیا۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا:

"دوستو! میں کوفے سے جا رہا ہوں۔۔۔ لیکن تم اپنا کام جاری رکھنا۔۔۔ میں بذریعہ خط و کتابت تم لوگوں سے رابطہ رکھوں گا۔۔ میرے خط خفیہ طریقے سے آپ تک پہنچتے رہیں گے۔۔۔ آپ لوگوں نے اگر

www.allurdu.com

میری ہدایات پر عمل کیا تو بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے... یہ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہمارا مقصد کیا ہے... میں یہاں اپنے خاص ساتھی مالک اشتر کے ذمے لگا کر جا رہا ہوں... اب میرا کام یہاں یہ کریں گے اور مجھ سے خط و کتابت رکھیں گے۔"

"بالکل ٹھیک... آپ فکر نہ کریں۔"

"شکریہ! میں چلا۔"

اور پھر وہ وہاں سے نکل کر تاریکی میں گم ہو گیا... تاریکی میں گھوڑے کے ٹاپوں کی آوازیں کئی سیکنڈ تک سنائی دیتی رہیں... اس وقت انہوں نے محسوس کیا... کمرے میں کوئی زبردست تبدیلی آ چکی ہے...

☆...☆...☆

تبدیلی

"کچھ محسوس کیا۔" انسپکٹر جمشید نے ان سب کی طرف دیکھا۔

"ہاں! کوئی تبدیلی آئی ہے..."

"لیکن کیا۔" انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیا تبدیلی آئی ہے۔" خان رحمان نے کہا۔

"سوچیں، غور کریں۔" وہ مسکرائے۔

"تو کیا آپ کی سمجھ میں بات آ چکی ہے۔" آصف نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"نہیں... بالکل نہیں آئی... میں بھی غور کر رہا ہوں۔"

ادھر سکرین پھر روشن ہو گئی... انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

"ابھی ٹھہر جائیں بھی..."

سکرین تاریک ہو گئی... وہ لگے سوچنے... بظاہر انہیں کوئی تبدیلی نظر نہ آئی... انہوں نے سب ساتھیوں کو گنا... سب کے سب

www.allurdu.com

موجود تھے.. ان میں سے کوئی گم بھی نہیں ہوا تھا۔

"آخر ہم یہ کیوں محسوس کر رہے ہیں کہ اس کمرہ میں کوئی تبدیلی آ گئی ہے۔"

"پتا نہیں... کیوں محسوس کر رہے ہیں... ویسے ہو سکتا ہے.. یہ ہمارا وہم ہو۔" آفتاب نے کہا۔

"بھئی سب کے سب تو وہم میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔" پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

"کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی.. کیوں نہ اگلی فلم ہی دیکھ لی جائے۔"

"ہوں! ٹھیک ہے.. چلو بھئی لگا دیں فلم... آپ بھی کیا یاد رکھیں گے... ویسے آپ تھک تو نہیں گئے۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں ہانک لگائی۔

کوئی جواب نہ ملا... البتہ سکرین روشن ہو گئی... تاریکی ہوئی... عبداللہ بن سبا گھوڑے پر سوار آتا نظر آیا... پھر وہ ایک شہر میں داخل ہوا اور ایک راہگیر کو روک کر بولا:

"یہ دمشق کاشاشام ہے نا.."

"جی ہاں! آپ کہاں سے آئے ہیں۔"

"میں کوفے سے چلا آ رہا ہوں۔"

"اوہ اچھا! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں' میں آپ کی رہنمائی

کرنے کیلئے تیار ہوں۔"

عبداللہ ابن سبا نے اس کی طرف غور سے دیکھا... پھر پوچھا۔

"کیا آپ رہبری کا کام کرتے ہیں۔"

"یہی سمجھ لیں۔"

"میں آپ کو ایک دینار دوں گا... اگر آپ مجھے کچھ معلومات مہیا کر دیں۔"

"ایک دینار... کیا واقعی... آپ نے دینار کہا ہے یا درہم۔"

"درہم نہیں بھئی.. دینار۔"

"آپ کو شاید معلوم نہیں.. دینار سونے کا سکہ ہوتا ہے۔"

"یہ دیکھو... یہ کیا ہے۔" عبداللہ ابن سبا کا ہاتھ جیب سے باہر نکلا تو اس میں سونے کے کئی سکے چمک رہے تھے۔

"بھئی واہ... آپ تو واقعی مجھے دینار دے سکتے ہیں.. آپ جو معلومات چاہتے ہیں بتائیں.. میں آپ کو دوں گا' اگر مجھے معلوم نہ ہوئیں تو لا کر دوں گا۔"

"خوب! مجھے آپ جیسے ہی آدمی کی ضرورت ہے... ہم درختوں کے درمیان کہیں چل کر نہ جائیں.. میرا گھوڑا بھی بہت تھک گیا ہے.. یہ کچھ گھاس چر لے گا۔"

www.allurdu.com

"ضرور... کیوں نہیں... اس طرف چلیے۔"

دونوں جنگل میں بیٹھے نظر آئے...

"پہلے تو آپ یہ بتائیں... یہاں کے گورنر کیسے آدمی ہیں؟"

"بس ٹھیک ہیں... سخت طبیعت کے ہیں۔"

"خلیفہ کے بارے میں ان کے خیالات کیسے ہیں۔"

"خلیفہ کو بہت پسند کرتے ہیں... ان کے احکامات پر سختی سے عمل کرتے اور کرواتے ہیں... شہر میں کوئی ایسا شخص مل جائے... خلیفہ کے بارے میں کوئی ناروا الفاظ منہ سے نکالتا ہو تو اسے پکڑوا دیتے ہیں... سزا دیتے ہیں۔"

"اوہ اچھا! آپ کا خلیفہ کے بارے میں کیا خیال ہے... کچھ خبریں آپ تک پہنچتی ہیں... میرا مطلب ہے... بصرے کوفے سے۔"

"کیسی خبریں..." وہ چونکا۔

"سنا ہے... لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے... ان پر مختلف قسم کے الزامات لگاتے ہیں... دوسری اہم بات وہ یہ کہتے ہیں کہ خلافت کے حق دار تو دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے... لوگوں نے ان سے ناانصافی کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا... ان کی وفات کے بعد ایک بار پھر ان سے زیادتی ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا گیا... پھر تیسری مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

چن لیا گیا... اور ایک بار پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادتی ہو گئی... لیکن اب لوگ ان زیادتیوں کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں... اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں ہر طرف شروع ہو گئی ہیں... میں جس صوبے میں گیا' جس شہر سے گزرا' میں نے یہ اور اس قسم کی باتیں سنی ہیں۔"

"حیرت ہے... میں نے تو یہاں ایسی کوئی بات نہیں سنی۔"

"خیر آپ مجھے کسی سرائے میں پہنچا دیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں... ویسے آپ کی باتوں نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"بہت جلد یہاں بھی آپ یہ باتیں سنیں گے۔"

پھر وہ یہی باتیں لوگوں کے درمیان کرتا نظر آیا... اس کے گرد بہت سے لوگ جمع ہوتے نظر آئے... پھر کچھ لوگوں نے اسے پکڑ کر مارا پیٹا اور یہ الفاظ کہتے سنائی دیے۔

"اے فسادی انسان! یہاں ایسی کوئی بات نہیں... تو اپنی ان مردود باتوں کے ساتھ اس شہر سے نکل جا۔"

ابن سبا وہاں سے نکلتا نظر آیا... وہ رہنما اس کے ساتھ شہر سے باہر نکلتا نظر آیا... اس نے اس سے پوچھا۔

"یہ کیا ہوا... یہاں کے لوگوں نے آپ کو باہر نکال دیا۔"

"یہاں کے لوگ بے وقوف ہیں... لیکن آپ عقل مند

www.allurdu.com

ہیں۔۔ آپ میرا ساتھ دیں تو ہم اس شہر میں اپنا کام پھر بھی جاری رکھ
سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"میں خطوط کے ذریعے آپ کو بتاؤں گا۔۔۔ آپ میرے
خطوط پڑھ کر ان پر عمل کرتے رہیں۔۔ میں آپ کو بہت سے دینار دے
دوں گا۔۔ یہ چند دینار اس وقت بھی رکھ لیں۔۔"

وہ اسے دینار دیتا نظر آیا۔

"بہت بہت شکریہ جناب۔۔ آپ بہت دریا دل ہیں۔"

"ابھی تم نے میری دریا دلی نہیں دیکھی۔۔۔ بہت جلد تم دیکھو
گے۔۔۔ اچھا! اب میں چلا۔۔ مجھے کوفے اور بصرے میں اپنے دوستو
کو خطوط بھی لکھنا ہیں۔"

"تو آپ وہاں بھی خطوط لکھتے رہتے ہیں۔"

"میں جس شہر میں جاتا ہوں۔۔۔ وہاں اپنے ہم خیال بنا
ہوں۔۔۔ پھر ان سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رکھتا ہوں۔۔۔ ا
ہدایات دیتا ہوں۔۔۔ چنانچہ اس وقت بصرے اور کوفے میں کام شر
ہے۔۔۔ یہاں آپ کام کریں گے اور اب میں یہاں سے مصر جا
گا۔۔"

"مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد ہیں۔۔۔ ان سے مصر والوں کو
بہت شکایات ہیں۔" رہنما نے کہا۔

"یہ میرے لئے خوشی کی خبر ہے۔۔ میں وہاں اچھی طرح کام
کر سکوں گا۔۔۔ اور میرے دوست میں آپ کا نام خط کے اوپر اسد فیروز
لکھا کروں گا۔۔۔ ہم ایک دوسرے کے اصل نام استعمال نہیں کریں
گے۔۔۔ آپ کو اپنا یہ فرضی نام پسند ہے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ اور میں آپ کے خط پر آپ کا کیا نام
لکھوں گا۔"

"میرا نام ابن سبا ہی ٹھیک ہے۔۔۔ اس لئے کہ مجھے اس نام
کے ذریعے ہی کام لینا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"تب پھر میں چلا۔۔ اللہ حافظ۔"

ایک بار پھر گھوڑا دوڑتا نظر آیا۔۔۔ پھر وہ ایک شہر میں داخل
ہوا۔۔ ابن سبا گھوڑے سے اتر آیا اور ایک راہگیر کو روک کر بولا:

"یہ مصر ہے نا۔"

"ہاں جی۔۔ آپ کہاں سے آرہے ہیں۔"

"شام سے چلا آرہا ہوں۔"

"اوہ! تب تو آپ لمبا سفر کر کے آرہے ہیں۔۔۔ مسافر
ہیں۔۔ اگر آپ پسند کریں تو میرے گھر چلیے، مجھے مہمانی کا شرف
بخشیے۔"

"اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے، چلیے۔"

www.allurdu.com

دونوں پیدل چلنے لگے... عبداللہ بن سبا نے گھوڑے کی لگام
پکڑ رکھی تھی...

"یہاں کے گورنر عبداللہ بن سعد کیسے آدمی ہیں۔"

"یوں تو وہ اچھے آدمی ہیں... لیکن افریقہ اور قسطنطنیہ کے
معاملات میں الجھے ہوئے ہیں، اس لیے صوبے کے لوگوں کی طرف توجہ
نہیں دے پاتے... اس طرح لوگوں کو ان سے شکایات پیدا ہوتی جا
رہی ہیں اور لوگ ان سے خوش نہیں ہیں۔"

"یہی خبریں سن کر میں یہاں آیا ہوں... جب تک یہ خلیفہ
خلافت پر برقرار رہیں گے... یہی کچھ ہوتا رہے گا۔"

"کیا مطلب جناب... اس میں ان کا کیا قصور؟" میزبان
نے چونک کر کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے... پہلے تو یہ بتا دیں۔"

"میں عمرو بن ہانی ہوں... آپ کیا کہہ رہے تھے۔" اس نے
حیران ہو کر کہا۔

"میں کہہ رہا تھا... لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں
کرتے... برملا کہہ رہے ہیں کہ خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا
تھا، لیکن خلیفہ بن گئے عثمان۔"

"ایسی باتیں یہاں تو سننے میں نہیں آئیں۔"

"حیرت ہے... بصرہ، کوفہ، شام میں تو ان باتوں کا چرچا

ہے... بہت جلد آپ یہاں بھی سن لیں گے..."

سکرین پر ایک جگہ اس کے گرد مجمع نظر آیا اور وہ اس قسم کی
باتیں کرتا نظر آیا... لوگ سر ہلاتے نظر آئے... پھر وہ ایک کمرے میں
تنہا بیٹھا لکھتا نظر آیا... لکھنے کے ساتھ ساتھ وہ منہ سے الفاظ بھی ادا کر
رہا تھا۔

"حکیم بن جبلہ کے نام عبداللہ بن سبا کا پیغام... ابن جبلہ
کام میں تیزی لاؤ... لوہا گرم ہو چکا ہے... تم کوفہ میں اپنے تمام
واقف لوگوں کو اس مضمون کے خطوط لکھو:

یہاں کے گورنر نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رکھے
ہیں... رعایا کی کوئی خبر گیری نہیں رکھتے... ان کا جینا حرام
کر دیا ہے... لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر
بھی اعتراض کر رہے ہیں اور برملا کہہ رہے ہیں کہ خلافت
کے حق دار تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس مضمون کے خط ایک شہر سے دوسرے میں اور تیسرے میں
پہنچ جائیں... اور ایسے سب لوگ بھی برابر اس قسم کی شکایات کے خطوط
مدینے کے لوگوں کو بھی ارسال کریں... تاکہ وہاں کے لوگ بھی خلیفہ
کے بارے میں اچھی طرح بدگمان ہو جائیں اور جب ہم اپنا وار کریں تو
کوئی ان کا ساتھ دینے والا نہ ہو..."

اس قسم کے خطوط سکرین پر دھڑا دھڑ لکھے جاتے نظر آئے...

www.allurdu.com

گھوڑے سوار یہ خطوط ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے نظر آئے۔۔
لوگ ان خطوط کو پڑھتے نظر آئے' پڑھ کر چہ میگوئیاں کرتے نظر آئے
اور پھر سکرین تاریک ہو گئی۔۔ ایسے میں یہ آواز ابھری:

''کھانے کا وقفہ۔''

کھانے کے دوران بھی وہ یہی محسوس کرتے رہے کہ ہال میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔۔ لیکن اب بھی ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ تبدیلی کیا ہے۔

''اس کا مطلب ہے۔۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کہیں بھی کسی بھی صوبے یا شہر میں بھی کوئی بات بھی سرے سے نہیں تھی۔۔ یہ سب اس نے شوشہ چھوڑا تھا۔۔'' خان رحمان نے کہا۔

''خیر ظاہر ہے۔''

''بالکل۔۔۔ یہ دشمن دنیا کا سب سے بڑا سازشی شخص تھا۔۔ مسلمانوں کے اتحاد کو اس نے پارہ پارہ کیا تھا۔۔ ہم آج تک اسی کی سازش کا شکار چلے آ رہے ہیں۔۔۔ وہ جو بیج بو گیا تھا۔۔ اس سے جو درخت نکلا۔۔۔ وہ ابھی تک قائم ہے۔۔۔ بلکہ پھل پھول رہا ہے۔۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد پھر مسلمان مکمل ایک نہ ہو سکے۔''

''افسوس! سازش کی بے بنیاد عمارت کس عیاری سے کھڑی کر دی گئی۔۔ کاش اس وقت کے گورنر اسے صرف شہر بدر نہ کرتے۔ پکڑ کر قتل کروا دیتے۔'' پروفیسر داؤد نے سرد آہ بھری۔

''تقدیر اٹل ہے۔۔۔ جو ہونا تھا ہو کر رہا۔۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے اداس لہجے میں کہا۔

اب ان خطوط کے ذریعے یہ کام ہوا کہ ہر شہر اور صوبے کے لوگوں نے یہ خیال کرنا شروع کر دیا کہ ہمارے شہر میں تو خیر ایسی باتیں نہیں ہیں۔۔۔ ہاں دوسرے صوبوں اور شہروں میں ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔۔۔ گورنر ظلم ڈھا رہے ہیں اور خلیفہ اپنے گورنروں کے خلاف کوئی شکایت سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔۔۔ نہ انہیں تبدیل کرنے پر آمادہ ہیں۔۔ اس طرح تمام علاقوں میں بے چینی دوڑ گئی۔۔۔ حالانکہ بات سرے سے کوئی نہیں تھی۔۔۔ دوسرے یہ کہ عام طور پر تھوڑی بہت شکایات یا رنجشیں تو ہر دور میں لوگوں کو ہوتی ہیں۔۔۔ اس سے زیادہ اس دور میں بھی کچھ نہیں تھا۔۔ لیکن عبداللہ بن سبا نے جو جال بچھایا تھا۔۔ وہ سازش کا انوکھا جال تھا۔۔۔ کچھ نہ ہوتے ہوئے اس نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں سے بدظن کر دیا۔۔ لوگ سوچنے لگے۔۔۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سروں پر ظالم لوگ مقرر کر رکھے ہیں۔۔ ان کی وجہ سے ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔۔ پھر اس کے آدمیوں نے اس قسم کے خطوط لکھ لکھ کر مدینے کے لوگوں کو بھیجنے شروع کر دیئے۔۔۔ دوسرے شہروں میں تو پہلے ہی بے چینی پھیل چکی تھی۔۔ اب مدینے کے لوگ بھی پریشان ہونے لگے کہ یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔۔

www.allurdu.com

"اب جب کہ ہم کھانا کھا چکے ہیں... اگلی کیسٹ دیکھتے ہیں.. کیا خیال ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

سکرین ایک بار پھر روشن ہوئی.. مدینہ لوگ چلتے پھرتے نظر آئے.. وہ بہت پریشان تھے' بے چین تھے... ایک جگہ ایک شخص کچھ لوگوں کے درمیان ایک خط پڑھتا نظر آیا.. پھر ایک نے کہا۔

"میرا خیال ہے.. اس قسم کے تمام خطوط حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دیئے جائیں... تاکہ وہ ان کی طرف توجہ دے سکیں.. یہ ضرور کوئی سازش ہے.. آخر اس طرح دھڑا دھڑ خطوط کیوں آ رہے ہیں۔"

"میری اطلاعات یہ ہیں کہ اس قسم کے خطوط ان کے قریبی لوگوں نے انہیں پہنچا دیئے ہیں... اور صورت حال معلوم کرنے کے لئے انہوں نے اپنے آدمیوں کو روانہ کیا ہے... مثلاً حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف روانہ کیا ہے... محمد بن سلمہ کو کوفے کی طرف روانہ کیا ہے... تاکہ وہاں کے حالات معلوم کر کے انہیں بتائیں.. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام گورنروں کو یہ خط بھی لکھے ہیں کہ اس بار حج کے بعد سب لوگ ان کے پاس مدینے آئیں اور مشورے میں شامل ہوں۔"

"یہ انہوں نے اچھا قدم اٹھایا ہے.. ہو سکتا ہے' اس طرح یہ

شورش دب جائے۔"

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی.. ابن سبا ایک کمرے میں بیٹھا نظر آیا.. اس کے دروازے پر دستک ہوئی' پھر ایک شخص اندر داخل ہوا.. ابن سبا بے تابانہ بولا:

"کیا خبریں ہیں؟"

"بہت زوردار۔"

"شاباش! جلدی بتاؤ... میں بہت بے چین ہوں... آج وقت آ گیا ہے... میں اپنے باپ کے دور کی تمام ناکامیوں کا حساب چکا دوں گا.."

"سنئے پھر... تمام صوبوں اور شہروں میں بے چینی پھیل گئی ہے.. لوگ گورنروں کے خلاف ہو گئے ہیں... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مرتبہ حج کے بعد تمام گورنروں کو مدینے طلب کیا ہے... اس کا مطلب ہے... تمام صوبوں اور شہروں میں اس وقت گورنر نہیں ہوں گے.."

"بہت خوب! یہی وقت ہمارے نکلنے کا ہو گا.."

"جی! کیا مطلب؟" پیغام لانے والے نے کہا۔

"سنو! خلیفہ نے تمام گورنر' امیر اور عاملوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس سال حج کے موقع پر ضرور آئیں.. حج سے فارغ ہو کر وہ مدینے آ جائیں اور جن لوگوں کو گورنروں اور عاملوں سے شکایات ہوں... وہ

www.allurdu.com

بھی اپنی شکایات بیان کریں... گویا ایسے لوگ بھی پہلے جمع کریں گے پھر مدینے آئیں گے..." ابن سبا یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا... پیغام لانے والا ٹکر ٹکر اس کی طرف دیکھتا رہا... کہ وہ آگے کیا کہتا ہے... لیکن جب وہ کچھ بھی نہ بولا تو اس نے کہا:

"آپ خاموش کیوں ہو گئے... آگے بھی کہیے نا... یہ سب لوگ جمع کر کے جائیں گے... تو؟"

"یہ لوگ حج کے لئے مکے کی طرف روانہ ہوں گے اور پھر مدینے کی طرف۔"

"جی... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ مدینے میں اس وقت بہت کم لوگ ہوں گے وہ ہمارے مقابلے میں نہیں آ سکیں گے... ہم سب اچانک مدینے میں داخل ہوں گے... اور خلیفہ کو قتل کر دیں گے۔"

"کیا یہ کام اس قدر آسانی سے ہو سکتا ہے۔" وہ بولا۔

"ہاں! بالکل ہو گا... تم دیکھتے جاؤ... میرا خفیہ پیغام بصرہ، مصر، شام ہر طرف پہنچا دو یہ کہ جونہی گورنر لوگ حج کے لئے نکلیں... اس سے اگلے روز تم سب مدینے کی طرف چل پڑو... ہر شخص پوری طرح مسلح ہو... لیکن انداز یہ اپنایا جائے کہ جیسے تم لوگ حج کیلئے روانہ ہو رہے ہو... شہر کے لوگوں کو تو کچھ معلوم ہو گا نہیں... کیونکہ سب لوگ باہر نکلنے کے بعد راستا تبدیل کریں گے... کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ تم نے مکے کے بجائے مدینے کا راستا لیا ہے... یہ پیغام جس قدر جلد ممکن ہو... سب تک پہنچ جانا چاہیے... بصرہ سے حکیم بن جبلہ اپنے تمام ساتھی لے کر روانہ ہو گا، کوفے سے مالک اشتر اپنے گروہ کے ساتھ نکلے گا شام سے اسد فیروز اور مصر سے تم نکلو گے... مصر کے گروہ کے سردار تم ہو گے۔"

"میں سمجھ گیا سردار۔"

"باقی رہ گئے چھوٹے شہروں والے ہمارے ساتھی... انہیں بھی پیغام پہنچا دو... وہ اپنے طور پر نکل کھڑے ہوں اور مدینے سے باہر ہم سے ملیں۔"

"کیا ہم سب لوگ مدینے سے باہر پڑاؤ کریں گے۔"

"ہاں! سب کے جمع ہونے کا انتظار مدینے سے باہر رہ کر کریں گے۔"

"لیکن اس طرح تو ہماری آمد کی خبر مدینے کے لوگوں کو ہو جائے گی۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو... میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں گا... لیکن ظاہر میں نہیں... پوشیدہ طور پر... میری ہدایات تم تک پہنچتی رہیں گی۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ حقیقت میں وہاں ساتھ نہیں ہوں گے۔"

www.allurdu.com

"میں ہوں گا... لیکن ایک عام آدمی کے روپ میں...
کسی کو معلوم نہیں ہوگا... سب ساتھیوں میں عبداللہ بن سبا کہاں
ہے... بس اسی طرح ہدایات تم تک پہنچتی رہیں گی۔"

"اب میں سمجھ گیا۔"

"تب پھر جاؤ... اور دیر نہ کرو... ایسا نہ ہو گورنر لوگ نکل
جائیں اور ہم یہیں بیٹھے رہ جائیں... میں چاہتا ہوں... جب یہ لوگ
مدینے کی طرف روانہ ہونے کے قابل ہو جائیں... اس وقت تک ہم
اپنا کام کر گزریں۔"

"آپ فکر نہ کریں... یہ سب مجھ پر چھوڑ دیں..." اس نے
کہا اور عبداللہ ابن سبا نے سر ہلا دیا۔

اب وہ اٹھ کر نکل گیا... سکرین پر پھر عبداللہ ابن سبا کا چہرہ
نظر آیا... اس کے چہرے پر انہوں نے ایک شیطانی مسکراہٹ
دیکھی... پھر سکرین تاریک ہوگئی۔

وہ سب مبہوت ہو کر یہ سب دیکھ رہے تھے... جونہی سکرین
تاریک ہوئی... انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا۔

"اف مالک... چودہ سو سال پہلے کس قدر سازش کی گئی
تھی... کیا یہ رخ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔"

"نہ ہونے کے برابر... بہت کم تفصیلات ملتی ہیں... عبداللہ
ابن سبا کا ذکر ہر مورخ نے کیا ہے... لیکن اس کی زندگی کے پوشیدہ

گوشے کوئی مورخ ظاہر نہ کر سکا... یہ ان فلموں کے ذریعے ہمارے
سامنے آرہا ہے... یہ سب ہمارے لیے حیرت انگیز ہے۔"

"اب... اب کیا ہوگا..." پروفیسر پریشان ہو کر بولے۔

"آئیے... اگلی کیسٹ دیکھتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً
کہا۔

سکرین ایک بار پھر روشن ہوئی... انہوں نے ایک شہر سے
حاجیوں کا ایک قافلہ نکلتے دیکھا... پھر شہر کے دوسرے حصے سے قافلہ
نکلتا نظر آیا... اس طرح دوسرے تیسرے اور چوتھے شہر سے نکلتے نظر
آئے... پھر وہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں نکلنا شروع ہوئیں... یہ سب حج
کے ارادے سے جاتے محسوس ہو رہے تھے... یہ لوگ چلتے رہے...
چلتے رہے... پھر ایک میدان میں سب طرف سے یہ لوگ آ کر جمع
ہونے لگے... یہاں تک کہ وہ سب گروہ آ گئے... اب ایک نے بلند
آواز میں کہا۔

"ہم سب اب یہاں سے مکے نہیں جائیں گے... بلکہ
مدینے کا رخ کریں گے... جہاں عثمان رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے
ساتھ موجود ہیں... کیونکہ مسلمانوں کی زیادہ تعداد تو حج کیلئے جا چکی
ہے... جو لوگ موجود ہیں... وہ ہمارا راستہ نہیں روک سکتے اور جب
تک لوگ حج کر کے واپس لوٹیں گے... ہم خلیفہ کا کام تمام کر دیں
گے... کیوں بھائیو! کیا تم سب اس کام کے لئے خود کو پوری طرح

www.allurdu.com

تیار پاتے ہو۔"

"ہاں! ہم سب تیار ہیں۔" وہ چلائے۔

"تب پھر چلو... اور اب مدینے کے باہر جا کر ہی پڑاؤ ڈالا
جائے گا... راستے میں ہم آرام تو کریں گے... لیکن باقاعدہ پڑاؤ
نہیں ڈالیں گے... اس طرح وقت ضائع ہو گا... ایسا نہ ہو... کہ ہم
وہاں پہنچیں بھی نہ اور مسلمانوں حج سے فارغ ہو کر مدینے میں
آ جائیں... اس صورت میں ہمارا کام بہت مشکل ہو جائے گا۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہم منزلوں پر منزلیں مارتے ہوئے سفر
کریں گے... آندھی اور طوفان کی طرح مدینے پر ٹوٹ پڑیں گے۔"

پھر یہ لوگ بلند آوازوں سے نعرے لگاتے ہوئے روانہ
ہوئے... جلد ہی میدان خالی ہو گیا... لیکن ایک شخص وہاں کھڑا ا
گیا... انہوں نے دیکھا... وہ عبداللہ ابن سبا تھا... جو یہاں تک ا
حلیہ بدل کر آیا تھا... اور شاید یہیں سے واپس لوٹ جانا چاہتا تھا۔
اس کے چہرے پر انہوں نے اس وقت انتہائی مکروہ اور گھناؤ
مسکراہٹ دیکھی... ان کا جی چاہا... کاش! وہ آج سے چودہ سو سا
پہلے اس دنیا میں ہوتے اور اس شخص کا گلا گھونٹ دیتے... پھر وہ مڑا
واپس روانہ ہو گیا... وہ بالکل تنہا گھوڑے پر سرپٹ چلا جا رہا تھا۔
یہاں تک کہ وہ تاریکی میں گم ہو گیا... ساتھ ہی وہ لوگ مدینے
طرف بہت تیزی سے سفر کرتے نظر آئے... وہ انہیں مسلسل گھوڑ

دوڑاتے دیکھتے رہے... آخر ایک جگہ سب رک گئے... ان میں سے
ایک نے بلند آواز میں کہا:

"بس! سب لوگ یہیں ٹھہر جائیں... پہلے ہم حالات معلوم
کر لیں... ایسا نہ ہو... خلیفہ نے مدینے میں کوئی بڑا لشکر چھپا رکھا
ہو... اپنے خلاف ہماری سازش کا آخر انہیں علم تو ہے۔"

"ٹھیک ہے... ویسے بھی مدینے کے لوگوں کو ہماری آمد کی خبر
تو آخر ہو ہی چکی ہو گی... ہمیں آتے دیکھ کر شہر سے باہر کے لوگ دوڑ
کر مدینے میں گئے ہوں گے... اور انہیں بتایا ہو گا کوئی لشکر آ رہا
ہے... اس سے پہلے ہم حالات کا جائزہ لیں گے۔"

"ٹھیک ہے سردار! ہم وہی کریں گے... جو آپ ہمیں حکم
دیں گے۔"

یہاں سے شہر کا منظر نظر آنے لگا... چند آدمی نے بے تحاشہ
دوڑتے ہوئے مدینے کے ایک راستے پر چلے جا رہے تھے... پھر جونہی
سامنے سے کچھ لوگ آتے نظر آئے... وہ پکارے۔

"حملہ آور آ گئے... مدینے پر حملہ ہونے والا ہے۔"

"کیا مطلب... کون لوگ آ گئے... تم کون ہو۔" کسی نے
بہت تیز آواز میں کہا۔

"ہم مدینے سے باہر رہنے والے ہیں... مسلمان ہیں...
ایک بڑا لشکر مدینے کی حدود میں داخل ہو چکا ہے... اس میں دو تین

www.allurdu.com

ہزار آدمی تو ضرور ہوں گے۔"

"حیرت ہے.. اتنے لوگ اچانک کیسے آ گئے.. خبر تک نہ ہوئی.. مدینے کے باہر مسلمان آبادیاں ہیں... اگر کوئی لشکر آ رہا تھا تو ہمیں بہت پہلے اس کی اطلاع مل جاتی۔"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں.. جناب کہ وہ لوگ کون ہیں اور کیسے آ گئے ہیں.. ہم نے تو اطلاع پہنچانا اپنا فرض جانا۔"

"خیر... میں خلیفہ کو جا کر خبر کرتا ہوں۔"

جلد ہی وہ شخص ایک دروازے پر دستک دیتا نظر آیا.. پھر دروازے کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔

"کون ہے بھائی.."

"اے امیر المومنین... میں مدینے کا ایک شہری ہوں.. ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مدینے سے باہر ایک لشکر پہنچا ہے... لوگوں کے ارادے ٹھیک نہیں لگتے... دوران حج میں یہاں لشکر کا کام۔"

"اوہ اچھا.. میں کسی کو ان کی طرف بھیجتا ہوں.. آپ کی بہت مہربانی.."

"یہ تو میرا فرض تھا۔"

"ٹھیک ہے.. آپ چلیں.. میں معلوم کراتا ہوں۔"

وہ شخص واپس جاتا نظر آیا.. پھر ایک خادم اس گھر سے نکل

ایک سمت میں جاتا نظر آیا.. اس نے ایک دروازے پر رک کر دستک دی.. اندر سے ایک بارعب مگر دھیمی آواز سنائی دی۔

"کون ہے بھائی۔"

"امیر المومنین کا خادم۔"

"ہاں! کہو کیا بات ہے۔"

"اے علی.. امیر المومنین کو اطلاع ملی ہے کہ مدینے سے باہر ایک لشکر نظر آ کر رکا ہے.. امیر المومنین چاہتے ہیں آپ ان کے پاس جائیں اور ان سے بات کریں، پوچھیں وہ کون لوگ ہیں.. کیا چاہتے ہیں۔"

"اوہ.. اچھا۔" اندر سے حیرت زدہ انداز میں کہا گیا۔

پھر چہرہ چھپائے ایک صاحب اندر سے نکلے.. گھوڑے پر سوار ہوئے اور سرپٹ روانہ ہوئے.. جلد ہی وہ شہر سے باہر نکل کر اس لشکر کے سامنے کھڑے نظر آئے... ادھر لشکر ان کی طرف متوجہ ہو چکا تھا..

"اے لوگو! تم کون ہو.. کہاں سے آئے ہو.. کیا چاہتے ہو؟"

"پہلے آپ بتائیں.. آپ کون ہیں۔"

"میں علی ابن ابی طالب ہوں۔"

☆...☆...☆

www.allurdu.com

جعلی خط

''بہت خوب! یہ جان کر خوشی ہوئی.. اچھا ہوا ہم سے بات کرنے کیلئے آپ آگئے.. ہم ان سب سے زیادہ آپ کو پسند کرتے ہیں..''

''اوہو! تم یہ بتاؤ... آئے کس لیے ہو؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سخت آواز میں کہا۔

''ہم چاہتے ہیں... خلیفہ کو خلافت کی گدی سے ہٹادیں۔ آپ خلیفہ بن جائیں۔''

''تم اس وقت میری بات ہی نہ کرو... یہ بتاؤ... تمہیں خلیفہ سے کیا شکایت ہے... میرے خیال میں وہی خلافت کے حق دار ہیں اور ان سے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہے... پھر تم کیوں ان کے خلاف ہو رہے ہو۔''

''ہمیں ان سے بہت شکایات ہیں... یہاں کوفے کے لوگ موجود ہیں' بصرے کے لوگ موجود ہیں' مصر کے لوگ موجود ہیں کچھ لوگ شام کے بھی ہیں... ان سب کو خلیفہ سے شکایات ہیں۔

ان کے اقدامات نے ہر طرف بدامنی اور بے چینی پھیلا رکھی ہے' ان کے گورنروں نے ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی ہے' وہ کسی کے ساتھ کوئی انصاف نہیں کرتے.. خلیفہ نے اپنے رشتے داروں کو گورنر مقرر کر رکھا ہے.. غنیمت کے مال میں سے اپنے رشتے داروں کو زیادہ حصہ دیا ہے... گورنر صرف بنوامیہ میں سے مقرر کیے ہیں... ہم ان باتوں کو بھلا نہیں سکتے.. یا تو وہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں.. یا اپنے گورنروں کو تبدیل کردیں.. باقی ناانصافیوں کا ازالہ کرنے کا بھی وعدہ کریں.. مصر کا حاکم عبداللہ بن سعد تو حد سے زیادہ ظالم ہے... اسے تو فوری طور پر معزول کیا جائے.. ہمارے سامنے ہی اس کو معزول کرنے کا حکم جاری کیا جائے.. ورنہ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے.. اور یہ بھی سن لیں کہ آپ کی طرف سے طلحہ کی طرف اور زبیر کی طرف سے کوفہ' مصر اور بصرہ کے بزرگوں کو خطوط ملے ہیں' ان میں آپ لوگوں نے خود یہ لکھا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اب خلافت کے قابل نہیں رہے' اگر آپ لوگوں کے خطوط ان بزرگوں کو نہ ملتے اور وہ ہم سے بات نہ کرتے تو ہم ہرگز اس طرف بے دھڑک نہ آتے..''

''یہ بالکل غلط ہے.. ہم نے کوئی خط نہیں لکھے.. ہم ان کی خلافت سے پوری طرح مطمئن ہیں.. یہ سفید جھوٹ ہے۔''

''وہ خط ان لوگوں کے پاس موجود ہیں...'' ان میں سے ایک نے کہا۔

www.allurdu.com

"تمہارا کیا نام ہے.. بھلا۔" علی رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی
دی۔
"میں مصر سے آیا ہوں... مصر سے آنے والے گروہ کا
سردار ہوں... میرا نام عافقی بن حرب عکی ہے... ہمارے گورنر کا نام
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے.. اس کی معزولی کے احکامات کے
بغیر تو ہم نہیں ٹلیں گے۔"
"اچھا! میں جا کر خلیفہ سے بات کرتا ہوں... تم لوگ یہیں
ٹھہرو اور یقین کرو... میں نے کوئی خط نہیں لکھا.. اسی طرح طلحہؓ اور
زبیرؓ بھی ایسے خط نہیں لکھ سکتے.. یہ ضرور کوئی چال ہے۔"
یہ کہہ کر گھوڑے کو موڑا گیا اور وہ واپس جاتا نظر آیا.. پھر گھوڑ
سوار ایک دروازے پر رکتا نظر آیا... اس نے دروازے پر دستک
دی.. اندر سے آواز آئی۔
"کون ہے؟"
"امیر المومنین! یہ میں ہوں علی... باغیوں سے مل کر آ رہا
ہوں۔"
"آپ اندر آ جائیں اور مجھے بتائیں... انہوں نے کیا کہا
ہے۔"
"انہوں نے آپ پر کئی الزامات لگائے ہیں... لیکن فی
الحال وہ سب سے پہلے یہ چاہتے ہیں کہ مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد بن

ابی سرح کو آپ معزول کر دیں اس کی جگہ کسی اور کو گورنر مقرر کر دیں۔"
"اچھی بات ہے.. کیا انہوں نے کسی کا نام تجویز کیا ہے۔"
"اس بارے میں میری ان سے کوئی بات نہیں ہوئی، لیکن
میرا خیال ہے کہ آپ مصر کا گورنر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر
دیں.. وہ خوش ہو جائیں گے.. وہ انہیں پسند کرتے ہیں۔"
"اچھی بات ہے... میں ان کی گورنری کا فرمان لکھ دیتا
ہوں.."
پھر انہوں نے دروازہ کھلتے دیکھا اور گھوڑے سوار باہر نکلتا
نظر آیا، اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا... وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور
باغیوں کے پاس پہنچا.. اس نے بلند آواز میں کہا۔
"لو.. سنو.. میں تم لوگوں کے لیے فرمان لکھوا لایا ہوں..
امیر المومنین نے گورنری پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا ہے..
اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں رہا.. لہٰذا اب تم لوگ چلے جاؤ.. فتنے
اور فساد سے باز آؤ۔"
"ٹھیک ہے... آپ یہ فرمان ہمیں دے دیں... ہم چلے
جاتے ہیں... آپ امیر المومنین سے کہیے گا.. ہمارے باقی مطالبات
بھی جلد مان لیں اور فوراً ان پر عمل شروع کر دیں... اس طرح ہم
مطمئن ہو جائیں گے۔"
"اچھی بات ہے... تم جاؤ.. میں ان سے بات کر لوں

www.allurdu.com

گا۔"

سکرین پر لشکر جاتے نظر آئے۔۔۔ گھوڑے پر سوار نے اپنا رخ پھر مدینے کی طرف کر لیا۔۔ سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی، لیکن ساتھ ہی روشن ہو گئی اور ابن سبا ایک درخت کے نیچے تاریکی میں کھڑا نظر آیا۔۔ ایک گھوڑے سوار بلا کی رفتار سے آتا نظر آیا۔۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔۔ ابن سبا کے نزدیک پہنچ کر وہ گھوڑے سے اترا اور مشکل سے بولا:

"کام خراب ہو گیا۔۔ ان بے وقوفوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بات مان لی۔۔۔ صرف مصر کی گورنری پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا فرمان لکھوا کر واپس لوٹ رہے ہیں۔"

"اس طرح تو ہمارا منصوبہ پورا نہیں ہو گا۔۔۔" ابن سبا نے جھلا کر کہا۔

"اسی لیے تو میں آپ کے پاس آیا ہوں۔۔۔ وہ لوگ مدینے سے واپس چل پڑے ہیں۔۔"

"اس سے پہلے کہ وہ زیادہ فاصلہ طے کریں۔۔۔ مدینہ کی طرف سے ایک آدمی کو روانہ کر دو۔۔۔ وہ دور سے ہی پر اسرار نظر آئے۔۔ اس کے پاس ایک خط ہونا چاہیے۔۔۔ یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہونا چاہئے۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔ جعلی خط۔۔۔ نیچے امیر المومنین کے جعلی دستخط ہوں۔۔۔ اب رہا مہر کا مسئلہ۔۔۔ اس غرض کے

لئے میں نے پہلے ہی تیاری کر رکھی ہے۔۔۔ وہ رہی جعلی مہر۔۔ کیا سمجھے۔"

"واہ۔۔ بہت خوب! لیکن اس خط میں لکھا کیا ہو گا۔"

"امیر المومنین کی طرف سے مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے نام پیغام کہ جونہی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ یہاں پہنچیں، ان سب کو قتل کروا دو۔۔ ظاہر ہے۔۔۔ وہ اس آدمی سے یہ خط حاصل کر لیں گے اور اس کو پڑھ لیں گے۔۔۔ پھر اس سے پوچھیں گے کہ خط تمہیں کس نے دیا ہے۔۔ وہ کہے گا۔۔ امیر المومنین کے سیکرٹری نے دیا ہے۔۔۔ بس اس کے بعد یہ تینوں لشکر پھر سے مدینے کی طرف مڑ جائیں گے۔"

"اگر وہ نہ مڑے۔"

"وہ ضرور مڑیں گے۔۔۔ میں خود مدینے کی طرف آ رہا ہوں۔۔ کوئی ایسی صورت حال دیکھی تو خود درمیان میں کود پڑوں گا۔۔ لیکن منصوبے کو مکمل ضرور کروں گا۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ کہیں دیر نہ ہو جائے۔"

گھوڑے سوار واپس روانہ ہوا۔۔ سکرین ایک لمحے کے لئے تاریک ہوئی۔۔۔ پھر جو روشن ہوئی۔۔۔ تو تینوں لشکر آگے آتے نظر آئے۔۔ اس وقت ایک گھوڑے سوار بہت تیزی سے ان کے پاس سے نکلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔ ایک نے بلند آواز میں کہا۔

"اے۔۔ کون ہے۔۔ رک جاؤ۔۔"

www.allurdu.com

گھوڑے سوار یہ سن کر بھی نہ رکا اور آگے بڑھتا رہا.. اب
کسی نے چیخ کر کہا۔

"اسے پکڑو... یہ ضرور کوئی جاسوس ہے... کہیں ہمارے
خلاف کوئی سازش نہ ہو رہی ہو۔"

چند گھوڑے سوار اس کی طرف سرپٹ دوڑے اور اسے
جالیا.. اسے گھیر لیا گیا۔

"کون ہو تم۔"

"م... میں... میں ایک مسافر ہوں۔"

"کہاں جا رہے ہو۔"

"مصر جا رہا ہوں۔"

"ہمیں تم پر شک ہے.. ہم تمہاری تلاشی لیں گے۔"

"ن نہیں... میرے پاس کچھ نہیں ہے... آپ مجھے
پریشان نہ کریں۔"

"اگر تمہارے پاس کچھ نہیں ہے تو پھر پریشانی کیسی.. تلاشی
دو اور چلے جاؤ۔"

"نہیں نہیں... مہربانی فرما کر میری تلاشی نہ لیں... میرے
پاس کچھ نہیں ہے۔"

"اس کی اچھی طرح تلاشی لو۔"

اب ان لوگوں نے اسے گھوڑے سے اتار لیا اور تلاشی لی

جانے لگی.. آخر ایک خط اس کے کپڑوں میں چھپا ہوا مل گیا۔

"واہ! یہ تو خط ہے.. یہ کس کا خط ہے..."

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"یہ تو اب گونگا ہو گیا.. دیکھو خط میں کیا لکھا ہے۔"

خط کھولا گیا.. اس نے پڑھا' لکھا تھا۔

یہ خط امیر المومنین کی طرف سے مصر کے گورنر کے نام ہے...
آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ جونہی یہ فسادی لشکر آپ کے پاس پہنچیں' ان
سب کو قتل کرا دو۔

"ارے یہ کیا.. یہ تو ہمارے قتل کا حکم ہے... اس کا مطلب
ہے... خلیفہ ہم سے دھوکا کرنا چاہتا ہے... ایک طرف تو اس نے مصر
کی گورنری کا حکم نامہ لکھ کر ہمیں دیا.. دوسری طرف ہمارے قتل کا حکم
نامہ جاری کر دیا.. اب ہم واپس مدینے جائیں گے.. خلیفہ کو ہٹا کر
رہیں گے یا انہیں ختم کر دیں گے.."

تینوں لشکر واپس مڑتے نظر آئے... اور پھر رات کی تاریکی
میں وہ مدینے میں داخل ہوئے.. مدینہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں
سے گونج اٹھا.. لوگ جاگ گئے اور دروازے اور کھڑکیاں کھول کر
دیکھنے لگے کہ یہ مسئلہ کیا ہے... انہوں نے ہزاروں فسادیوں کو ننگی
تلواریں لیے آتے دیکھا.. تو دم بخود ہو گئے... پھر ان فسادیوں نے
ایک گھر کو گھیر لیا.. گھر کی چھت سے کسی نے کہا۔

www.allurdu.com

"کیا بات ہے... تم لوگ پھر کیوں آئے ہو.. میں نے تو تمہاری پسند کے آدمی کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔"

"ہم آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتے... آپ علیؓ کو پیغام بھیج دیں.. وہ ہم سے بات کریں۔"

"اچھی بات ہے... میں غلام کے ذریعے پیغام بھیجتا ہوں.. تم لوگ صبر کرو۔"

"ہم بہت صبر کر چکے.. اب اور صبر نہیں کریں گے.."

ادھر سے کوئی جواب نہ دیا گیا... ایک گھوڑے سوار وہاں سے روانہ ہوتا نظر آیا... پھر وہ گھوڑے سوار ان کی طرف آتا نظر آیا جس نے پہلے ان سے بات کی تھی.. نزدیک آ کر اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ کیا.. تم پھر آ گئے۔"

"ہاں اے علیؓ! ہم پھر آ گئے۔"

"لیکن کیوں.." وہ بلند آواز میں بولے۔

"ہم جا رہے تھے' مصر کی طرف... لیکن اس وقت ہم نے مدینے سے ایک شخص کو آتے دیکھا.. ہمیں اس پر شک گزرا.. ہم نے اسے روک لیا' اس کی تلاشی لی.. اس کے پاس سے ایک خط برآمد ہوا.. وہ خط امیر المومنین کی طرف سے مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد بن سرح کے نام.. اس میں لکھا ہے جب یہ سب لوگ آپ کے پاس پہنچیں تو

انہیں قتل کرا دیا جائے۔"

"کیا.. نہیں۔" گھوڑے سوار نے چلا کر کہا۔

"آپ خود خط دیکھ لیں۔"

گھوڑے سوار نے جلدی جلدی خط پڑھا.. پھر بولا۔

"اچھا! میں یہ خلیفہ کو دکھاتا ہوں... پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ ان سے بات کر لیں' لیکن ہم واپس نہیں جائیں گے۔"

"پہلے مجھے بات کرنے دو۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

اب وہ پھر خلیفہ کے دروازے پر پہنچے... دستک دی تو اندر سے آواز سنائی دی۔

"ہاں! کون ہے۔"

"یہ میں ہوں علی ابن ابی طالب۔"

"ہاں! کیا رہا.. یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

"ان کے پاس ایک خط ہے... مدینے سے مصر کی طرف جانے والے ایک شخص سے برآمد ہوا ہے... اس میں آپ کی طرف سے لکھا ہے کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔"

"کیا.. نہیں.. میں نے ایسا کوئی خط نہیں لکھا۔"

"اس خط پر آپ کی مہر ہے۔"

www.allurdu.com

''اس کے باوجود میں نے وہ خط نہیں لکھا..''

''اچھا! میں بلوائیوں سے بات کرتا ہوں... مجھے یقین ہے.. یہ خط آپ نے نہیں لکھا.. یہ ضرور سازش ہے۔''

اب وہ گھوڑے پر سوار بلوائیوں کی طرف آیا اور بلند آواز میں بولا۔

''دیکھو! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں.. یہ خط امیر المومنین نے نہیں لکھا۔''

''ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے... یہ خط انہوں نے ہی لکھا ہے... اب ہم ان کا خون بہائے بغیر نہیں جائیں گے... آپ ہمارا ساتھ دیں.. اس کام میں ہماری مدد کریں۔''

''تمہارا دماغ خراب ہے... میں اور اس کام میں تمہارا ساتھ دوں گا۔''

''تب پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھے تھے.. طلحہؓ اور زبیرؓ نے خط کیوں لکھے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں.. خلافت ان کے بس کا روگ نہیں رہ گئی.. لہٰذا تم لوگ آ جاؤ.. ہم مل کر انہیں خلافت سے ہٹا دیں گے۔''

''یہ سب فضول کی باتیں ہیں... ہم نے اپنا کوئی خط نہیں لکھا.. نہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے کوئی ایسے خط لکھے...''

''ہمارے پاس وہ خط موجود ہیں۔''

''خط تو تمہارے پاس یہ بھی موجود ہے... لیکن یہ خط بھی خلیفہ نے نہیں لکھا.. وہ ایسا نہیں کر سکتے..''

''آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔''

''تب پھر میں چلا۔''

''ہاں! آپ جائیں.. ہم اپنا کام خود کر لیں گے۔''

گھوڑے سوار نے باگ موڑ لی.. سکرین تاریک ہو گئی۔

''ذرا ٹھہرو بھئی... ابھی اگلی کیسٹ نہ لگانا.. ہم ذرا آپس میں کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔'' ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

☆...☆...☆

www.allurdu.com

ساتھ ساتھ

وہ سب انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھنے لگے۔

"اس معاملہ میں چند باتیں بہت عجیب چلی آ رہی ہیں۔۔ لیکن یہ فلم دیکھنے کے بعد معاملہ بہت واضح ہو جاتا ہے۔۔ تاریخ ہمیں اس بات کا جواب نہیں دیتی کہ وہ خط کس نے لکھا' اس پر مہر کس لگائی تھی' کچھ مورخوں نے یہ کام مروان بن حکم کا لکھا ہے۔۔ یہ مروان بن حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے۔۔ ان کے رشتے دار تھے۔۔ تاریخ کی کتابوں میں چونکہ مختلف باتیں ہیں' اس لیے یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ واقعی مروان بن حکم نے لکھا تھا۔۔ یہ فلم ہمیں بتا ہے کہ عبداللہ بن سبا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مہر بنوائی ہو تھی۔۔ لہٰذا یہ خط اس نے لکھا تھا۔۔ پھر یہ غور کے قابل ہے۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو خط لکھے تھے۔۔ لیکن وہ ایسے خطوط کا ذکر کرتے ہیں۔۔ جو ان طرف سے انہیں ملے تھے۔۔ یہ اب خلیفہ رہنے کے قابل نہیں رہے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی ایسے خطوط لکھنے سے انکار کیا تو

گویا ایسے خطوط بھی عبداللہ ابن سبا نے لکھے تھے اور یہ خطوط منافقوں کے ذریعے اپنے ان لوگوں کو بھجوا دیے تھے جنہیں وہ مدینے پر چڑھا لانا چاہتا تھا۔۔ مطلب یہ کہ اس نے یہ سب کام پردے کے پیچھے رہ کر کیے، وہ اپنے ان لوگوں کے ساتھ بھی رہا اور ایک طرح سے خفیہ طور پر کام کرتا رہا۔۔ تاکہ اس کے ساتھی اور زیادہ مضبوط ہو جائیں۔۔ جب ان لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بڑے لوگوں کے خطوط ملے تو ان کے ذہنوں میں یہی بات آئی ہو گی کہ عبداللہ بن سبا بہت درست آدمی ہے۔۔ وہ بلاوجہ ایسی باتیں نہیں کہہ رہا۔

"اوہ ہاں! یہ بات تو بالکل واضح ہے۔۔" خان رحمان نے چونک کر کہا۔

"بس تو پھر۔۔ یہ سارا کیا دھرا صرف اور صرف ابن سبا کا ہی تھا۔۔ اس میں جن دوسرے لوگوں کے نام لیے گئے ہیں ان کا ہاتھ ہرگز نہ تھا۔۔ مروان بن حکم بھی یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔۔ کیونکہ اسے ایسا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔ مخالف لوگ بلاوجہ اسے ان معاملات میں الجھاتے ہیں۔۔ جب کہ یہودیوں کی مہربانی کہ وہ ہمیں تاریخ ایک نئے انداز میں دکھا رہے ہیں۔"

"ہوں۔۔ یہی بات ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

میرا خیال ہے۔۔ اس وقت ہمیں بہت کم محسوس ہو رہی ہے۔۔ آپ یہ تبصرہ پھر کر لیجئے گا۔۔ اب اگلی فلم دیکھ لیتے ہیں۔" محمود نے بے

www.allurdu.com

تابانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ٹھیک ہے چلو بھئی کیسٹ لگاؤ۔"

سکرین روشن ہو گئی... ہزاروں لوگ ننگی تلواریں لہراتے نظر
آئے... اور ان سب نے ایک گھر کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا... ایسے
میں چھت پر ایک آدمی نظر آیا' اس نے بلند آواز میں کہا:

"لوگو! میری بات سن لو... تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو...
میں نے کیا جرم کیا ہے... تم نے میرے گھر کو کتنے دنوں سے گھیر رک
ہے... پانی اور کھانے کی کوئی چیز تک اندر نہیں آنے دیتے... تم
مجھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے بھی روک دیا ہے... کیا تمہیں
نہیں' مسجد نبوی میں جب جگہ کم پڑ گئی تھی' مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو
تھی... تو میں نے مسجد کے لیے زمین خرید کر دی تھی' آج تم مجھے ا
مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے... کیا تمہیں یاد نہیں' مدینے میں
پانی کا بس ایک کنواں تھا' وہ کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا...
مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتا تھا... یا فروخت کرتا تھا' اس
مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی... میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں
لیے وقف کیا تھا' آج تم مجھے اس کنوئیں سے پانی نہیں پینے دیتے...
لوگوں کو کیا ہو گیا ہے... یاد رکھو' تم لوگوں نے اگر میرا خون بہایا تو
مسلمان کبھی یک جا نہیں ہو سکیں گے... ان میں آپس کی لڑا
شروع ہو جائیں گی... جو کبھی ختم نہیں ہوں گی... اس طرح مسل

کمزور پڑ جائیں گے... دشمن کا رعب ان پر چھا جائے گا... سوچو تم کیا
کرنے جا رہے ہو... تم کسے قتل کرنا چاہتے ہو۔"

چند لمحے تک فسادی خاموش کھڑے رہ گئے' شاید اس تقریر کا
ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا... آخر وہ چلا اٹھے۔

"ہم کچھ نہیں جانتے... ہم کچھ نہیں جانتے... آپ بس
خلافت چھوڑ دیں... آپ اس کے قابل نہیں ہیں... ہمارے سردار
عبدالرحمن بن عدیس اور غافقی بن حرب عکی کا یہی فیصلہ ہے۔"

"اس کا جواب بھی سن لو... خلافت کی یہ قمیص مجھے اللہ تعالیٰ
نے پہنائی ہے' میں اسے نہیں اتار سکتا۔"

"تب پھر ہم نہیں جائیں گے... آپ کو قتل کر کے رہیں گے'
میں مالک اشتر ہوں... ہاں۔"

"میرا بھروسا اللہ پر ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ وہ شخص چھت پر سے ہٹ گیا... بلوائی
نعرے لگانے لگے... تلواریں لہرانے لگے... پھر ان میں سے چند
دیوار پھاندتے نظر آئے... اندر سے کچھ آوازیں بلند ہوئیں... آخر
وہ واپس آتے نظر آئے... ان کی تلواریں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں...
باہر نکلتے ہی وہ پکارے۔

"ہم نے خلیفہ کا کام تمام کر دیا... ہم کامیاب ہو گئے۔"

اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی... لیکن فوراً ہی روشن

www.allurdu.com

ہو گئی... اور عبداللہ ابن سبا ایک عالی شان کمرے میں بیٹھا نظر آیا... اس کے چہرے پر فخر اور غرور تھا.. خوشی تھی آنکھیں چمک رہی تھیں... ایسے میں تین آدمی اندر آئے.. ان کے چہرے بھی دمک رہے تھے۔

''ہاں! کیا خبریں ہیں۔''

''عثمان شہید کر دیئے گئے... انہیں شہید کرنے والوں کے نام یہ ہیں... عبدالرحمٰن بن عدیس، کنانہ بن بشیر، عمرو بن حمق، عمر بن ضابی، سروان بن غافقی۔''

''بہت خوب! اس کے بعد کی خبریں سناؤ۔''

''مسلمانوں نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا ہے... اس سلسلے میں ہمارے ساتھیوں مالک اشتر اور حکیم بن جبلہ وغیرہ نے اہم کردار ادا کیا ہے، پہلے انہوں نے ہی بیعت شروع کی تھی... عثمان کو دفن کرنے والے چند آدمی تھے... وہ بھی رات کی تاریکی میں لے گئے تھے... اب ہمارے سارے ساتھی علی رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہیں.. سب سے پہلے خلافت کی بیعت کرنے والے بھی وہی لوگ تھے.. مدینے کے لوگوں نے ان کے بعد بیعت کی۔''

''بہت خوب! یہ کام ہماری خواہش کے مطابق ہو رہا ہے... اب سنو... مکے میں یہ خبر پھیلا دو کہ عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے.. علیؓ خلیفہ چن لیا گیا ہے... لیکن ابھی تک عثمانؓ کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا.. اور یہ بھی شوشہ چھوڑ دو.. لوگ زور و شور سے عثمانؓ کے قاتلوں

کی گرفتاری کا مطالبہ کر رہے ہیں... سنو... مسلمانوں کی ماں عائشہؓ حج کرنے کیلئے گئی ہوئی ہیں... انہیں عثمان سے بہت لگاؤ تھا... جب وہ یہ خبر سنیں گی تو مکے میں رہ جائیں گی... وہیں ان کے ذہن میں یہ بات جم جائے گی کہ عثمان کے قاتل کیوں نہیں پکڑے گئے... جب کہ وہ ابھی مدینے میں موجود ہیں... اب جب کہ علی خلیفہ بن چکے ہیں... تو قاتل پکڑے جانے چاہئیں... ادھر شام میں بھی یہ شور مچا دو... امیر معاویہؓ کو علیؓ پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتے... جب امیر معاویہؓ کی طرف سے مطالبہ کیا جائے گا کہ عثمان کے قاتل پکڑے جائیں تو معاملہ گرم ہو گا۔''

''وہ کیسے... اس طرح تو معاملہ دب جائے گا۔'' ایک نے کہا۔

''دب کیسے جائے گا... ہمارے سارے ساتھی علیؓ کے گرد موجود ہیں... ان کی موجودگی میں قاتلوں کی گرفتاری آسان کام نہیں ہے... بہت مشکل ہے... علیؓ فوراً یہ کام نہیں کر سکیں گے... وہ وعدہ کریں گے... لیکن ہم ان کے وعدے کو ٹال مٹول کا نام دیں گے... ہم افواہیں پھیلائیں گے کہ ٹال مٹول سے کام لیا جا رہا ہے... خلیفہ قاتلوں کو گرفتار کرنا بھی نہیں چاہتے۔''

''یہی تو ہم کہتے ہیں... اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا.. اس طرح تو خود ہمارے ساتھی پکڑے جائیں گے۔''

''تم بے وقوف ہو... ہمارے ساتھی نہیں پکڑے جائیں

www.allurdu.com

گے... انہیں اندر جاتے اور باہر آتے کسی نے نہیں دیکھا... کسی نے اگر دیکھا ہے تو محمد بن ابی بکر کو دیکھا ہے... وہ پکڑا جاتا ہے اور بدلے میں قتل کر دیا جاتا ہے تو کر دیا جائے... ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا... اصل مسئلہ امیر معاویہؓ اور علیؓ کا ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"ان دونوں کو لڑانا ہے بے وقوف... ورنہ مسلمانوں کا شیرازہ کس طرح بکھرے گا... ہمیں عثمان سے کوئی شکایت نہیں تھی... کوئی تکلیف نہیں تھی... انہیں قتل کرنے کی کوئی ضرورت تھی... یہ ضرورت صرف اس لیے تھی کہ مسلمان آپس میں لڑ لڑ کر مریں گے... اب تم دیکھ ہی لو گے... ان میں ایسی آگ بھڑکے گی... جو کبھی نہ بجھے گی... اور ابھی تو میں اور کام کروں گا... تم سے جو کہا ہے... بس وہ کرو۔"

"بہت اچھا... میں اسی وقت اپنے آدمی کے اور شام کی طرف روانہ کر رہا ہوں۔"

"بس ٹھیک ہے... ویسے اس بار ایک لشکر میں میں خود بھی موجود ہوں گا... ہمارے جو ساتھی شام میں موجود ہیں... شامی لشکر میں انہیں بھی شامل ہو جانا چاہیے... اس لیے کہ علیؓ کی زبردست کوشش یہ ہو گی کہ صلح ہو جائے جنگ نہ ہو... عائشہؓ کی کوشش بھی یہی ہو گی... اس لیے دونوں لشکروں میں ہمارے آدمی موجود ہونے چاہئیں... اب

جاؤ۔"

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی... ایک بڑا لشکر نکلتا نظر آیا... پھر دوسری طرف سے دوسرا لشکر نکلتا نظر آیا... پہلے لشکر میں ایک اونٹ پر کوئی خاتون بیٹھی نظر آئی... وہ عورت کہہ رہی تھی۔

"چلو بہادرو! ہم مدینے پہنچ کر ہی دم لیں گے... عثمان کے خون کا بدلہ لیں گے یا علیؓ قاتلوں کو گرفتار کریں گے۔"

"انشاء اللہ۔" سب نے کہا۔

اور لشکر کی رفتار تیز ہو گئی... دوسری طرف کا لشکر بھی آگے بڑھتا نظر آیا... اس میں کسی نے کہا:

"امیر المومنین... اماں عائشہ کا لشکر ہمارے قریب آ پہنچا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... جو میں نہیں چاہتا تھا... وہ ہو رہا ہے... اللہ اپنا رحم فرمائے... میں انہیں سمجھانے کی پوری کوشش کروں گا۔"

پھر سکرین پر دونوں لشکر آمنے سامنے نظر آئے...

"اماں! آپ اس لشکر کو لے کر کس لیے آئی ہیں... میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔"

"میں اس لیے آئی ہوں اے علیؓ... کہ آپ نے اب تک عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کیوں نہیں کیا' کیا عثمان کا خون یونہی رائیگاں جائے گا۔"

www.allurdu.com

"نہیں! میں انہیں گرفتار کروں گا.. لیکن میری کچھ مشکلات
ہیں... میں پہلے ان مشکلات پر قابو پانا چاہتا ہوں... جونہی حالات
میرے قابو میں آئے' میں ان پر ہاتھ ڈال دوں گا.. اور پھر آپ
دیکھیں گی کہ میں ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کروں گا۔"

"لیکن ہم نے سنا ہے.. آپ ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے
میں سنجیدہ نہیں ہیں۔"

"میں سنجیدہ ہوں آپ مجھے کچھ مہلت دیں.. مسلمانوں کو
آپس میں لڑانے سے حالات اور خراب ہوں گے... مسلمانوں کی
طاقت کمزور ہوگی۔"

"میں یہ بات جانتی ہوں اور میرا خیال ہے.."

عین اس لمحے لشکر سے شور بلند ہوا..

"علی کے لشکر نے حملہ کر دیا.. حملہ کر دیا.."

پھر تیر سنسناتے ہوئے سروں پر سے گزر گئے... ادھر والے
لشکر میں بھی شور بلند ہوا.. عائشہ کے لشکر نے حملہ کر دیا.. حملہ ہو گیا..
ادھر سے بھی تیر برسائے جانے لگے... اور پھر تو دونوں لشکر آپس میں
ٹکرا گئے... تلواریں چمکنے لگیں... تڑپنے لگیں... وہ بلند ہوئیں...
نیچے آئیں اور پھر وہ ابھریں تو خون میں نہائی ہوئی تھیں... ہر طرف چیخ
و پکار کا بازار گرم ہو گیا... پھر اچانک عائشہؓ کی فوج کے پاؤں
اکھڑتے نظر آئے.. ایسے میں دوسری طرف سے آواز ابھری:

"بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے... نہ انہیں قتل کیا
جائے.. کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہ کیا جائے.."

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی... عبداللہ ابن سبا ایک
جنگل میں گھوڑے پر بیٹھا نظر آیا... کچھ گھوڑے سوار اس کی طرف
آتے نظر آئے..

"لڑائی شروع ہوتے ہی میں نکل آیا تھا.. ہمیں اس سے
غرض نہیں کہ اس لڑائی میں کون جیتا کون ہارا۔ کس کا کتنا نقصان ہوا..
یا عائشہؓ کے لشکر میں سے کتنے آدمی مارے گئے... یا علیؓ کے لشکر میں
سے کتنے آدمی مارے گئے... مجھے صرف یہ بتاؤ... آخر میں کیا ہوا..
کل کتنے آدمی مارے گئے.. یہ جاننا چاہتا ہوں میں تو بس۔"

عبداللہ ابن سبا کی آواز میں زبردست گونج تھی... اس کی
آنکھیں مارے جوش کے باہر کو ابل آئی تھیں... آنے والوں میں سے
ایک نے کہا۔

"دونوں طرف کے قریباً گیارہ ہزار آدمی مارے گئے...
زخمی الگ ہیں... ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے.. لڑائی کے اختتام
پر علیؓ عائشہؓ کے پاس گئے اور بولے' اماں! آپ کا کیا حال ہے.. اللہ
آپ کی غلطیوں کو معاف کرے... عائشہؓ نے یہ سن کر کہا' میں ٹھیک
ہوں... اللہ آپ کی غلطیوں کو بھی معاف فرمائے... اس کے بعد علیؓ
نے انہیں حفاظت سے مکے پہنچانے کا حکم دیا ہے... انہوں نے عبداللہ

www.allurdu.com

بن عباسؓ کو بصرے کا گورنر مقرر کیا ہے... ایک جملہ عائشہؓ نے یہ کہا ہے کہ کاش میں اس واقعے سے 20 سال پہلے مرگئی ہوتی... یہی جملہ علیؓ نے کہا... بہر حال اب دونوں میں صلح ہو گئی ہے... دونوں کو بہت غمگین ہیں..."

"آج تک میں نے جتنی کوششیں کی ہیں... یہ ان میں سب سے بڑی اور کامیاب کوشش تھی... ایک ہی وار میں گیارہ ہزار مسلمانوں کا صفایا ہو گیا اور ہمارا کیا گیا... ہمارا تو ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا... اسے کہتے ہیں کامیابی... لیکن اب اس سے اگلا مرحلہ زیادہ مشکل ہے... جانتے ہو... اب کیا ہوگا۔"

"کیا ہوگا..." وہ ایک ساتھ بولے۔

"علیؓ اب امیر معاویہؓ کی طرف توجہ دیں گے... ان سے کہیں گے... وہ ان کی بیعت کریں... وہ بیعت کریں گے نہیں... مطالبہ کریں گے کہ پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے حوالے کیا جائے... ادھر علی رضی اللہ عنہ سے سب سے پہلے بیعت ہمارے ساتھیوں نے کی ہے... جو عثمان کے قتل میں شریک رہے ہیں اور اس وقت سب سے بڑھ کر وہی ان کے حامی ہیں... پھر ان کے ساتھ میں ہزار کے قریب لوگ موجود ہیں... یہ سب کے سب ان سے بگڑ جائیں گے... ان حالات میں علیؓ یہ کسی طرح پسند نہیں کریں گے... لہٰذا دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے... اکیلے نہیں... اپنے

اپنے لشکر کے ساتھ... معاویہؓ کے پاس ساٹھ ستر ہزار کی فوج ہے... علیؓ کے پاس اسی نوے ہزار کی فوج ہو جائے گی... وہ اپنے گورنروں کے ذریعے ادھر ادھر سے فوج منگوائیں گے... اس طرح دونوں لشکر لڑائی پر آمادہ ہوں گے... لیکن چونکہ... دونوں طرف مسلمان ہیں اس لیے ان سب کی کوشش ہو گی کہ کسی طرح لڑائی ٹل جائے... اور ہماری کوشش کیا ہوگی بھلا۔" یہاں تک کہہ کر عبداللہ ابن سبا رک گیا... اس کے چہرے پر پھر ایک شیطانی مسکراہٹ ناچنے لگی۔

"ہماری کوشش یہ ہوگی کہ یہ لڑائی کسی طرح نہ ٹلے... ہو کر رہے... اگر ہم نے انہیں لڑا دیا... تو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو گی... ہزار ہا مسلمان مارے جائیں گے... اس طرح مسلمان کمزور ہو جائیں گے اور ہمیں پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا... اب سوال یہ ہے کہ یہ لڑائی ٹلے نہ... اس کے لئے ہم کیا کریں... میرے ذہن میں تدبیریں ہیں... اگر تم نے احتیاط سے کام لیا... تو وہ تدبیریں مسلمانوں میں آگ لگا دیں گی... دمشق میں ہمارے جو ساتھی ہیں... وہ نہایت ہوشیاری سے امیر معاویہؓ کے لشکر میں شامل ہو جائیں... کوفے بصرے اور مصر میں ہمارے جو ساتھی ہیں وہ پہلے ہی علیؓ کے لشکر میں شامل ہیں... دمشق والے ساتھیوں کو کرنا یہ ہے کہ وہ انتقام کی رٹ لگائے رکھیں... جہاں جائیں... جس سے بات کریں... بس یہی کہ دیکھو تی... حضرت عثمانؓ کو کس بے دردی سے شہید کیا گیا ہے... نے

www.allurdu.com

خلیفہ ہیں کہ کسی سے نہیں ہوتے۔۔ ان کے قاتل ان کے ارد گرد موجود ہیں اور وہ ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے۔۔۔ بے کوئی تک۔۔۔ اب اس کا حل یہ ہے کہ طاقت کے ذریعے ان سے اپنا مطالبہ منوایا جائے۔۔۔ ہمارے امیر کو چاہئے۔۔۔ وہ ان سے قاتلوں کا مطالبہ زور شور سے کریں۔۔ ورنہ وہ کبھی بھی نہیں پکڑے جائیں گے۔۔۔ اس طرف تو ہمارے آدمی یہ کام کریں گے۔۔۔ دوسری طرف علیؓ کے لشکر میں شامل لوگ یہ باتیں کریں گے۔۔۔ دیکھو جی۔۔۔ یہ کیسا شخص ہے امیر معاویہ۔۔۔ تمام مسلمان حضرت علیؓ سے بیعت کر چکے ہیں۔۔۔ اپنا خلیفہ چن چکے ہیں۔۔۔ لیکن اس نے اب تک بیعت نہیں کی۔۔۔ کیا یہ بغاوت نہیں ہے۔۔۔ کھلی بغاوت ہے اور اس بغاوت کا انہیں مزہ چکھانا ضروری ہے۔۔۔ جب تک علیؓ ان پر چڑھائی نہیں کریں گے۔۔۔ وہ بیعت نہیں کریں گے اور جب تک وہ بیعت نہیں کریں گے۔۔۔ مسلمان سکھ اور چین کا سانس نہیں لے سکیں گے۔۔۔ جس طرف کے لوگ یہ باتیں پھیلاتے رہیں۔۔۔ بہت جلد دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلے میں آ جائیں گے۔۔۔ جب لشکر آمنے سامنے آ جائیں اس وقت اور زیادہ ان باتوں کی ضرورت ہو گی کیونکہ بڑے بڑے مسلمان دونوں کی آپس میں صلح کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔۔۔ خود علیؓ اور معاویہؓ بھی جنگ نہیں چاہیں گے۔۔۔ لیکن ہم جنگ اور صرف جنگ چاہتے ہیں۔۔۔ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کیلئے یہ بہت اہم ہے۔۔۔ اور حربے داری کی بات یہی ہے کہ

دونوں فریقوں کو احساس نہ ہو سکے کہ وہ کسی کی سازش کے جال میں پوری طرح آ چکے ہیں۔" یہاں تک کہہ کر عبداللہ ابن سبا رک گیا۔

"ٹھیک ہے سردار۔۔۔ ہم سمجھ گئے اور آپ فکر نہ کریں۔۔۔ آپ کی ہدایات ایک ایک کارکن تک بخوبی پہنچ جائیں گی۔۔۔ علیؓ اور معاویہؓ کو تو اپنی اپنی پڑی ہے۔۔۔ وہ ہماری طرف کیا دھیان دے سکیں گے۔"

"ہاں! یہ بات ٹھیک ہے۔۔۔ اب تم لوگ جاؤ۔۔۔ اور ہاں میں خود بھی علیؓ کی فوج میں موجود رہوں گا۔۔۔ اپنے ساتھیوں کی کارگزاری آنکھوں سے دیکھوں گا۔۔۔ یہ بات بھی سب لوگوں کو بتا دی جائے۔"

"بہت اچھا۔۔۔ کیا اب ہمیں اجازت ہے۔"

"ہاں! بالکل۔"

سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی۔۔۔ وہ سب سکتے کے عالم میں بیٹھے تھے۔۔۔ ایسے میں پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا:

"اف مالک۔۔۔ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔ مسلمانوں میں لڑائیاں ان لوگوں کی سازشوں سے ہوئی تھیں۔"

"جی ہاں! اس میں شک نہیں۔۔۔ اب کیا خیال ہے۔۔۔ سیشنس جاری رکھی جائیں۔۔۔ یا دوسری طرف کچھ کام کر لیا جائے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ اب ہم ذرا گھوم پھر لیتے ہیں۔۔۔ یہ فلمیں اب کچھ دیر بعد دیکھیں گے۔"

www.allurdu.com

''کوئی جواب نہ ملا... شاید انہیں بات چیت سے روک دیا گیا تھا... وہ وہاں سے نکل آئے... دن خوب روشن تھا... آسمان بالکل صاف تھا... لیکن یہاں موسم گرم نہیں تھا... نہ سردی کا احساس ہو رہا تھا...

''پھر وہی سوال... آخر ہم تمام کیسٹیں یہاں سے کس طرح لے جا سکتے ہیں... فی الحال تو صرف ہمارا یہاں سے نکل جانا ممکن نظر نہیں آتا۔''

''اس کے لیے ہمیں کوشش کرنا ہوگی... اصل مسئلہ کیسٹس دیکھنے کا ہے... ہم دیکھنے میں بھی تو الجھے ہوئے ہیں۔''

''ہاں!! اگر ہمیں یہ کیسٹیں نہ دیکھنا ہوں... تو ہماری پوری توجہ یہاں سے نکلنے کی طرف جائے گی... اس صورت میں ضرور کوئی صورت نکل آئے گی... دوسری طرف جی چاہتا ہے... یہ کیسٹیں بھی ضرور دیکھی جائیں... یہ تاریخ کا وہ حصہ ہیں... جو دنیا کی آنکھوں سے اوجھل رہا ہے... یہ بہت کم تاریخ کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے... وہ بھی وضاحت سے نہیں... ایک مربوط سازش کے طور پر نہیں... بس پیش آنے والے واقعات کے سلسلے میں ذکر آیا ہے... عبداللہ ابن سبا اور اس جیسے چند لوگوں پر باقاعدہ ریسرچ کی ضرورت تھی... لیکن مورخ حضرات نے یہ کام نہیں کیا... جس طرح واقعات پیش آئے' انہوں نے تو بس اسی طرح لکھ دیا... تجزیے اور تحقیقات

نہیں کی گئیں... یہ کیسٹس ہمارے اس کام کو بالکل آسان کر دیتی ہیں... نہ ہمیں تحقیق کرنے کی ضرورت رہ جائے گی... نہ تجزیے کرنے کی ضرورت... کیونکہ یہ کیسٹس تصویر کے اس رخ کو دکھا رہی ہیں جو پوشیدہ چلا آ رہا ہے...''

''تب پھر ایک تجزیہ پیش کرتا ہوں۔'' شوکی کی آواز ابھری۔

''ہاں! ضرور...'' انہوں نے اس کی طرف دیکھا۔

''ہم یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں... اور کیسٹس سمیت یہاں سے نکل جاتے ہیں... کیسٹس ہم اپنے وطن جا کر دیکھتے رہیں گے۔''

''یہ کہنا آسان ہے... کرنا مشکل... ان کیسٹس کی دلچسپی ہمیں دیکھنے پر مجبور کر رہی ہے دوسری طرف ابھی نہ تو راستا ملا ہے کہ کیسٹس لے جانے کی کوئی صورت نظر آئے۔''

''ہوں... تب پھر دونوں کام ساتھ ساتھ ہی ٹھیک ہیں... جب موقع ہوگا... کر لیں گے... مثلاً کوئی راستا نظر آ جاتا ہے اور کوئی صورت کیسٹس لے جانے کی بن جاتی ہے... تو ہم پہلے اس طرف توجہ دیں گے... تو اس وقت ہم راستے کی طرف توجہ دے رہے ہیں... جب تھک جائیں گے... تو ہال میں پہنچیں گے...''

عین اس لمحے انہوں نے ایک باریک سی آواز سنی... ان کے کان کھڑے ہو گئے... وہ خاموشی سے سنتے رہے... یہاں تک کہ

www.allurdu.com

آواز بند ہو گئی۔

"فرزانہ یہ کیسی آواز تھی..." انسپکٹر جمشید بے چین ہو گئے۔

"غالباً راکٹ دم کی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"لیکن ہمیں راکٹ دم نظر نہیں آیا... غالباً اس وقت راکٹ د
اترا ہے... اور آس پاس میں کہیں اترا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے
حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! بالکل... میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"میرا خیال ہے... راکٹ دم اسی دیوار کی دوسری طرف ا
ہے..." رفعت بڑبڑائی۔

"افسوس! ہم دیوار کے اس طرف نہیں دیکھ سکتے۔"

"ہم... ہم دیکھیں گے... ہمیں دیکھنا ہوگا..." پروف
داؤد چلائے۔

"آخر کیسے... پروفیسر انکل کیسے؟" فرحت نے حیران ہ
کہا۔

"مجھے نہیں معلوم... منور علی خان بتائیں گے۔" پروف
داؤد نے فرحت کو گھورا۔

"لل... لیکن... آپ مجھے گھور کیوں رہے ہیں۔"

"حد ہو گئی... اب میں تمہیں گھوروں بھی نہ... لے دے
یہاں اور کام ہی کیا ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"آپ کا مطلب ہے... یہاں ہمیں بس گھورنے کا کام
ہے۔"

"ہاں! اور کیا..." وہ مسکرائے۔

"خدا کا شکر ہے آپ مسکرائے تو۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"ایک بار اور خدا کا شکر ادا کرو... یہ لو میں پھر مسکرا رہا
ہوں۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔"

"منور علی خان... آپ نے سنا... پروفیسر صاحب نے کیا
کہا ہے۔"

"نن... ہاں۔" وہ ہکلائے۔

"یہ آپ نے نہیں کہا ہے یا ہاں۔" رفعت نے حیران ہو کر
پوچھا۔

"دو... دونوں۔"

"دونوں کیسے۔"

"میں نے ہاں بھی کہا اور نہیں بھی..."

"اس کا کیا فائدہ تمہیں۔" خان رحمان نے برا سا منہ بنایا۔

"پپ پتا نہیں۔"

"انکل! آپ کتنا وزنی پتھر اس دیوار کی اونچائی تک اچھال
سکتے ہیں۔" ایسے میں رفعت کی آواز سنائی دی۔

www.allurdu.com

"اوہ اوہ۔" فرزانہ کی آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔
"کیا ہوا بھئی... خیر تو ہے۔"
"میرا مطلب ہے... یہ سوال میں نے کیوں نہیں کیا...
رفعت نے کیوں کیا۔"
"حد ہو گئی... تو اب کرلو یہ سوال... ہمیں کوئی اعتراض
نہیں... کیوں انکل۔" فاروق نے جھلا کر انسپکٹر کامران مرزا
طرف دیکھا... اس لیے کہ رفعت نے یہ سوال ان سے پوچھا تھا۔
"ہاں کیوں نہیں... ضرور۔" انسپکٹر کامران مرزا بھی گھ
سے گئے۔
"لیکن اس سوال کی تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی... ہم
اس وادی میں اب تک پتھر نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی... یہاں در
ضرور ہیں..." منور علی خان بولے۔
"خیر... میں اپنا سوال دوسری طرح کرتی ہوں...
آپ کتنا وزنی درخت کا ٹکڑا اس دیوار کی اونچائی تک پھینک
ہیں۔"
"یقینی بات نہیں کرسکتا..." انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔
"میرا خیال ہے... محمود کا چاقو اس قابل تو ہے کہ در
ٹکڑا کاٹ سکے۔"
"ہاں کیوں نہیں... اس کی صرف نوک مڑی ہے۔"

"چاقو تو ایک میں بھی دے سکتا ہوں... خاص موقعوں کے
لیے اپنے کپڑوں میں چھپا کر رکھ لیتا ہوں۔"
"اوہ... بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔"
اب انہوں نے خفیہ جیب میں سے چاقو نکال کر ان کی طرف
بڑھا دیا... یہ چاقو بھی محمود کے چاقو کی مانند تھا... پھر جونہی انسپکٹر
کامران مرزا نے چاقو درخت پر چلایا... ان کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

☆...☆...☆

www.allurdu.com

یہ کیا ہے

وہ گھبرا گئے... پہلے جب دیوار سے چاقو ٹکرایا تھا تو ایسا
ہوا تھا... لیکن وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ درخت پر بھی چاقو ویسا
ردعمل ظاہر کرے گا... چاقو انسپکٹر کامران مرزا کے ہاتھ سے نکل کر...
جا گرا اور خود وہ بھی گرتے نظر آئے۔

"حد ہو گئی... کیا اب درختوں میں بھی کرنٹ آنے لگے
ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا اور انسپکٹر کامران مرزا کی طرف لپکا۔

"ہاں! گھبراؤ نہیں..."

"اس کا مطلب ہے... یہ سب درخت ہی مصنوعی ہیں...
کسی دھات کے ہیں... پلاسٹک کے بھی نہیں ہیں۔"

"کمال ہے... اتنا بڑا دھوکا کھا گئے ہیں۔" آصف
بڑبڑا کر کہا۔

"ہاں واقعی... اس سے چھوٹا دھوکا کھانا چاہیے تھا۔"
بول پڑا۔

آصف اسے گھور کر رہ گیا۔

"درخت کے اردگرد کھدائی کر کے دیکھتے ہیں... ہم اس کو جڑ
سے اکھاڑ ہی پھینکیں گے... اور اس میں سے کرنٹ نکال دیں گے۔"

"خوب! اچھی ترکیب ہے۔"

اب دونوں چاقوؤں کی مدد سے درخت کے اردگرد کی جگہ
کھودی جانے لگی... یہاں تک کہ درخت کا زمین میں دفن حصہ بھی نظر
آنے لگا... اب انہوں نے درخت کی شاخوں کو پکڑ کر کھینچا... تو وہ
زمین پر گر گیا... اب انہوں نے اس کی جڑوں کے اندر کے حصے کو
دیکھا... وہاں بجلی کے تار پھیلے ہوئے نظر آئے... اب ان کا کام
آسان تھا... پروفیسر داؤد نے ان تاروں کو درخت سے الگ کر دیا...
اب جو انہوں نے درخت کو باہر نکالا تو کچھ بھی نہ ہوا...

"آپ اس درخت کو کتنی اونچائی تک اچھال سکتے ہیں۔"
ت نے کہا۔

"اوہ اچھا! میں تمہارا مطلب سمجھ گیا... پتا نہیں کتنی اونچائی
تک اچھال سکتا ہوں... تجربہ کر لیتے ہیں۔"

"کریں پھر۔"

انہوں نے درخت اٹھا کر دیکھا وہ زیادہ وزنی نہیں تھا... اٹھا
کر اچھالا تو نصف دیوار سے بھی کافی نیچے تک گیا اور آ گرا۔

"نہیں بھئی... کم از کم میں اس کو دیوار کی اونچائی تک نہیں
اچھال سکتا۔" انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔

www.allurdu.com

"لیکن۔" فرزانہ پرزور انداز میں بولی۔

"خدا کا شکر ہے... ان حالات میں ایک عدد لیکن تو سنا
دیا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اوہو! بھائی اسے آگے تو کہنے دو۔" آصف نے جل کر
کہا۔

"لیکن... اگر ہم اسے انکل منور علی خان کی آنکڑے وال
رسی سے باندھ دیں اور آپ حضرات یعنی چاروں انکل اسی درخت
گھمائیں... تو کیا یہ دیوار کے دوسری طرف نہیں جا گرے گا۔"

"شاید... ایسا ممکن ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پرجو
انداز میں کہا۔

"جی نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟" وہ ان کی طرف مڑے۔

"مطلب یہ کہ رسی پر زور ایک وقت میں ایک آدمی ہی لگا
ہے... یہ کوئی رسہ کشی کا مقابلہ نہیں ہے... کہ ایک رسہ پر پچاس آد
بھی زور لگا سکتے ہیں... ذرا سوچیں... چار آدمی ایک رسی کو کس طر
گھما سکتے ہیں۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔"

"ارے۔" فرحت بہت زور سے اچھلی۔

"یہ اچھا ہے... ایک عدد ارے بھی شامل ہو گیا... بے چا

لیکن تو چپس پچسار ہا۔" فاروق نے ہنس کر کہا۔

"تم تو ایسی باتیں بنایا کرو۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"اچھا... مشورے پر عمل کروں گا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی... گویا تم باتیں بناتے نہیں... اب بنایا کرو
گے۔" پروفیسر داؤد ہنسے۔

"جی بس... جب بن جائیں... قسمت ہے۔"

"فرحت! اپنے ارے کی وضاحت کرو۔"

"جی ہاں! کیوں نہیں... اس باغ میں ایک ہی تو درخت ہے
نہیں... یہاں تو قدم قدم پر درخت ہیں اور سب کے سب مصنوعی
ہیں... اگر ہم ایک درخت اکھاڑ سکتے ہیں تو اور کیوں نہیں اکھاڑ
سکتے۔"

"ضرور اکھاڑ سکتے ہیں... لیکن ہم کیا کریں گے۔"

"درختوں کی سیڑھی بن سکتی ہے... یا ایک دوسرے کے اوپر
رکھ کر ہم دیوار کے اوپر تک جا سکتے ہیں۔"

"ترکیب اچھی ہے... لیکن اس میں بہت محنت کرنا پڑے
گی... ان گنت درخت اکھاڑنا ہوں گے۔"

"ہوں... خیر... شروع کرتے ہیں یہ کام... میرا خیال
ہے... درختوں کو ایک دوسرے پر اگر خاص طریقے سے رکھا جائے تو
کافی اونچائی تک جایا جا سکتا ہے اور پھر ان کی شاخوں سے ہم رسیوں کا

www.allurdu.com

کام لیں گے۔"

"چلیے پھر... شروع کریں۔" فرحت نے پرجوش انداز میں کہا۔

سب لوگ اس کام میں مصروف ہو گئے... درختوں پہ درخت گرتے گئے... ایسے میں پروفیسر داؤد نے کہا۔

"لیکن جمشید... ان لوگوں کو مصنوعی درخت لگانے کی کیا ضرورت تھی... جب کہ قدرتی درخت لگانا بہت زیادہ آسان کام ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں... اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔"

"مہربانی فرما کر اس وجہ کی تلاش میں ذہن دوڑاتے رہو۔"

وہ اپنے کام میں مصروف رہے... ساتھ میں یہ بھی سوچتے رہے کہ ان لوگوں کو مصنوعی درخت لگانے کی کیا ضرورت تھی... لیکن کوئی وجہ سمجھ میں نہ آ سکی۔

"حیرت ہے... فرزانہ۔" محمود نے اسے آواز دی۔

"میرا نام حیرت ہے فرزانہ نہیں ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"اوہو! مجھے تم پر حیرت ہے۔" محمود جھلا اٹھا۔

"ہوگی... مجھے اس سے کیا..." اس نے کندھے اچکائے۔

"توبہ ہے تم سے۔" محمود بولا۔

"کوئی بات نہیں۔" فرزانہ نے پٹ سے کہا۔

"واہ واہ... مزا آ گیا... بالکل میری نقل کر رہے ہو۔"

"کون! محمود یا میں۔" فرزانہ بولی۔

"دونوں۔" اس نے کہا۔

"پہلے یہ تو پوچھ لو... محمود کو حیرت کس بات پر ہے۔" فرحت نے جل کر کہا۔

"شکریہ فرحت۔"

"لو! اب یہ حضرت فرحت کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔" آصف نے منہ بنایا۔

"اچھا بھائی... میں نہیں کرتا کوشش... یہ کوشش تم کر لو۔"

"تم لوگوں میں بس یہ بات بری ہے... بات بے بات بات کا بتنگڑ بنا ڈالتے ہو۔"

"اس سے زیادہ القابات نہیں دے سکتے کیا؟" رفعت نے جل کر کہا۔

سب لوگ مسکرانے لگے۔

"وہ حیرت والی بات رہ گئی۔"

"ارے ہاں! میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ ابھی تک فرزانہ بھی یہ بات نہیں جان سکی کہ مصنوعی درخت کیوں لگائے گئے ہیں۔"

"ارے تو کیا میں ابا جان اور انکل سے زیادہ ذہین ہوں...

www.allurdu.com

یہ غلط فہمی تمہیں کیسے ہو گئی۔"

"میں ایسا ہرگز نہیں سمجھتا... لیکن وقتی طور پر ایسا ممکن ہے... کوئی بات ان کے ذہن میں نہ آئے اور تمہارے ذہن میں آ جائے... بلکہ ہم میں سے کسی کے ذہن میں آ جائے۔"

"یہ ٹھیک ہے محمود۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"بہرحال حقیقت یہی ہے کہ میں ابھی تک وجہ نہیں جان سکا۔"

"خیر... پہلے تو ان درختوں سے نمٹ لیں۔"

اور پھر درخت کا بہت بڑا ڈھیر لگ گیا... اب انہوں نے ان کو ایک خاص طریقے سے ایک دوسرے کے اوپر رکھنا شروع کیا... اس طرح درخت کم استعمال ہو رہے تھے جبکہ اونچے زیادہ ہو رہے تھے... اور اس طریقے سے ایک سیڑھی سی بنتی جا رہی تھی... آخر درخت دیوار کے اوپر تک پہنچ گئے... اور ساتھ ہی انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا دوسری طرف دیکھنے کے قابل ہو گئے...

"اوہو! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"یہ... یہ کیا۔" انسپکٹر کامران مرزا کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

ایسے میں نیچے ایک سرد آواز گونجی۔

جنگ

"خبردار... باقی لوگ اوپر نہیں چڑھیں گے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہاں ایک زبردست دھماکا ہوا' درختوں کی سیڑھی آن کی آن میں درہم برہم ہو گئی... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا دیوار پر رہ گئے... انہوں نے نیچے دیکھا... ان کے ساتھی لمبے لیٹے نظر آئے... اور وہاں ہلکا سا دھواں پھیلا نظر آیا... گویا دھوئیں کا بم چلایا گیا تھا... لیکن یہ دھواں ایسا تھا کہ اس کے آر پار بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

"دھت تیرے کی..." انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"اب ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا پڑے گا..."

"لیکن یہ بم پھینکا کس نے... نظر تو کوئی آیا نہیں ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"آواز ضرور سنائی دی تھی..."

"اتنی اونچائی سے ہم نیچے چھلانگ نہیں لگا سکتے... لگا بھی دیں تو اس طرف والا کام نہیں ہو سکے گا۔" انہوں نے دوسری طرف

www.allurdu.com

دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہوں! ہم ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کر لیتے ہیں۔''

آخر خدا خدا کر کے وہ لوگ ہوش میں آ گئے... سب سے پہلے فاروق کی آواز سنائی دی۔

''م... میں... کہاں ہوں۔''

''وہیں ہو... جہاں سے چلے تھے۔'' آفتاب ہنسا۔

''کک... کیا مطلب۔''

''کس بات کا مطلب بتاؤں۔'' آفتاب بولا۔

''رہنے دو بھائی... تم سے کون مغز مارے۔''

''مغز مارنے کیلئے اب ہمارے پاس مغز رہ کب گئے ہیں دھوئیں کا وہ بم شاید سب کچھ ساتھ لے گیا۔''

''منور علی خان... بھائی تم ہوش میں آئے یا نہیں۔''

''م... کچھ کہہ نہیں سکتا۔'' منور علی خان نے پریشان ہو کہا۔

''حد ہو گئی انکل... کہہ بھی رہے ہیں... یہ بھی کہہ رہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

''یار تم چپ رہو... مجھے اپنا دماغ بالکل خالی لگ ہے۔''

''ارے باپ رے۔'' خان رحمان گھبرا گئے۔

''اب آپ کو کیا ہوا۔''

''میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔''

''گویا سب کے دماغ خالی ہو گئے ہیں۔''

''ہاں جمشید... یہ سب دھوئیں کا اثر ہے۔''

''لیکن منور علی خان اتنا تو کر ہی سکتے ہیں کہ آنکڑہ اوپر پھینک دیں۔''

''اس کا کیا کریں گے آپ لوگ۔'' آصف نے کہا۔

''آپ پھینکیں تو سہی۔''

منور علی خان نے آنکڑہ اوپر پھینکنا چاہا... لیکن وہ یہ کام نہ کر سکے...

''نہیں بھئی... ہاتھ پیر فی الحال کام نہیں کر رہے... ہاں کچھ دیر بعد ایسا ہو سکے گا۔''

''اوکے... ہم مزید انتظار کر لیتے ہیں۔''

ایک گھنٹے کے بعد منور علی خان آنکڑہ پھینکنے کے قابل ہو گئے... انہوں نے اس کو اچھالا... وہ دیوار کی دوسری طرف گرا...

''منور علی خان! اس کو اور لٹکا دو... یہاں تک کہ یہ دوسری طرف نیچے جا لگے... اور اس طرف والا سرا درخت سے باندھ دو۔''

''گویا تم دوسری طرف اترنا چاہتے ہو۔''

''ہاں! اس کے بغیر چارہ نہیں۔''

www.allurdu.com

"لیکن اس طرف کیا ہے۔"

"اس طرف پانی ہے... ہر طرف پانی ہی پانی... شاید یہ سمندر ہے... دیوار کے ساتھ ایک سمندری جہاز کھڑا ہے... اس جہاز کے اوپر ایک راکڈوم موجود ہے..."

"اور لوگ۔"

"کوئی نظر نہیں آیا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہی تو ہم نیچے جا کر دیکھنا چاہتے ہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... آخر راکڈوم میں کوئی تو آیا تھا... اس جہاز کا عملہ بھی جہاز پر ہونا چاہئے۔"

"لیکن ہم چاہتے ہیں... صرف آپ دوسری طرف نہ اتریں... ہمیں بھی ساتھ لے کر چلیں۔"

"اور کیپسٹس جو اس طرف موجود ہیں..... ان کا کیا کرنا چاہئے۔" انسپکٹر جمشید نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"خیر... اگر صرف آپ اترنا چاہتے ہیں تو پہلا کام جا کر یہ کریں کہ آنکڑہ جہاز کے کسی ستون سے باندھ دیں... تاکہ ضرورت پڑے تو ہم اس طرف آ سکیں۔"

"میرا خیال ہے... موقع اچھا ہے..." انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"لک... کون سا موقع..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ہم ان تمام کیپسٹس کو جہاز پر لاد لیتے ہیں اور نکل جاتے ہیں... پھر جو ہوگا... دیکھا جائے گا۔"

"لیکن ابھی ہمیں کچھ معلوم نہیں... نیچے کیا کچھ ہے... ان لوگوں نے یہاں بحری جہاز کیوں کھڑا کر رکھا ہے... اور اس پر راکڈوم کیوں موجود ہے... ہمارے ساتھیوں کو بے ہوش کس نے کیا تھا۔"

"میرا خیال ہے... اب روڈی ہم سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے... اسے ہم سے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔"

"کچھ بھی ہو... ہم یہ کیپسٹس اپنے ملک تو لے کر جائیں گے۔"

"اچھا خیر... اللہ کا نام لے کر اتر جاؤ... جو ہوگا، دیکھا جائے گا۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

پھر وہ باری باری رسی کے ذریعے دوسری طرف اتر گئے... ان کے قدم جہاز کے عرشے پر لگے... رسی انہوں نے پہلے ہی جہاز پر گرائی تھی... اب انہوں نے آنکڑے کو ایک ستون سے کس دیا... تاکہ باقی لوگ ضرورت پڑنے پر آ سکیں... پھر جونہی وہ جہاز کے درمیانی حصے کی طرف بڑھے... چکرا کر گرے... اور انہیں کوئی ہوش

دوسری طرف جب باقی لوگ انتظار کرتے کرتے تھک

www.allurdu.com

گئے... تو محمود نے کہا۔

"اب مجھ سے مزید انتظار نہیں ہو رہا... اس طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی... میں اوپر جا رہا ہوں۔"

"اچھا اللہ حافظ۔" آصف نے کہا۔

"گویا تم نہیں آؤ گے۔"

"میں... میں آؤں گا... جب تم دوسری طرف اتر جاؤ گے... اور صورت حال بتاؤ گے... تب آؤں گا۔"

"صورت حال تو ابا جان اور انکل نہیں بتا سکے... میں کس طرح بتاؤں گا۔"

"اچھا خیر... تم جاؤ تو سہی۔"

پھر محمود چلا... اس کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا۔ اب وہ فکر مند ہو گئے۔

"میرا خیال ہے... ہم جال میں آ گئے ہیں۔" خان رحمان بڑبڑائے۔

"کچھ بھی کیوں نہ ہو... میں دوسری طرف جاؤں گا۔"

"اب اس طرف ہم رہ کر کریں گے بھی کیا... تمہارے ہم بھی آئیں گے۔"

"ہاں... اور کیا۔"

اس طرح وہ سب باری باری دوسری طرف جاتے

ہوش ہوتے رہے... ہوش آیا تو ایک اور عمارت میں تھے... اسی وقت انہوں نے ایک آواز سنی۔

"تو آپ لوگ ہوش میں آ گئے... اس وادی کے بہت سے راز آپ لوگوں نے معلوم کر لیے تھے... خطرہ تھا کہ کہیں آپ کیمسٹری خیریت نکل نہ جائیں... لہٰذا فوری طور پر یہاں جہاز لانا پڑا... اس میں شک نہیں کہ آپ خطرناک لوگ ہیں... آپ کی خطرناکی مجھے اس بات پر مجبور کر رہی ہے کہ آپ کو کوئی مہلت نہ دی جائے اور کیمسٹری تیاری ہونے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیا جائے..."

"یہ تو کوئی انعام نہ ہوا... مسٹر روڈی... یا جو بھی آپ کا نام ہے۔"

"ہاں! یہ انعامات نہیں ہوا... وعدہ خلافی بھی ہو گی... لیکن مجبور ہوں... زیادہ سے زیادہ آپ لوگوں کے لیے ایک رعایت ے پاس۔"

"چلیے پھر... اس رعایت کی وضاحت ہی کر دیں ذرا۔" فاروق نے سرد آہ بھری۔

باقی لوگ مسکرا دیے۔

"وہ رعایت یہ ہے کہ اس کمرے میں آپ بس باقی کیمسٹری رہیں... نہ کمرے سے نکلنے کی کوشش کریں... نہ کوئی اور کام کرنے... یوں خیال کر لیں کہ آپ لوگ اس کمرے میں قید ہیں اور

www.allurdu.com

بس... یہیں آپ کو کھانا پینا ہے... یہیں سونا ہے... ساتھ میں ا
باتھ روم ہیں... ضروریات سے یہیں فارغ ہونا ہے... بس اس شر
پر آپ کو وہ گیمز دکھائی جا سکتی ہیں... لیکن اگر آپ نے اس کمر
سے نکلنے کی کوشش کی... سوتے میں کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی... ت
پھر میری ہر رعایت ختم ہو جائے گی... پھر میں اس بات کی پروا نہیں
کروں گا کہ آپ لوگوں نے کتنی گیمز دیکھ لی ہیں اور کتنی باقی ہیں۔"

"او کے... چلئے پھر پہلے گیمز دیکھ لیتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید
نے برا سا منہ بنایا۔

"پہلے کیا مطلب؟" روڈی نے چونک کر کہا۔

"اس کے بعد جو آپ کرنا چاہیں کر لیجئے گا... جو ہم سے
ہو سکے گا ہم کر لیں گے۔"

"نہیں بس... میں آپ کو کچھ نہیں کرنے دوں گا..."
کمرے میں موت کی گیس چھوڑ دوں گا... ادھر آخری گیمز ختم ہو
گی... ادھر موت کی گیس۔"

"آخر آپ کو اس وادی میں ہم سے کیا خوف محسوس ہوا تھا"
آصف نے پوچھا۔

"ہم ابھی تک نہیں جان سکے کہ آپ لوگوں نے بجلی کا نظام
کس طرح گڑبڑ کیا تھا... دوسرے یہ کہ آپ نے درختوں کا راز جان
لیا تھا... بس خوف محسوس ہوا... کہیں آپ وہاں سے نکل

جائیں... چنانچہ یہاں لانا پڑا... اب فلمیں دیکھنے کے بارے میں کیا
خیال ہے۔"

"کس طرح..."

"اس طرح تو ہمارا آپ سے مقابلہ ہو ہی نہیں سکے گا...
آخری منظر میں جب تک دو دو ہاتھ نہ ہوں مزا نہیں آتا... جیسے فلموں
میں ہوتا ہے نا۔"

"مجھے آپ لوگوں سے دو دو ہاتھ کرنے کا کوئی شوق نہیں
ہے... میں ایک ایک ہاتھ کرنا بھی پسند نہیں کروں گا۔"

"جملہ پسند آیا... خیر آپ کی مرضی... ہم خود کر لیں گے۔"
محمود نے کہا۔

"کیا کر لیں گے۔"

"دو دو ہاتھ۔" فاروق ہنسا۔

"میں ہاتھ آؤں گا تو دو دو ہاتھ کریں گے نا۔"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"خوب خوب! بھئی آپ کی مادری زبان ٹھہری... میں تو
آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اب آپ گیمز سے دل بہلائیں۔"

"جی ہاں! اب یہی کرنا ہوگا... شروع کریں پھر۔"

اس ہال میں بھی سب چیزیں موجود تھیں... لہٰذا خود بخود ٹی
وی کی سکرین روشن ہو گئی... دو بڑے لشکر ایک دوسرے کی طرف

www.allurdu.com

بڑھتے نظر آئے... یہاں سکرین بھی بڑی تھی... مناظر بہت بڑے نظر آرہے تھے... دونوں طرف سے لوگوں کا ایک سیلاب سا اُمڈا چلا آرہا تھا۔

"اف مالک! اتنے بڑے لشکر انہوں نے کس طرح دکھا دیے۔" رفعت چلائی۔

"فلموں میں ایسا دکھانا مشکل نہیں ہوتا۔" شوکی نے برا سا منہ بنایا۔

ایسے میں سکرین پر آواز ابھری۔

"ارے مسلمانوں ہوش کرو... کیوں آپس میں لڑنے چلے ہو... اے امیر معاویہؓ! علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس جھگڑے کو ہمیشہ کے لئے ختم کیوں نہیں کر دیتے۔"

"آپ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کیوں نہیں کر دیتے... پھر دیکھیں ہم بیعت کرتے ہیں یا نہیں۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہماری طرف سے ایک وفد بات چیت کے لئے آرہا ہے... ہم نہیں چاہتے مسلمان ایک دوسرے کا خون بہائیں... اللہ نے چاہا تو صلح کی صورت نکل آئے گی۔"

"ضرور بھیجیں... ہم کیا چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کا خون بہائیں۔"

تین آدمی لشکر سے الگ ہو کر ایک طرف بڑھتے نظر آئے، پھر تین آدمی دوسرے لشکر سے نکل کر ان کی طرف گئے... ان میں سے ایک نے کہا۔

"تم لوگ کیوں مسلمانوں کا خون بہانے پر تل گئے ہو، صلح کر لو... بیٹھ کر بات چیت طے کر لو... لڑائی کے بغیر بھی معاملات طے ہو سکتے ہیں۔"

"ہم تیار ہیں... ہر طرح سے تیار ہیں۔"

"تب پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیں... اس لئے کہ مسلمان انہیں اپنا خلیفہ مان چکے ہیں، ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔"

"ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ پہلے آپ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں... ہم جانتے ہیں، وہ آپ کے لشکر میں موجود ہیں۔"

"ہم انہیں آپ لوگوں کے حوالے ضرور کریں گے... ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے... لیکن پہلے حالات قابو کرنے دیں... اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے... جب آپ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیں۔"

"پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہمارے حوالے کئے جائیں۔"

www.allurdu.com

"پہلے آپ بیعت کریں۔"

"اچھا ہم حضرت امیر معاویہؓ کو جا کر یہ بات چیت بتاتے ہیں..."

"اور ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتاتے ہیں... پھر جو ان کا فیصلہ ہوگا... کرلیں گے۔"

دونوں وفد واپس اپنے اپنے لشکر کی طرف جاتے دکھائی دیے ایسے میں ایک خیمے میں چار آدمی کھسر پھسر کرتے نظر آئے۔

"اگر ان دونوں میں صلح ہوگئی تو تم تو مارے گئے... علی تم لوگوں کو پکڑ کر امیر معاویہؓ کے حوالے کردیں گے اور وہ تمہاری گردنیں ماردیں گے۔"

"ہاں! اس صورت میں تو یہی ہوگا... لہٰذا دونوں لشکروں کا آپس میں ٹکرا جانا ہی ہمارے حق میں بہتر ہوگا... اور یہ کام آج ہمیں کرنا ہوگا... صلح کی بات چیت چل رہی ہوگی... تو ادھر سے ہمارے ساتھی دوسرے لشکر پر تیر برسانا شروع کردیں گے... دوسری طرف بھی ہمارے ساتھی اس طرف تیر برسانے لگیں گے... اس طرح صلح کی بات چیت درمیان میں رہ جائے گی اور جنگ چھڑ جائے گی... علیؓ کے لشکر والے کہیں گے امیر معاویہؓ کے لشکر نے حملہ کردیا... امیر معاویہؓ کے لشکر والے کہیں گے، علیؓ کے لشکر نے حملہ کردیا... اس طرح ہمارا کام خوب بن جائے گا۔"

"بس تو پھر اس کام کے لیے تیار رہو۔"

سکرین ایک لمحہ کے لیے تاریک ہوئی اور پھر روشن ہوگئی... ساتھ ہی تیر سنسناتے نظر آئے... پھر چیخ و پکار گونجی... پھر تلواریں چمکنے لگیں... ہر طرف خون اچھلتا نظر آیا... ہزار ہا تلواریں آپس میں ٹکرا رہی تھیں... چیخ و پکار کی آواز سنائی دے رہی تھیں... وہ مبہوت ہوکر اس لڑائی کو دیکھ رہے تھے... کچھ دیر کے لیے وہ بھول گئے کہ وہ فلم دیکھ رہے ہیں... وہ بھی محسوس کر رہے تھے کہ حقیقت میں سب کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے... آخر ایک لشکر میں گڑبڑ کے آثار پیدا ہوئے... اسی وقت ان کے درمیان سے کچھ لوگوں نے قرآن نیزوں پر اٹھالیے اور پکارے:

"ہاتھ روک لو... ہاتھ روک لو... ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن فیصلہ کرے گا۔"

دونوں طرف یک لخت تلواریں رک گئیں... کیونکہ اس وقت ہی بہت خون بہہ چکا تھا... ہر طرف لاشیں ہی نظر آرہی تھیں... پھر ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا:

"اے امیر المومنین! اگر آپ پسند کریں تو میں معاویہؓ سے بات کروں۔"

"ٹھیک ہے، آپ جا کر بات کریں... وہ کیا کہتے ہیں۔"

اب وہ شخص گھوڑے پر بیٹھ کر روانہ ہوا، اور دوسرے لشکر کے

www.allurdu.com

پاس جا کر کہا:

"مجھے امیر المومنین علیؓ نے بھیجا ہے... میں اشعث بن قیس ہوں... وہ پوچھنا چاہتے ہیں... آپ لوگوں نے قرآن کیوں بلند کیا۔"

"ہم چاہتے ہیں' ہمارے اور آپ کے درمیان قرآن سے فیصلہ ہو جائے یا آپ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں فیصلہ ہو جائے... ایک شخص کو ہم اپنی طرف سے چن لیں اور ایک کو آپ اپنی طرف سے چن لیں... وہ مل کر جو فیصلہ دیں' دونوں فریق اس کو مان لیں۔"

"اچھی بات ہے... میں جا کر یہ بات انہیں بتا دوں۔"

اشعث بن قیس نے کہا' پھر وہ گھوڑا دوڑاتے واپس اپنے لشکر پہنچے اور بولے۔

"امیر المومنین! وہ چاہتے ہیں... ایک آدمی ان کا اور ایک آپ کا' دونوں مل کر فیصلہ کر دیں... دونوں فریق ان کے فیصلہ کو مان لیں۔"

"ٹھیک ہے... اشعث بن قیس... تم پھر جاؤ اور ان سے پوچھو وہ کس آدمی کو اپنی طرف سے مقرر کرتے ہیں... ہماری طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر کیے جاتے ہیں۔"

اشعث پھر گھوڑا دوڑا کر واپس پہنچے اور بتایا کہ علیؓ نے اپنی طرف سے فیصلہ کرنے کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو مقرر فرمایا

ہے' آپ کسے مقرر کرتے ہیں۔"

"میری طرف سے عمرو بن عاصؓ مقرر کیے جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے' آپ انہیں بھیج دیں... یہ دونوں حضرات مل کر جو طے کریں گے' دونوں فریق اس کو منظور کر لیں گے۔"

پھر دونوں آدمی میدان میں نکل آئے... اب ان کی طرف سے یہ کہا گیا۔

"ہم اللہ کو حاضر ناظر جان کر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے' امت کو جنگ و جدل سے بچائیں گے... ہمیں مہلت دی جائے... کیونکہ فوری طور پر تو فیصلہ ہو گا نہیں۔"

"آپ مہلت طے کر لیں... وہ دونوں لشکروں کو منظور ہو گی۔"

"ہمیں چھ ماہ کی مہلت دی جائے... اس مہلت کے اندر اندر ہم جب چاہیں گے فیصلہ سنا دیں گے... یہ ضروری نہیں کہ چھ ماہ ہی لگیں... ہو سکتا ہے... ہم چند دن میں فیصلہ سنانے کے قابل ہو جائیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

"بہتر ہو گا کہ ہم اس معاہدے کو تحریری شکل میں لے آئیں... تحریر لکھ دی جائے اور دونوں فریق دستخط کر دیں..."

www.allurdu.com

"یہ معقول بات ہے۔"

اس کے بعد معاہدہ تحریر کیا گیا... وہ سکرین پر معاہدہ تحریر ہوتے دیکھتے رہے...

"معاہدے کی ایک نقل حضرت علیؓ کے پاس اور دوسری حضرت معاویہؓ کے پاس رہے گی۔"

"ٹھیک ہے..."

اب دونوں لشکر وہاں سے واپس روانہ ہوئے... میدان لاشوں سے بھرا پڑا تھا... انہوں نے اپنی اپنی لاشوں کو اٹھانا شروع کیا...

اس وقت سکرین تاریک ہو گئی... پھر روشن ہوئی تو عبداللہ ابن سبا ایک درخت کے نیچے کھڑا نظر آیا... ایک آدمی پراسرار انداز میں اس کی طرف آتا نظر آیا... جونہی وہ نزدیک پہنچا' عبداللہ ابن سبا نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

"کیوں! کیا رہا... کتنے مارے گئے۔"

"دونوں طرف کی فوجوں کے کل 70 ہزار آدمی مارے گئے۔"

"واہ! بہت خوب... یہ ہے اصل کامیابی... ہماری ایک ذرا سی چال سے 70 ہزار مسلمان مارے گئے... اور ہمیں کیا چاہئے... لیکن ابھی ہمارا کام ختم نہیں ہوا... بلکہ ہمارا کام تو اب شروع ہوا

ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"بس دیکھتے جاؤ... میں کسی کو پہلے سے کچھ نہیں بتا سکتا آؤ' لشکر کی طرف۔"

وہ ایک لشکر کی پیچھے اس میں شامل ہوتے نظر آئے... کچھ لوگ لشکر کے سالار کی طرف بڑھے...

"امیر المومنین! ہمیں یہ فیصلہ پسند نہیں آیا... آپ واپس چلیں اور شامیوں پر حملہ کریں۔"

"اقرار نامہ لکھا جا چکا ہے... مسلمانوں کے دونوں گروہ اس پر اتفاق کر چکے ہیں... اب یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ان پر حملہ کروں... اب تو جو فیصلہ ہوگا' میں اس کو مانوں گا... جب صلح ہو گئی تو میں جنگ کی بات کیوں کروں... یہ تو بالکل غلط بات ہو گی۔"

اب لشکر میں شور ہونے لگا... مختلف آوازیں ابھرنے لگیں۔

"یہ ٹھیک نہیں ہوا... نہ جانے وہ کیا فیصلہ دیں..."

"لیکن اب فیصلہ ہو چکا... اس سے پیچھے نہیں ہٹا جا سکتا۔"

"ہمیں جنگ بند نہیں کرنا چاہئے تھی... نیزوں پر قرآن اٹھانا شامیوں کی چالاکی تھی... ہم ان کی چالاکی میں آ گئے... افسوس۔"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن ان حالات میں ہم امیر المومنین کا ساتھ نہیں دے

www.allurdu.com

سکتے... ہم ان سے الگ ہو رہے ہیں۔''

''وہ امیر المومنین ہیں... ان کا حکم ماننا ہمارا حق بنتا ہے۔''

''تم مانو ان کا حکم... ہم تو یہیں سے الگ ہو رہے ہیں... سنو بھی ... جو لوگ اس فیصلے کے خلاف ہیں ... وہ اس طرف آ جائیں... ہم ان کے لشکر سے الگ ہو رہے ہیں۔'' بلند آواز سنائی دی۔

پھر اس لشکر کے دو حصے ہوتے نظر آئے ... ایک لشکر الگ سمت میں جاتا نظر آیا... دوسرا اپنے راستے پر چلتا نظر آیا... ایسے میں کسی نے کہا۔

''یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے۔''

''ہماری مرضی... ہم جو چاہیں کریں... تم کون ہوتے ہو ہمیں روکنے والے۔''

''تم ... تم ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو ... تم خارجی ہو... خارجی۔'' کسی نے چیخ کر کہا۔

''ہم خارجی بھلے... شیعانِ علیؓ نہیں کے۔''

''تب ہم شیعانِ علیؓ ہی بھلے۔''

دونوں لشکر مخالف سمت میں جاتے نظر آئے ... ان کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلا گیا... سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی...

''ذرا ٹھہرنا بھئی ... ہم یہاں تبصرہ کرنا چاہتے ہیں...

انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

''ہاں بالکل... اس کا مطلب ہے... اس جگہ دو گروہ پیدا ہو گئے تھے... ایک گروہ جو حضرت علیؓ کا ساتھ چھوڑ گیا... خارجی کہلایا اور جو ان کے ساتھ رہا شیعانِ علی کہلایا۔''

''بالکل یہی بات ہے۔''

''ٹھیک ہے... لیکن بے شمار مسلمان امیر معاویہؓ کے حق میں رہے... اور بہت سے ایسے مسلمان بھی رہے ہوں گے جو ان تینوں گروہوں سے بالکل الگ ہو گئے ہوں گے... وہ گوشہ نشین ہو کر رہ گئے ہوں گے تاکہ آپس کے جھگڑوں سے بالکل الگ تھلگ رہیں۔''

''یہی بات ہے...''

''تب پھر یہ کہا جائے گا... ان حالات میں عبداللہ ابن سبا کامیاب رہا' اس نے مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا... مسلمان اس کی سازشوں کو سمجھ نہ سکے... اور آپس میں لڑنے مرنے پر تل گئے... افسوس۔''

''جی ہاں! میرا خیال ہے... اب ہم اگلی کیسٹ دیکھ لیں... بہت سسپنس محسوس ہو رہا ہے۔''

''ہوں ٹھیک ہے... اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ کیا کرتے ہیں۔''

''پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے... اب عبداللہ ابن سبا کا گروہ

www.allurdu.com

شیعان علی میں شامل رہا یا خارجیوں میں۔"

"دیکھنے سے پہلے میں بتا سکتا ہوں... کیونکہ اب تک ہم ان کی چالوں کو بخوبی سمجھنے لگے ہیں... اب وہ کرے گا یہ کہ اپنے کچھ آدمی ادھر اور کچھ ادھر شامل کر دے گا..."

"بالکل یہی نظر آ رہا ہے۔" خان رحمان بول اٹھے۔

"اچھا خیر... لگاؤ بھئی کیسٹ۔"

سکرین روشن ہو گئی... ایک گروہ ایک میدان میں جمع نظر آیا... ان میں سے ایک اونچی جگہ کھڑا نظر آیا... وہ تقریر کرنے کے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"سنو بھائیو! میں شیث بن ربعی ہوں، ہمارے سردار اس وقت سے عبداللہ ابن الکو ہیں مرقوص بن زہیر بھی ہمارے ساتھ ہیں... ہم نے علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، کیونکہ وہ ہماری ایک نہیں سنتے... صفین کی جنگ کے موقع پر انہوں نے ہمارے مشوروں کو بالکل نہیں مانا... رد کر دیا، اس کے بعد صلح کی بات چیت کے دوران ہماری کوئی بات نہیں سنی... لہٰذا ہم ان کی بیعت توڑنے کا اعلان کرتے ہیں... بیعت صرف اللہ کی ہے... کوئی خلیفہ اور کوئی امیر نہیں، اب ہم ان سے لڑیں گے اور فتح حاصل کرنے کے بعد تمام کام مسلمانوں کے مشورے اور کثرت

رائے سے انجام دیا کریں گے... ہمارے نزدیک امیر معاویہؓ اور علیؓ دونوں ہی خطا کار ہیں۔"

"ٹھیک ہے... ہم آپ کے ساتھ ہیں... ہم ایک ہیں... علیؓ کے مقابلے پر بھی اور امیر معاویہؓ کے مقابلے پر بھی... وہ ہمارے کچھ نہیں... ہم ان کے کچھ نہیں۔" مجمعے میں سے کسی نے کہا... ایسے میں کیمرہ اس کے چہرہ پر جا ٹکا... انہوں نے اس چہرے کے پیچھے چھپی شیطانیت صاف دیکھی... گویا یہ عبداللہ ابن سبا کا آدمی تھا...

اسی وقت منظر دوسری طرف منتقل ہو گیا... کچھ لوگ ایک جگہ جمع نظر آنے لگے... ان میں سے دو آدمی اونچی جگہ کھڑے نظر آئے... ان میں سے ایک نے کہا۔

"لوگو! میں ابو موسیٰ اشعری اور یہ عمر بن عاص آپ کے سامنے ہیں... ہمیں فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا... ہمیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کرنا تھا، ہمیں چھ ماہ کی مہلت دی گئی تھی، سو آج ہم یہاں فیصلہ سنانے کے لیے جمع ہیں... میں ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن عاص کا فیصلہ یہ ہے کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو ہی معزول کرتے ہیں، اب مسلمان جسے چاہیں، اتفاق رائے سے اپنا خلیفہ منتخب کر لیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ان میں سے ایک بیٹھتا نظر آیا، دوسرا اٹھا

www.allurdu.com

اور اس نے یہ تقریر کی۔

"آپ لوگوں نے ابوموسیٰ اشعری کی بات سنی
انہوں نے علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کر دیا ہے' لیکن میں
امیر معاویہؓ کو معزول نہیں کرتا' علیؓ کو خود ان کے مقرر
کردہ آدمی نے معزول کر دیا ہے لہٰذا اب وہ خلیفہ نہیں
رہے اب خلیفہ معاویہؓ ہوں گے۔"

ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی شور مچ گیا... شور بلند ہوتا چلا
گیا... جب شور حد سے زیادہ بڑھ گیا تو سکرین تاریک ہو گئی... ایک
بار پھر روشن ہوئی تو ایک لشکر نظر آیا... اس میں چند لوگ اونچی جگہ پر
آئے... ان میں سے ایک کہہ رہا تھا:

"بھائیو! میں عبداللہ بن وہب ہوں... تمہارا
کیا امیر؟ چھ ماہ گزر جانے پر بھی ان دونوں میں کوئی فیصلہ
نہیں ہوا' علیؓ ہماری کوئی بات نہیں مانتے... لہٰذا اب ہم
بھی انہیں خلیفہ نہیں مانتے... نہ ہم امیر معاویہؓ کو خلیفہ
مانتے ہیں... پہلے علیؓ کے خلاف جنگ کریں گے... پھر
امیر معاویہؓ کا رخ کریں گے... میں آج ہی ادھر ادھر ہر
طرف سے اپنے ساتھیوں کو بلوا رہا ہوں... بہت جلد ہمارا
لشکر عظیم نظر آئے گا... کیا تم سب علیؓ کے خلاف جنگ
کرنے کے لیے تیار ہو۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔" مجمع چلا اٹھا۔

"بہت خوب! میں اپنے خاص خاص ساتھیوں کے ناموں کا
اعلان کیے دیتا ہوں' یہ لوگ میرے نائب ہوں گے' عبداللہ بن الکو'
شیث بن ربعی' مرقوص بن زہیر' حمزہ بن سنان' زید بن حصین ولائی' شریح
بن اوفی عبسی' مشعر بن عدی تمیمی... ہاں تو تم لوگ جنگ کی تیاری کرو...
میں نے سنا ہے حضرت علیؓ اپنے لشکر سمیت ہماری طرف بڑھ رہے
ہیں... گویا پہلے وہ ہم سے ٹکرانا چاہتے ہیں... ہم جو ان کے نزدیکی
ساتھی تھے خیر کوئی پروا نہیں... ہم ان سے لڑیں گے... تم دیکھو گے ہم
روز بروز مضبوط ہوتے جائیں گے... ہماری تعداد بڑھتی چلی جائے گی
اور پھر کوئی ہمارے سیلاب کو روک نہیں سکے گا... کیا آپ تیار ہیں۔"

"ہاں! بالکل... بالکل۔" سب نے نعرہ لگایا۔

اسی وقت ایک گھوڑے سوار بے تحاشہ گھوڑا دوڑاتا نظر آیا...
سب اس کی طرف مڑ گئے... اور اسے نزدیک آتے ہوئے دیکھتے
رہے... آخر وہ نزدیک آ گیا اور گھوڑے پر ہی بولا۔

"علیؓ کا لشکر ہماری طرف بڑھ رہا ہے... انہوں نے ہم پر
چڑھائی کر دی ہے۔"

"اس قدر جلد ان کے حملے کی امید نہیں تھی... خیر... جنگ
کے لیے تیار ہو جائیں۔"

پھر دوسری طرف سے ایک بڑا لشکر آتا نظر آیا... جلد ہی

www.allurdu.com

دونوں لشکر ٹکرا گئے' تلواریں چمکتی اور خون آلود ہوتی نظر آئیں... چند
منٹ تک لڑائی کا منظر جاری رہا پھر خارجیوں کا لشکر بھاگتا نظر آیا...
ایسے میں ایک بلند آواز ابھری۔

''ابھی بچ کر نہ جانے پائے... ان کا قتل عام کرو... انہوں
نے بغاوت کی ہے۔''

پھر ان کا قتل عام ہوتا نظر آیا... اس کے باوجود بہت سے
خارجی بھاگ گئے اور بچ نکلے نظر آئے... یہاں تک کہ میدان میں لاشیں
ہی لاشیں نظر آئیں... دوسرا لشکر ایک طرف جمع ہوتا نظر آیا۔

''ان میں قریباً نو آدمی پھر بھی بچ نکلے ہیں اے امیر
المومنین۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی... فوراً ہی پھر
روشن ہوئی تو ابن سبا چند آدمیوں کے درمیان ایک تاریک کمرے میں
بیٹھا نظر آیا۔

''ہاں کیا خبریں ہیں۔''

''خارجیوں کو شکست ہو گئی ہے' ان میں بڑے بڑے آدمی
مارے گئے ہیں' مثلاً عبداللہ ابن وہب' زید بن حسین' مرقوص بن زہیر'
عبداللہ ابن شجرہ' شریح بن اوفی وغیرہ۔''

''بچ جانے والے لوگ کہاں ہیں۔''

''ان کا کوئی پتا نہیں۔''

''تب پھر علیؓ امیر معاویہؓ پر چڑھائی کریں گے... اور ہم اس
سے فائدہ اٹھائیں گے... پہلے جب یہ دونوں لشکر لڑے تو قریباً 70 ہزار
مسلمان دونوں طرف مارے گئے تھے... اب دیکھتے ہیں... کتنے
مارے جاتے ہیں... بہر حال خارجی بھی آخر ہمارے ساتھ ہیں...
انہیں ہمارے پاس پہنچ جانا چاہیے تھا۔''

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی... وہ چونک اٹھے۔

''میں دیکھتا ہوں سردار... باہر کون ہے۔''

ان میں سے ایک نے اٹھ کر دروازہ کھولا... پھر نو آدمیوں
کے ساتھ اندر آیا...

''لیجیے سردار یہ آ گئے۔''

''تم لوگوں نے اچھا کیا... یہاں آ گئے... بہر حال اداس
ہونے کی ضرورت نہیں... اب جو کام کرو... مشورے کے بغیر نہ
کرو... ویسے تمہارے ذہن میں کوئی بات ہو تو کرو۔''

''ہم نے سوچا ہے... نہ رہے گا بانس' نہ بجے گی بانسری۔''
ایک نے کہا۔

''کیا مطلب... میرا خیال ہے تم عبدالرحمٰن ابن ملجم ہو۔''

''ہاں یہ میں ہی ہوں... اور یہ میرے ساتھ برک بن عبداللہ
تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی ہیں... ہم تینوں کی رائے یہ ہے کہ علیؓ' معاویہؓ اور
بن سعد تینوں پر بیک وقت وار کیا جائے اور تینوں کا کام ختم ہو جائے

www.allurdu.com

"... تاکہ ہمارا کام اور آسان ہو۔"

"پروگرام برا نہیں۔" عبداللہ ابن سبا نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر سنئے... علیؓ پر وار میں کروں گا۔" ابن ملجم نے کہا۔

"خوب!" عبداللہ ابن سبا نے خوش ہو کر کہا۔

"امیر معاویہ پر برک بن عبداللہ تیمی وار کرے گا اور عمر بن بکر تیمی عمرو بن سعد پر وار کرے گا... یہ تینوں وار ایک ہی تاریخ کو ایک ہی وقت میں ہوں گے۔"

"تاریخ اور وقت میں طے کر دیتا ہوں' رمضان کی 17 تاریخ کو یہ کام کیا جائے گا۔"

"بہت بہتر سردار۔"

"اور پوری ہوشیاری سے کوئی تمہیں دیکھے نہ... یا تم پکڑے نہ جاؤ۔"

"آپ فکر نہ کریں... ایسا نہ ہوگا۔"

اس کے بعد سکرین تاریک ہو گئی... روشن ہوئی تو سویرے کا نیم تاریک سا وقت نظر آیا... ایک شخص اپنے گھر سے نکلا آیا... وہ کہہ رہا تھا...

"لوگو! اٹھو... نماز کا وقت ہو گیا ہے..."

ایسے میں تاریکی میں سے ایک آدمی دبے پاؤں نکلا اور کی طرف بڑھتا نظر آیا... اس کے ہاتھ میں خنجر تھا' پھر فضا میں ایک

بلند ہوئی... ساتھ ہی دوسری چیخ بلند ہوئی... اور سکرین تاریک ہو گئی۔ روشن ہوئی تو پھر عبداللہ ابن سبا نظر آیا... ایک آدمی اندر داخل ہوا:

"ہاں! کیا خبر ہے۔"

"ابن ملجم کامیاب رہا' اس نے علیؓ کو قتل کر دیا' امیر معاویہؓ پر وار اوچھا پڑا' وہ بچ گئے... عمرو بن سعد بیمار تھے' گھر سے آئے ہی نہیں' ان کی جگہ خاجہ بن ابی قتل ہوئے' وہ نماز پڑھانے کے لیے آگے آئے تھے۔"

"خیر! یہ بھی برا نہیں ہوا... اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان کسے خلیفہ بناتے ہیں اور امیر معاویہؓ کیا کرتے ہیں' ہمیں تو بس انہیں آپس میں لڑانا ہے... آج کیا تاریخ ہے بھلا۔"

"21 رمضان 41 ہجری۔"

"خوب! اب دیکھتے ہیں... مسلمان... کسے... ارے اوہ... میرے دل میں درد اٹھا ہے... بہت شدید... ذرا دوڑ کر حکیم صاحب کو بلا کر لے آؤ..."

ساتھ ہی وہ زمین پر گرتا نظر آیا...

"سنو! میں مر رہا ہوں... تم لوگ مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے رہنا... میرے طریقوں پر عمل کرتے رہنا... اور ہاں! علیؓ کو خدا کہنا شروع کر دو... جیسا کہ میں ان کی زندگی میں کہتا رہا ہوں... اللہ

www.allurdu.com

علیؑ کے روپ میں زمین پر آ گیا ہے... علی خود اللہ ہیں... یا علیؑ میں
اللہ حلول کر گیا ہے... اس طرح کی باتیں میں نے پھیلانا شروع کر دی
تھیں... لیکن پھر اس قسم کے خیالات کہ کچھ لوگوں کو علیؑ نے زندہ جلا
دیا تو میں اس کام سے رک گیا تھا... لیکن اب جب کہ علیؑ اس دنیا سے
رخصت ہو گئے ہیں... تم یہ کام آسانی سے کر سکو گے... ان کی موت
کے بعد کوئی تمہیں زندہ نہیں جلائے گا... جوں جوں یہ عقیدہ پھیلے گا...
مسلمانوں کی مسلمانی ختم ہوتی جائے گی... وہ شرک میں مبتلا ہوتے چلے
جائیں گے... جس طرح عیسائی لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیٹا
لیا... اور شرک میں مبتلا ہو گئے... اسی طرح مسلمانوں کو شرک میں مبتلا
کر دو... جب مسلمان شرک میں مبتلا ہو جائیں گے تو پھر یہودیوں
ان سے کوئی خطرہ نہیں رہ جائے گا... یہودیوں کو ان سے خطرہ اس
وقت تک ہے... جب تک کہ وہ پکے مسلمان ہیں... ان کا پکا پن ختم کر
دو... وہ بے کار ہو جائیں گے... اور کبھی کسی کو یہ نہ بتانا کہ میں مر
ہوں... یا میں کن حالات میں مرا ہوں... مجھے تم زندہ رہنے دو... ا
کی یہی صورت ہے کہ میرا کام جاری رکھو... میرے کام کو آگے
بڑھاتے رہنا... میں خیال کرتا ہوں... اب مسلمان علیؑ کے بڑے بیٹے
حسنؓ کو خلیفہ بنائیں گے... لیکن امیر معاویہؓ انہیں بھی خلیفہ نہیں مانیں
گے... لہٰذا تم ان دونوں میں لڑائی کرانے کی پوری کوشش کرنا...
اپنے بعد سردار سلیمان بن حرد کو بنا رہا ہوں... وہ میری چالوں کو خو

سمجھتا ہے... میرے کام کو جاری رکھ سکے گا... لہٰذا تم سب اس کے
احکامات ماننا... اسے خبر کر دو... میں دنیا سے رخصت ہو گیا ہوں...
اب وہ یہاں آ کر میری جگہ سنبھالے... اور... اور..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی... سکرین
تاریک ہو گئی...

چند لمحے تک وہ ساکت بیٹھے رہے... ادھر دوسری فلم بھی نہیں
لگائی گئی تھی... پھر پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"سازش کا بانی تو مر گیا... اب کیا رہ گیا۔"

"اصل سازشیں ہی اب شروع ہوں گی... بس حضرت
امیر معاویہؓ کا زمانہ پر سکون گزرے گا... لیکن نہیں... اس سے پہلے
یہ دیکھیں گے... حضرت حسنؓ کیا کرتے ہیں... ہم جانتے ہیں...
حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے اتفاق رائے سے حضرت
حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا تھا... لیکن انہوں نے خلافت حضرت
امیر معاویہؓ کو سونپ دی تھی... کیونکہ انہیں مسلمانوں کی بھلائی اسی
میں نظر آئی تھی... پھر حضرت حسنؓ کو کس نے زہر دے دیا تھا... آج
تک یہ پتا نہ چل سکا کہ انہیں زہر کس نے دیا تھا... خود حضرت حسنؓ نے
یہ الفاظ کہے تھے... جس پر مجھے شبہ ہے' میں اس کا نام لینا نہیں چاہتا'
اللہ بڑا انتقام لینے والے ہیں... یعنی میرا بدلہ اللہ تعالیٰ لیں گے...
ویسے وہ تقریباً چھ ماہ تک خلیفہ رہے... اپنے آس پاس کے لوگوں کی

www.allurdu.com

غلط حرکات دیکھ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ حکومت امیر معاویہؓ کے
حوالے کر دی جائے... ان کے بعد امیر معاویہ تقریباً 19 سال تک خلیفہ
رہے... ان کا دور اسلام کے حق میں بہت بہترین دور تھا... آخر ا
کی بھی وفات ہو گئی... اور اس کے بعد اصل سازشیں ہوئیں...
خیال ہے... ہم سکرین پر دیکھتے ہیں... یہ سازشیں کس رخ سے
گی... دنیا کی سب سے بڑی سازش۔"
انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے... اسی وقت
سکرین روشن ہو گئی۔

☆...☆...☆

حیرت زدہ آواز

ایک گھر سکرین پر نظر آیا' پھر اس کے ایک کمرے میں کچھ
لوگ بیٹھے نظر آئے:

"امیر معاویہ مر گئے' ان کا بیٹا یزید خلیفہ بن گیا... ہمیں اپنے
مرحوم سردار عبداللہ ابن سبا کی وصیت کے مطابق مسلمانوں کو آپس میں
لڑانا ہے... امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو مرتے وقت وصیت کی تھی کہ دو
ہستیوں کے تمہارے مقابلے پر آنے کے امکانات ہیں' ایک عبداللہ بن
زبیرؓ دوسرے حسین بن علیؓ... میں سمجھتا ہوں' امیر معاویہ بہت دور تک
دیکھ لیتے تھے' کیونکہ جونہی امیر معاویہ فوت ہوئے اور یزید خلیفہ بنا'
عبداللہ ابن زبیر اور حسین ابن علیؓ مدینے چھوڑ کر کے چلے گئے ہیں'
عبداللہ ابن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بھی اگرچہ یزید کی بیعت
نہیں کی' لیکن انہوں نے یہ کہ کر علیحدگی اختیار کر لی ہے کہ انہیں یزید کی
حکومت پر کوئی اعتراض نہیں ہے... جب باقی لوگ بیعت کر لیں گے تو
وہ بھی کر لیں گے... اب رہ گئے عبداللہ بن زبیر اور حسین بن علیؓ سننے
میں آیا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مکے کی حکومت سنبھال لی ہے...

www.allurdu.com

لیکن حسین بن علیؓ نے ان سے بیعت نہیں کی... گویا نہ تو انہوں نے
یزید کو خلیفہ مانا ہے' نہ عبداللہ ابن زبیر کو... اس لیے اب ہمارے لیے
کام کرنے کا وقت آ گیا ہے... ہم امیر معاویہ کے دور میں کچھ بھی نہیں
سکے... اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے انتظامات بہت سخت تھے... ہر
طرف ان کی نظریں تھیں' لیکن اب حالات ہمارے حق میں ہیں... اگر
لوگ یزید کو پسند نہیں کرتے... حسین بن علیؓ کے والد کی جنگ امیر
معاویہؓ سے ہوئی تھی... اب ہم انہیں یزید کے مقابلے پر لائیں گے...
جب وہ یزید کو مقابلے پر آئیں گے تو ایک بار پھر مسلمان آپس میں
لڑیں گے... اور ہم فائدہ ہی فائدہ اٹھائیں گے... لہٰذا اے میرے
ساتھیو... تم حسین بن علیؓ کو خطوط لکھو... کہ یہاں کوفے میں لوگ
یزید کے خلاف ہیں' دوسرے صوبوں میں بھی یہی حال ہے... سب
لوگ آپ کو پسند کرتے ہیں... اگر آپ یہاں آ جائیں تو ہم یزید کو
تخت سے اتار دیں گے اور آپ کو خلیفہ بنا لیں گے' اصل خلافت کے حق
دار آپ ہیں' نہ کہ یزید... اور لکھو کہ یہاں آپ کے طرف دار
ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو آپ پر جانیں نثار کرنے کا جذبہ رکھتے
ہیں... یزید فاسق اور فاجر ہے... ہر وقت شراب پیتا رہتا ہے... اور
بھی برے کام کرنے کا عادی ہے... ہم آپ کا بے چینی سے انتظار کر
رہے ہیں... ہمیں امید ہے... آپ ضرور آئیں گے اور اپنے نانا کی
امت کو تباہی سے بچائیں گے... یزید اگر اقتدار میں رہا تو یہ امت

گناہوں میں ڈوب جائے گی... اسے گناہوں سے بچانے کے لیے
اس ظالم' فاسق اور فاجر کی حکومت سے بچانے کے لیے آپ کو آنا ہو
گا... اس طرح کے خطوط تم سب لکھو اور بار بار لکھو... بار بار ان تک
بھجواؤ... تازہ دم گھوڑوں سے یہ کام لیا جائے تاکہ وہ آنے کے لیے
بے چین ہو جائیں... میں دیکھ رہا ہوں... یہاں شعث بن ربعی موجود
ہے... حجار بن الجبر موجود' یزید بن حارث موجود' قیس بن اشعث
موجود ہے... اور بہت سے لوگ یہاں موجود ہیں... تم سب کا کام
اب بس یہی ہے کہ انہیں برابر خطوط لکھتے رہو... اور مجھے خبریں
پہنچاتے رہو... آج سے میں تمہارا سردار ہوں... تم جانتے ہو...
میرا نام سلیمان بن حرد ہے۔"

"ہاں! ہم آپ کو جانتے ہیں... ہم اپنا کام کرنا بھی جانتے
ہیں... ہم ایسے خط لکھیں گے کہ حسین بن علیؓ خود اس طرف روانہ ہو
جائیں گے... ادھر یزید کو جب ان کے آنے کی خبر ملے گی تو وہ ان کے
مقابلے پر فوج بھیجے گا... اس طرح دونوں کا ٹکراؤ ہو گا... مسلمان ایک
بار پھر آپس میں لڑیں گے... یہی ہمارا منصوبہ ہے..."

"بالکل ٹھیک... شاباش... مجھے ساتھ ساتھ اطلاعات دیتے
رہنا۔"

"بہت بہتر۔"

پھر سکرین پر تیز رفتار گھوڑے ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر

www.allurdu.com

دوڑتے نظر آئے... وہ خطوط لا رہے لے جا رہے تھے، خطوط پڑھے جا
رہے تھے اور ان کے جوابات لکھے جا رہے تھے... آخر ایک چھوٹا سا
لشکر روانہ ہوتا نظر آیا... پھر اس کمرے میں وہ لوگ جمع نظر آئے...
ایک نے کہا۔

"وہ چل پڑے ہیں... لیکن ہمارا خیال غلط ثابت ہو گیا...
ان کے ساتھ صرف ان کے گھر کے افراد ہیں... باقی لوگوں نے انہیں
اس سفر سے منع کیا تھا... اور جب وہ نہ مانے، تب انہوں نے ساتھ
چلنے سے بھی انکار کر دیا۔"

"انہوں نے ایسا کیوں کیا... کیا کہا انہوں نے۔"

"انہوں نے حضرت امام حسینؓ سے کہا ہے کہ لوگوں نے
آپؓ کے والد کو دھوکے پر دھوکے دیے ہیں... پھر آپ کے بھائی حسنؓ
کو بھی دھوکا دیا... یہ آپ کو ضرور دھوکا دیں گے... لیکن حضرت امام
حسینؓ نے ان کی کوئی بات نہ مانی... اور کہا آپ لوگ میرا ساتھ نہیں
دیجئے، نہ دیں... میں ضرور جاؤں گا... اس پر انہوں نے ایک اور
مشورہ دیا کہ پہلے کسی کو کوفے بھیج کر حالات معلوم کرا لیں... انہوں
نے یہ مشورہ مان لیا ہے..."

"تب پھر... انہوں نے کسے بھیجا ہے۔"

"اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو۔"

"اوہ اچھا... خیر... جب وہ کوفے آئیں تو ان کے ساتھ

بہت اچھا سلوک کرنا چاہیے... سب لوگ ان سے دھڑا دھڑ بیعت
کرنے لگیں گے... وہ یہ حالات دیکھ کر حضرت امام حسینؓ کو لکھ دیں
گے کہ یہاں حالات ان کے موافق ہیں... لہٰذا وہ یہاں آ جائیں...
اس طرح ہو سکتا ہے اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ شامل ہو
جائیں... یہاں زیادہ سے زیادہ لوگ ان کے ساتھ آئیں گے، تبھی
کچھ فائدہ ہو گا... ادھر سے یزید اپنا بڑا لشکر لے کر نکلے گا تو صفین کی
لڑائی کی یاد تازہ ہو جائے گی... جب علیؓ اور امیر معاویہؓ آپس میں
ٹکرائے تھے... اور 70 ہزار کے قریب مسلمان دونوں طرف کے
مارے گئے تھے... ایسا کوئی معرکہ ہو تو بات بنے۔"

"ٹھیک ہے... ہم مسلم بن عقیل کے ساتھ بہت اچھا سلوک
کریں گے۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"اس سے یہ ہو گا کہ وہ حسین بن علیؓ کو فوراً پیغام بھیجیں گے...
فوراً یہاں آ جائیے، سب لوگ آپ کو خلیفہ بنانے پر تیار ہیں۔"

"پھر اس سے کیا ہو گا..."

"اس سے یہ ہو گا کہ وہ یہاں آئیں گے... یزید انہیں یہاں
آنے سے روکنے کے لیے فوج بھیجے گا... ادھر بھی مسلمان ہوں گے اور
ادھر بھی..."

"لیکن... سننے میں تو صرف یہ آیا ہے کہ حسین بن علیؓ صرف

www.allurdu.com

اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ آ رہے ہیں' ان کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے۔"

"ہاں! یہی اطلاعات ہیں... دوسرے تمام صحابہؓ اور ان کی اولاد نے حسین بن علیؓ کا ساتھ نہیں دیا' وہ ان کے ساتھ نہیں... بلکہ ان سب نے انہیں روکنے کی پرزور کوشش کی ہے' لیکن یہ اور بات ہے کہ ہمارے خطوط کی وجہ سے وہ رکے نہیں' انہوں نے کسی کی بات نہیں مانی... اس لیے صرف ان کے گھر کے لوگ آ رہے ہیں... اس طرح ہم نے جو سوچا تھا... وہ نہیں ہوگا... لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے... آنے دو... ہمارا کیا جاتا ہے... ٹکرائیں گے تو پھر بھی مسلمان ہی۔"

"جی ہاں! یہ تو ہے..."

سکرین ایک لمحے کے لیے تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی... ایک گھوڑے سوار شہر میں داخل ہوتا نظر آیا... لوگ اس کی طرف دوڑتے نظر آئے... بے شمار لوگوں نے اسے روک لیا اور پوچھنے لگے۔

"کیا آپ مسلم بن عقیل ہیں... حضرت حسین ابن علیؓ کے چچازاد بھائی۔"

"ہاں! میں مسلم بن عقیل ہوں... حضرت حسین بن علیؓ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے... تاکہ میں دیکھوں جو تم نے لکھا ہے... وہ سچ ہے یا نہیں۔"

"دیکھ لیجئے... پورا کوفہ ان سے بیعت ہونے کے لیے تیار ہے... ہم ان کی طرف سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں... تاکہ آپ کا اطمینان ہو جائے... آئیے ہم کوفہ جا کر سب بڑی مسجد میں چلتے ہیں... یہ کام وہیں کر لیں گے۔"

"اور کوفے کے گورنر... کیا وہ آڑے نہیں آئیں گے' رکاوٹ نہیں بنیں گے۔"

"وہ بہت نرم مزاج آدمی ہیں... نعمان بن بشیرؓ... وہ آئیں گے ضرور... لیکن پورے شہر کو دیکھ کر کچھ نہیں کریں گے... کچھ نہیں کہیں گے... آپ چلیے۔"

پھر لوگوں کا اژدھام ایک بہت بڑی مسجد میں نظر آیا... لوگ جوق در جوق ادھر آنے والے کے ہاتھ پر بیعت کرتے نظر آئے... ایسے میں گھر پھر کی آوازیں ابھریں... کوفے کے گورنر مسلم دستے کے ساتھ مسجد کی طرف آ رہے ہیں۔"

"پرواہ نہ کرو... اپنا کام کرو... جب ہم یزید کو خلیفہ نہیں مانتے تو انہیں کیوں گورنر مانیں۔"

ایسے میں مسلم دستہ مسجد کے دروازے پر پہنچ گیا... ایک بوڑھے شخص کی آواز ابھری:

"لوگو! یہ تم کیا کر رہے ہو... مسلمانوں نے امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے' انہیں اپنا خلیفہ مان لیا ہے' ان حالات میں تمہارا

www.allurdu.com

ایسا کرنا ٹھیک نہیں... یہ خلیفہ کے خلاف کھلی بغاوت ہے اور امیر یزید
اس بات کو ہرگز پسند نہیں کریں گے... وہ پھر تم لوگوں پر سختی کریں
گے..."

"ہمیں کوئی پروا نہیں۔" مجمع چلایا۔

"دیکھو... میں تم سے یہ کہتا ہوں... شورش برپا نہ کرو...
بہت مشکل سے مسلمان ایک ہوئے ہیں... حسن بن علیؓ کی مثال سامنے
رکھو... انہوں نے مسلمانوں کو ایک جمع کر دیا تھا... امیر معاویہؓ کے
ہاتھ پر بیعت کر لی تھی... پوری امت مسلمہ کا خلیفہ انہیں مان لیا تھا...
اب وہ یزید کو خلیفہ بنا گئے ہیں... امیر یزید جیسے بھی ہیں... مسلمان
ایک جگہ جمع تو ہیں' آپس میں لڑ مر تو نہیں رہے... اس لیے تم لوگ ایسا
نہ کرو... اور انہیں واپس بھیج دو... یہ واپس جا کر حضرت حسینؓ کو
سمجھائیں... وہ شام کا رخ نہ کریں۔"

"نہیں! یہ نہیں ہوگا..." مجمع پھر چلایا۔

آخر آنے والے واپس لوٹ گئے۔

"آپ نے دیکھا... یہ لوگ ہم سے ڈر کر واپس چلے گئے...
اس لیے کہ سب آپ کے ساتھ ہیں... اسی طرح مصر اور بصرہ کے
لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں... بس آپ انہیں پیغام لکھ کر بھیج دیں کہ
وہ جس قدر جلد ہو سکے... آ جائیں۔"

"ٹھیک ہے... میں انہیں لکھ دیتا ہوں... یہاں آتے ہی

ہزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے... ہمارے حالات
ہمارے بالکل موافق ہیں... لہٰذا آپ آ جائیں..."

سکرین تاریک ہوئی پھر روشن ہوئی... ایک تخت پر شاہانہ
انداز سے ایک شخص بیٹھا نظر آیا... کسی نے بلند آواز میں کہا۔

"کوفے سے پیغام آیا ہے..."

"بھیج دو..." اس نے کہا۔

ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور ادب سے بولا۔

"اے امیر! حسین بن علیؓ کے چچازاد بھائی کوفے پہنچ چکے
ہیں اور ہزارہا لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔"

"اوہ اچھا... میں ان لوگوں کا بندوبست کرتا ہوں...
سرجون کو بلاؤ۔"

فوراً ہی ایک غلام اندر آیا:

"کیا حکم ہے سرکار۔" اس نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے... حسین بن علیؓ کے چچازاد بھائی مسلم
بن عقیل کوفے پہنچ گئے ہیں' وہاں کے ہزارہا بے وقوفوں نے ان کی
بیعت کر لی ہے... اب ظاہر ہے وہ حسین بن علیؓ کو لکھیں گے کہ وہ
آ جائیں... اس طرح ایک بار پھر ہنگامہ ہوگا... اسی قسم کا ہنگامہ جیسا
علیؓ کے زمانہ میں ہو چکا ہے... لہٰذا تم بتاؤ... میں ان حالات میں کیا
کروں۔"

www.allurdu.com

"آپ میرا مشورہ مانیں گے... جو میں کہوں گا... کریں گے۔"

"تمہارے ہی مشورے پر تو عمل کرتا ہوں۔" امیر نے کہا۔

"تو پھر سنئے اے امیر یزید! نعمان بن بشیر سے وہاں کے حالات قابو میں نہیں آئیں گے... بصرے کا حاکم عبید اللہ بن زیاد ہے... وہ اس کام کے لیے بہت مناسب رہے گا... میں اس کے مزاج کو جانتا ہوں... بہت سخت ہے... وہاں پہنچتے ہی حالات قابو میں لے لے گا۔"

"اچھی بات ہے... تمہارے مشورے کو مانتا ہوں... عبید اللہ بن زیاد کو حکم لکھتا ہوں کہ میں نے بصرے کے ساتھ اسے کوفے کا بھی حاکم مقرر کیا ہے... وہاں جائے اور مسلم بن عقیل کو گرفتار کر لے... پھر جو حالات ہوں گے... دیکھا جائے گا... امید ہے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کی خبر سن کر حسین بن علیؓ وہیں رک جائیں گے۔"

"یہ بعد کی بات ہے... فوری طور پر آپ یہ کام کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہوئی... اور چند گھوڑے منہ چھپائے ایک شہر میں داخل ہوتے نظر آئے... وہ فوراً کوفے

والی نعمان بن بشیر کے پاس پہنچے...

"نعمان بن بشیرؓ! میں عبید اللہ بن زیاد ہوں... امیر یزید نے مجھے کوفے کا حاکم مقرر کیا ہے... آپ امیر یزید کے پاس چلے جائیں..."

"میں خود یہاں نہیں رہنا چاہتا... ان حالات میں کون اپنی گردن پھنسائے۔" وہ بولے۔

"ٹھیک ہے... اب میں ان لوگوں کو سیدھا کرتا ہوں... آؤ بھی۔"

ان الفاظ کے ساتھ گھوڑے دوڑتے نظر آئے... اور پھر وہ اس مسجد کے باہر آ کر رکے... وہ گھوڑوں سے اتر گئے اور مسجد میں داخل ہو گئے... پھر مسجد سے اعلان کیا گیا۔

"امیر یزید نے کوفے کے حاکم نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا ہے... اور مجھے عبید اللہ بن زیاد کو یہاں کا والی مقرر کیا ہے... یعنی بصرے کے ساتھ میں اب یہاں کا بھی حاکم ہوں... کوفے کے لوگوں سے بہت ضروری پیغام سنانا ہے... فوراً سب لوگ مسجد میں آ جائیں... اور جو مسجد میں نہ سما سکیں وہ مسجد کے گرد جمع ہو جائیں۔"

یہ اعلان بار بار دہرایا جانے لگا... لوگ دوڑ دوڑ کر آتے نظر آئے... اس طرح مسجد جلد ہی بھر گئی... پھر لوگ مسجد کے باہر نظر آئے... اس وقت عبید اللہ بن زیاد کی آواز گونجی:

www.allurdu.com

"امیر یزید نے مجھے یہاں کا حاکم مقرر فرمایا ہے... میں نے
سنا ہے حسین بن علیؓ کے بھائی مسلم بن عقیل یہاں آئے ہوئے ہیں...
اور تم لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہو... یاد رکھو... یہ امیر یزید
کے خلاف کھلی بغاوت ہے... وہ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اور ایسی کوئی
بات ہرگز برداشت نہیں کر سکتے... لہٰذا میں تم لوگوں پر واضح کرنا
چاہتا ہوں... مسلم بن عقیل کو فوراً میرے حوالے کر دو... جو شخص انہیں
پناہ دے گا... یا جس کے گھر رہنے کی مجھے اطلاع ملے گی کہ اس نے
مسلم بن عقیل کو پناہ دی ہے... میں ساتھ میں اسے بھی قتل کر دوں گا...
میں یہاں سے سیدھا قصر امارت جا رہا ہوں... مسلم بن عقیل کو وہاں
پہنچا دیا جائے... یہ میرا حکم ہے... ورنہ برے انجام کے لیے تیار ہو
جاؤ۔"

اس اعلان نے سنسنی طاری کر دی... لوگ جاتے نظر آئے...
عبداللہ مسجد سے نکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا... اس کے
ساتھ آنے والے بھی ننگی تلواریں لہراتے روانہ ہوئے...

پھر وہ قصر امارت میں داخل ہوتے نظر آئے... وہاں
بڑی تعداد میں موجود تھے... عبداللہ نے فوراً کہا۔

"جاؤ... جا کر مسلم بن عقیل کا پتا چلاؤ... وہ کس کے گھر
ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

دستہ فوراً روانہ ہو گیا... پھر وہ واپس آتا نظر آیا...

ابن زیاد کے سامنے پہنچا تو وہ بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا... فوراً مڑا
اور بولا:

"کیا خبر ہے..."

"خبر یہ ہے امیر... کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر
میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور بے شمار لوگ ان کے گرد جمع ہیں... ان
حالات میں تو وہاں سے انہیں گرفتار کرنا آسان کام نہیں ہوگا۔"

"ہانی بن عروہ کو پیغام دو... امیر عبداللہ بن زیاد نے اسے
بلایا ہے..." ابن زیاد نے اپنے سپاہیوں سے کہا۔

وہ اسی وقت گھوڑوں پر روانہ ہوئے... جلد ہی ایک ادھیڑ عمر
آدمی کو لیے وہاں پہنچے۔

"ہانی بن عروہ حاضر ہے۔"

"ہانی بن عروہ... مسلم بن عقیل کہاں ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

عبداللہ بن زیاد نے اپنے غلام کو اس کے سامنے کر دیا اور
بولا۔

"اسے پہچانتے ہو... اس نے تمہارے گھر میں مسلم کو دیکھا
ہے۔"

یہ کہہ کر ابن زیاد نے اس کے سر پر ایک ضرب لگائی... پھر
بولا۔

www.allurdu.com

''اسے قید میں ڈال دو... اور رات کے وقت جا کر مسلم بن عقیل کو اس کے گھر سے پکڑ لانا۔''

سکرین تاریک ہو کر پھر روشن ہو گئی...

ایک شخص دوڑتا ہوا ہانی بن عروہ کے گھر میں داخل ہوا اور بلند آواز میں بولا۔

''ہانی کو ابن زیاد نے قید کر لیا ہے۔''

اندر مسلم موجود تھے... انہوں نے تلوار ہاتھ میں لے لی اور بلند آواز میں بولے:

''آؤ میرے ساتھ ہم ہانی کو آزاد کرائیں گے۔''

مسلم کے ساتھ ہزاروں آدمی قصر امارت کی طرف بڑھتے چلے آئے... قصر امارت کی چھت پر سے کسی نے کہا:

''امیر نے ہانی کو صرف بات چیت کے لیے روک لیا ہے۔ وہ خیریت سے ہیں... انہیں کوئی خطرہ نہیں' آپ سب لوگ لوٹ جائیں...''

''لوگو! یہ بات درست نہیں ہے... ہم ہانی کو ساتھ لے کر جائیں گے۔''مسلم بن عقیل نے کہا۔

اب محل کی چھت پر سے بہت سے لوگوں نے بار بار کہنا شروع کیا... ہانی خیریت سے ہے... سب لوگ یہاں سے لوٹ جائیں ورنہ امیر سختی سے پیش آئیں گے۔''

وہ لوگ یہ کہتے ہوئے واپس جانے لگے کہ لوگو... جب ہانی خیریت سے ہے تو ہم کیوں ہنگامہ کریں... آؤ چلیں... آؤ چلیں۔''

مسلم بن عقیل انہیں روکتے رہ گئے... لیکن وہ سب لوٹ گئے... مسلم وہاں جب اکیلے رہ گئے تو مایوس ہو کر واپس پلٹے... راستے میں ایک عورت سے پانی مانگا... پھر اس عورت کے گھر میں انہوں نے پناہ لی... اس عورت کا لڑکا اندر داخل ہوتا نظر آیا' اس نے مسلم کو دیکھ لیا... وہ فوراً باہر نکلا اور ایک شخص کے پاس گیا اور رازدارانہ انداز میں بولا۔

''اے محمد بن اشعث... مسلم ہمارے گھر میں چھپا ہوا ہے۔''

محمد بن اشعث قصر امارت کی طرف روانہ ہوا اور عبید اللہ بن زیاد سے بولا۔

''اے امیر! مسلم ہمارے گھر میں چھپا ہوا ہے۔''

''واہ! بہت خوب! کام بن گیا... اس نوجوان کے ساتھ جاؤ اور مسلم کو پکڑ کر لے آؤ' اگر وہ مقابلہ کرنے کی کوشش کریں تو گھیر کر پکڑ لینا۔''

''بہت اچھا۔''

اب ایک دستہ اس نوجوان محمد بن اشعث کے ساتھ روانہ ہوا... اور اس کے گھر پہنچا... مسلم بن عقیل باہر نکلے... سواروں کو دیکھ کر انہوں نے تلوار نکال لی...

www.allurdu.com

"تمہارے لیے امان ہے... تمہاری جان کو کوئی خطرہ نہیں... امیر عبیداللہ صرف تم سے بات چیت کرنا چاہتا ہے۔"

مسلم نے تلوار میان میں رکھ لی... اب یہ لوگ انہیں محل کی طرف لے چلے... پھر وہ محل میں داخل ہوتے نظر آئے... عبیداللہ بن زیاد کے سامنے انہیں پیش کیا گیا... اس نے کہا۔

"انہیں محل کی چھت پر لے جا کر قتل کر کے لاش نیچے پھینک دو... تاکہ لوگ دیکھ لیں..."

اس وقت تک محل کے نیچے بے شمار لوگ جمع ہو چکے تھے اور شور مچا رہے تھے... ہانی کو چھوڑ دو... مسلم کو چھوڑ دو... نہیں تو ہم محل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔"

ایسے میں دو لاشیں اوپر سے نیچے دھڑام دھڑام گریں... لوگ ان لاشوں کو دیکھ کر اس طرح بھاگے جیسے انہوں نے موت کو دیکھ لیا ہو... آن کی آن میں وہاں کوئی بھی نہ رہا۔

سکرین تاریک ہو گئی... جلد ہی پھر روشن ہو گئی... ایک گھوڑے سوار سرپٹ دوڑتا نظر آیا... پھر وہ حضرت حسین بن علیؓ کے قافلے کے پاس پہنچ کر رکا اور بولا:

"اے حسین بن علیؓ... جلدی نہ کریں... آپ اس طرف نہ جائیں... مسلم بن عقیل... آپ کے بھائی کو عبیداللہ ابن زیاد نے قتل کر دیا ہے..."

"اناللہ وانا الیہ راجعون۔" ان کے منہ سے نکلا... پھر وہ بولے۔

"کیا ہمیں واپس لوٹ جانا چاہیے۔"

"نہیں... اب ہم اپنے والد کا انتقام لیں گے... ہم نہیں رکیں گے۔" مسلم بن عقیل کے بیٹے بول اٹھے۔

"تم نے سنا اے پیغام بر... انہوں نے کیا کہا ہے... اب ہم نہیں رک سکتے... ہمیں جانا ہوگا۔"

"لیکن مسلم بن عقیل کا آپ کے نام پیغام یہ ہے کہ آپ اس طرف نہ آئیں... یہ لوگ آپ کا ساتھ نہیں دیں گے... یعنی جن لوگوں نے آپ کو خطوط لکھ کر بلوایا ہے... ساتھ نہیں دیں گے۔"

"کچھ بھی ہو... اب جانا ہوگا۔"

پھر وہ قافلہ روانہ ہوتا نظر آیا اور آخر ایک میدان میں آ کر رکا... اس کے ایک طرف دریا نظر آیا، دوسری طرف سے قریباً ایک ہزار سواروں کا لشکر آتا نظر آیا... یہ لشکر ان سے کچھ فاصلے پر آ کر رکا... پھر قریباً چار پانچ ہزار سواروں کا لشکر آتا نظر آیا... اب دونوں طرف کے لشکر اپنی اپنی صفیں بنانے لگے... ایک طرف پانچ چھ ہزار کا لشکر تھا، دوسری طرف صرف 170 افراد... جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں... پھر ان 72 کے لشکر میں سے ایک گھوڑے سوار میدان میں آگے بڑھا... اس نے بلند آواز میں کہا۔

www.allurdu.com

''لوگو! ذرا ٹھہرو! جلدی نہ کرو... مجھے اپنی بات کہہ لینے دو... دیکھو میں حسین بن علیؓ ہوں... تمہارے نبی کا نواسہ... تم میرے خون کے پیاسے ہو! جب کہ میں خود نہیں آیا... مجھے بلایا گیا ہے... یہ دیکھو میرے پاس خطوط سے بھرا تھیلا موجود ہے... اس میں وہ خطوط ہیں جو مجھے لکھے گئے' کیا تم لوگ اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ تم نے ہی یہ خط لکھے تھے' اگر نہیں تو پھر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو... میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں... پہلی یہ کہ جس طرف سے آیا ہوں اسی طرف سے واپس چلا جاؤں... دوسری یہ کہ تم مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو... میں وہاں اسلامی لشکر میں شامل ہو کر جہاد کروں گا... یا تم مجھے یزید کے پاس جانے دو... میں اپنا معاملہ اس سے خود طے کر لوں گا۔'' یہاں تک کہہ کر سوار خاموش ہو گیا۔

''ہم نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھے... آپ کے لیے صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں... اسی صورت میں آپ کو زندہ چھوڑا جا سکتا ہے۔''

''میں یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا... ہاں اس سے بات چیت کے لیے جا سکتا ہوں... تم کہتے ہو... تم نے مجھے کوئی خط نہیں لکھے... سنو! اے شبث بن ربعی' اے حجار بن الجبر، اے یزید بن حارث، اے قیس بن اشعث، اے عمرو بن حجاج زبیدی... کیا تم نے مجھے خط نہیں لکھے۔''

''نہیں! ہم نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھے، یہ غلط ہے۔'' دوسری طرف سے کئی آوازیں ابھریں۔

''لیکن میرے پاس یہ خطوط کا تھیلا موجود ہے... اس میں تم سب لوگوں کے خطوط ہیں۔''

''دیر کیوں کر رہے ہیں... ان پر حملہ کیوں نہیں کرتے۔'' کسی نے چیخ کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی... اس طرف سے بھی تیر اندازی شروع کر دی گئی... لیکن یہ بے چارے تھے ہی کتنے' اس طرف سے ہزارہا تیر آ رہے تھے... جب کہ اس طرف سے 50 تیر ایک وقت میں نہیں جا رہے تھے... ایک بڑا دستہ تلواریں لیے ان پر ٹوٹ پڑا... اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں 50 کے قریب لاشیں بکھری نظر آئیں...

ان کا مال لوٹ لیا جائے۔'' کسی نے چیخ کر کہا۔

پھر وہاں لوٹ مار شروع ہو گئی... سب لوگ لوٹ مار کر رہے تھے لیکن ان میں سے چند ایسے بھی تھے جو کسی خاص چیز کو تلاش کر رہے تھے... آخر انہوں نے اس چیز کو تلاش کر لیا... یہ خطوط کا وہ تھیلا تھا... وہ اس تھیلے کو دوسروں کی نظروں سے بچا کر ایک طرف لے جاتے نظر آئے... یہاں تک کہ وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے... انہوں نے اس تھیلے کا منہ کھولا اور خطوط دریا میں الٹ دیے... خطوط پانی پر گرتے اور

www.allurdu.com

آگے جاتے نظر آئے... یہاں تک کہ تھیلا خالی ہو گیا... ساتھ ہی ان لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں... ایک نے کہا۔

''اب کوئی یہ بات ثابت نہیں کر سکے گا کہ حسین بن علیؓ کو ہم نے خطوط لکھ کر بلایا تھا... اس لیے ہم اس لشکر میں شریک ہوئے تھے... یہ جھگڑا ابھی ختم ہوا... اب آگے دیکھتے ہیں... کیا ہوتا ہے... حسین بن علیؓ اور ان کے گھرانے کا قتل کیا تبدیلیاں لاتا ہے۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی... ایسے میں انہوں نے ایک حیرت زدہ آواز سنی۔

☆...☆...☆

خبردار

''اف مالک! یہ کس قدر حیرت کی بات ہے... جن لوگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خود خطوط لکھ کر بلایا... وہ اس فوج میں موجود تھے جو انہیں گھیرنے کے لیے آئی تھی۔''

''جی ہاں! وہ نہ صرف فوج میں شامل تھے بلکہ انہوں نے ہی ان افراد کو قتل کیا یا ان کے قتل کا سامان پیدا کیا... اس کیسٹ سے بھی یہی بات ثابت ہے... اس لیے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر یزید تک پہنچ جاتے تو وہ ان کے خطوط ان کے سامنے کر دیتے اور کہتے... اب بتایئے، میرا کیا قصور ہے... پھر ان سب لوگوں کو غداری کے جرم میں گرفتار کر کے قتل کیا جاتا... اس کا حل انہوں نے یہ سوچا کہ ہم کیوں گرفتار ہوں، ہم کیوں مصیبت میں پھنسیں... انہی کو کیوں نہ قتل کر دیا جائے... چنانچہ انہوں نے صلح کی بات چیت ہر طور پر ناکام بنا دی... جس طرح ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکروں میں دونوں طرف سے تیر چلا کر لڑائی شروع کرائی... اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہؓ کی

www.allurdu.com

فوجوں کے درمیان بھی صلح نہ ہونے دی... اور آخر لڑائی ہو کر رہی...
ان آپس کی لڑائیوں سے اگر کوئی اپنا دامن صاف بچا سکے... وہ تھے
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ... لیکن ہم دیکھتے ہیں... لوگوں نے
حضرت حسنؓ کو کیا کچھ نہیں کہا... برا بھلا کہا یہاں تک کہ شہید تک
کیا... آیئے اس کے بعد والی کیسٹ ذرا دیکھتے ہیں... اب یہ لوگ
ہمیں کیا دکھاتے ہیں... کیونکہ واقعہ کربلا کے بعد کے واقعات تو ہمیں
اچھی طرح معلوم ہیں... اس قافلے کے زندہ بچ جانے والے افراد کو
یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تھا' اس نے انہیں باعزت واپس مدینے
روانہ کر دیا تھا... پھر یزید نے مکے پر چڑھائی کی تھی... کیونکہ وہاں
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت قائم کر لی تھی... اس جنگ
میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے... اس کے بعد
یزید کی موت واقع ہو گئی تھی اور یزید کا بیٹا تخت پر بیٹھا تھا' لیکن بہت کم
مدت کے لیے حکمران رہا... اور مر گیا... پھر ایک شخص مختار ثقفی اٹھا،
اس نے حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کے قاتلوں کو گرفتار کر
کے انجام تک پہنچانے کا نعرہ بلند کیا اور اپنے گرد بہت سے لوگ جمع کر
لیے... اسی طرح آہستہ آہستہ وہ قوت پکڑتا چلا گیا اور عبیداللہ بن زیاد'
شمر بن جیسے لوگ جو میدان کربلا میں قتل حسینؓ میں شریک تھے... ان
سب کو اس نے چن چن کر پکڑوایا اور قتل کرا دیا... لیکن آخر میں خود اس
نے نبوت کا دعویٰ کر ڈالا... پھر خود قتل ہوا... اور یہ سلسلہ جاری رہا...

یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور آیا... یہ سنہری
تھا اور بہت پر امن گزرا ان کے بعد پھر شورشوں کا دور آیا... اکھاڑ
پچھاڑ ہوتی رہی بلکہ امیر کے بعد خلفاء کا دور آیا... ان لوگوں نے بنو
امیہ کے لوگوں کا قتل عام کیا... پھر قریباً علویوں کا دور آیا... اور واقعہ
کربلا کے قریباً دو سو سال بعد معز الدولہ حکمران بنا... یہ ابو یہ دیلمی
خاندان سے تھا... علویوں کی تبلیغ سے یہ خاندان مسلمان ہوا تھا...
علوی وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ کی خلافت میں ان کے ساتھ رہے تھے..
انہوں نے خود کو شیعان علی کا نام دیا تھا' لیکن بنو امیہ کا دور بہت طویل تھا
ان پورے دور میں یہ لوگ نہ ابھر سکے.. پھر عباسی خلفاء کا دور آ گیا،
اس دور میں یہ نہ اٹھ سکے... لیکن آخر عباسی خلفاء کمزور پڑتے چلے
گئے اور آخر ان پر علوی غالب آ گئے... ان علوی لوگوں کی تبلیغ سے بو یہ
خاندان مسلمان ہوا... لیکن خیالات علویوں والے تھے... پھر ایک
وقت آیا... اس خاندان معز والدولہ نے جب حکومت سنبھالی تو ایک نیا
گروہ سامنے آیا... کچھ لوگ نمودار ہوئے... انہوں نے عجیب و
غریب باتیں شروع کر دیں... یہ باتیں بالکل عبداللہ ابن سبا جیسی تھیں'
عبداللہ ابن سبا کہا کرتا تھا، علی میں اللہ تعالیٰ حلول کر گیا ہے... علی خود
خدا ہیں وغیرہ... اس گروہ کے لوگ بھی اسی قسم کی باتیں کرتے سنائی
دیتے... ایک نے اعلان کیا کہ مجھ میں علی کی روح حلول کر گئی ہے...
دوسرے نے دعویٰ کیا کہ مجھ میں فاطمہؓ کی روح حلول کر گئی ہے...

www.allurdu.com

تیسرے نے کہا کہ مجھ میں جبرائیل کی روح ہے... لوگوں نے جب ان کی اوٹ پٹانگ باتوں کو سنا تو مارا پیٹا... معز الدولہ کو پتا چلا تو وہ خود شیعہ ذہن رکھتا تھا... علوی خاندان کے ذریعے اسلام ان تک پہنچا تھا.. اور یہ لوگ شیعہ کو ہی اسلام سمجھتے تھے... چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو بلوایا، ان کے خیالات سنے... اسے ان کے خیالات بہت پسند آئے... اور اعلان کر دیا کہ کوئی انہیں نہ مارے پیٹے... بلکہ سب لوگ ان کی عزت کریں... معز الدولہ کا دارالخلافہ بغداد تھا... لہٰذا وہاں اس قسم کے خیالات پھیلنے لگے... پھر معز الدولہ نے ایک نیا کام شروع کیا اور اس کام کا مشورہ اسے انہی لوگوں نے دیا تھا... جو یہ کہتے تھے کہ ان کے اندر علیؓ، فاطمہؓ اور جبرائیلؑ کی روحیں حلول کر گئی ہیں، اسی نے جامع مسجد کے دروازے پر لکھوا دیا' امیر معاویہؓ پر لعنت اور اللہ کا غضب ہو۔

یہ معز الدولہ نے انہی لوگوں کے کہنے پر لکھوایا... پھر انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ماتمی جلوس نکالا کرے... غم حسین میں دکانیں بند کروایا کرے... لوگ دس محرم کو سیاہ لباس پہنا کریں، عورتیں اپنے بال کھول کر باہر نکل کر اس جلوس میں شرکت کیا کریں، سب لوگ اپنا سینا کوٹا کریں.. بال نوچا کریں... مرثیے پڑھا کریں، اس سے امام حسینؓ کا غم تازہ ہوا کرے گا... 352 ہجری میں اس کا جلوس شروع کیا... ہجری 353 میں بھی یہ جلوس نکالا گیا...

اس سال سنیوں اور شیعوں میں فساد برپا ہوا.. بہت سے لوگ مارے گئے.. اس کے بعد تو شیعے ہر سال یہ جلوس نکالنے لگے... لیکن کسی نے یہ نہ سوچا... وہ کون تھے جنہوں نے یہ کہا تھا... ہم میں حضرت علیؓ کی روح حلول کر گئی ہے... حضرت فاطمہؓ کی روح حلول کر گئی ہے ... ہم میں حضرت جبرائیل کی روح حلول کر گئی ہے... یہ کسی نے نہ سوچا، نہ کسی نے تحقیق کی... بس معز الدولہ نے ان لوگوں کا احترام کیا دوسروں کو احترام کرنے کا حکم دیا... ان لوگوں نے اس پر قبضہ جما لیا... اور اپنے خیالات پر اس سے عمل شروع کروا دیا... یہ تھی ماتم کی ابتدا... صاف ظاہر ہے... یہ لوگ باغی گروہ کے تھے... دو سو سال تک یہ لوگ خاموش رہے، کیونکہ بنو امیہ کے دور میں ان کا بس نہ چل سکا... پھر عباسی دور کے شروع میں بھی یہ کچھ نہ کر سکے... جب وہ کمزور ہو گئے تو انہوں نے پھر میدان میں نکلنے کی کوشش کی... اور اپنے اس روپ میں ظاہر ہوئے جس روپ میں عبداللہ ابن سبا نکلا تھا... مطلب یہ کہ حضرت علیؓ کے رو سے جو لوگ خود کو شیعان علی کہنے لگ گئے تھے... شروع سے ان کے خیالات وہ نہیں تھے جو بعد میں شیعوں کے بن گئے... حضرت علیؓ نے ایسے خیالات رکھنے والوں کو جلوا دیا تھا... وہ سب لوگ جلائے گئے سبائی تھے... لیکن ظاہر ہے... سب کے سب تو جلوائے نہیں جا سکتے تھے... کچھ بچ گئے تھے... ان لوگوں نے ہی دوبارہ یہ خیالات شروع کیے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہنا شروع کر دیا...

www.allurdu.com

پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم کا سہارا لے کر ماتم ایجاد کیا۔
یہاں سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو یہ شوشہ چھوڑنے کی
ضرورت تھی... وہی ضرورت تھی جو عبداللہ ابن سبا کو ضرورت تھی...
کہ مسلمان کبھی ایک نہ ہوں... ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جائیں...
گروہ ہو جائیں... اس کی کوششوں سے حضرت علیؓ کے دور میں مس
تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے... ایک گروہ تو خود حضرت علیؓ
طرف دار بن گیا... یہ شیعانِ علی کہلائے... دوسرا گروہ امیر معاویہ
طرف دار بن گیا... تیسرا گروہ وہ تھا جو ان دونوں گروہوں سے ا
رہا... اس نے ان شورشوں میں حصہ نہیں لیا... پھر حضرت علی کے
میں دو گروہ بنے... ایک گروہ خارجی کہلایا... جو ان کے ساتھ رہا
شیعانِ علی خود کو کہنے لگا... ان میں سبائی لوگ پوری طرح موجود
جو گروہ الگ ہوا کچھ سبائی لوگ ان میں شامل رہے... تاکہ بعد
رہیں... یہی سبائی گروہ حضرت امام حسینؓ کو میدان کربلا تک لے
پھر بنو امیہ کی حکومت طویل ہو گئی... یہ کچھ نہ کر سکا... عباسی دور
یہ کچھ نہ کر سکا... عباسی حکومت کمزور ہوئی تب یہ پھر ابھری...
معز الدولہ کے دماغ پر قابو پا کر اس نے اپنا پروگرام غم حسین کا نا
کر شروع کیا... اس گروہ کی سوچ یہ تھی کہ حضرت امام حسین رضی
عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے نواسے ہیں... ان کی شہادت کا مسلما
بہت اثر ہے... اگر ہم اس اثر کو تیز کر دیں، ہر سال 10 محرم

نکالے جائیں تو ایک فضا قائم ہو جائے گی... غم ہر سال تیز ہو جایا
کرے گا... اس طرح اگر پوری دنیا کے مسلمان اس طرح دس محرم کو یہ
غم منانے لگ جائیں تو اس کے وہ نتائج نکل سکتے ہیں... جو ہم چاہتے
ہیں..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ اس طرح چونکے... جیسے کوئی
خواب دیکھتے رہے ہوں۔

"یہ کیا... ابا جان! ہم اس دوران بالکل یہی محسوس کرتے
رہے ہیں... جیسے ہمارے سامنے ان واقعات کی فلم چل رہی ہو... یہ
کیسٹس والا کام آپ نے کیسے سنبھال لیا۔"

"خود مجھے معلوم نہیں ہوا کہ میں نے تقریر شروع کر دی
ہے۔"

"لیکن یہ تو آپ کے خیالات نہیں... کیا خبر... ان
یہودیوں نے اگلی فلموں میں کیا کچھ فلمایا ہو۔"

"آؤ... دیکھ لیتے ہیں۔" وہ عجیب انداز میں مسکرائے۔

"آپ کی مسکراہٹ عجیب سی ہے۔"

"ہاں! اس لیے کہ میں نے تاریخ کا بہت غور سے مطالعہ کیا
ہے... اور بہت سی تاریخی کتب کا آپس میں موازنہ کیا ہے... جو نتائج
میں نے نکالے ہیں... ان لوگوں نے بھی انہی خطوط پر کام کیا ہے...
اسی لیے... جب یہ کیسٹس شروع ہوئی تھیں... اسی وقت سے میرا دماغ

www.allurdu.com

بار بار پکار رہا تھا... یہ کیا... میں خود بھی تو بالکل یہی سوچ رہا ہوں کہ مسلمانوں کے خلاف اس اس رخ سے سازشیں کی گئی ہیں... یہ وجہ ہے کہ اس موقع پر میں اپنا بیان شروع کر بیٹھا... خیر آیئے... اب کیسٹس دیکھتے ہیں..."

کیسٹس شروع ہوئیں... اور ان کی حیرت بڑھتی چلی گئی۔

ان میں وہی کچھ وہ دیکھ رہے تھے... جو انسپکٹر جمشید انہیں ابھی ابھی بتا چکے تھے... اور پھر انہوں نے ان لوگوں کو سکرین پر دیکھا... جو کہہ رہے تھے... میرے اندر علیؓ بولتے ہیں... علیؓ کے اندر خدا بولتا ہے... پھر تعزیوں کے جلوس انہوں نے نکلتے دیکھے... لوگوں کو دھڑا دھڑ روتا دیکھا... مرثیے سن سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رہے تھے... پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا... پورے عراق میں ایسے مناظر نظر آنے لگے... پھر عراق سے باہر نکل کر یہ ایران میں نظر آئے... پھر ہندوستان میں نظر آئے... کیسٹس کے ساتھ ساتھ دور بھی آگے چلتا رہا... آخر میں ایک کیسٹ میں صرف رونے پیٹنے کی آواز ابھری...

"اور اس طرح ہم نے مسلمان قوم کو ان گنت گروہوں میں تقسیم کر دیا... دنیا کے مسلمانوں کی بڑی تعداد کو رونے پر لگا دیا... ا… کے مخالفین ان آنسوؤں میں دب گئے... لوگوں کو غم حسین میں بہنے والی آنکھیں بہت اچھی لگنے لگیں... یہاں تک کہ ان کے مخالف بھی ا…

اس غم میں شریک ہونے لگے... جو خود کو سنی کہتے تھے... وہ بھی روتے نظر آئے... تعزیے نکالتے نظر آئے... گویا سب کو ہم نے ایک ہی رنگ میں ڈبو دیا... اور اس طرح ہم نے غیر محسوس طور پر کامیابی حاصل کر لی... جو ہم جنگوں سے اپنا خون بہا کر نہ حاصل کر سکے... ہمارے گرو ابن سبا نے انہیں آپس میں لڑا لڑا کر کمزور کیا... ہم نے نہ صرف انہیں آپس میں لڑایا بلکہ انہیں 14 سو سال پہلے ہونے والے ایک شہادت کے واقعے کو ہم نے اس حد تک زندہ کر دیا کہ باقی تمام شہادتیں اس ایک واقعے کی گود میں دب کر رہ گئیں... مسلمانوں کو اگر کوئی شہادت یاد رہ گئی تو بس ایک... شہادت حسین... وہ بھی شہادت کا جذبہ زندہ رکھنے کے لیے نہیں... شہادت کے جذبے کو سلانے کے لیے..."

"کیا مطلب؟" وہ سب بری طرح اچھلے... جیسے کوئی ان سے کہہ رہا تھا اور وہ سن رہے تھے... حالانکہ ان کے سامنے ٹی وی سکرین سے آواز ابھر رہی تھی... لیکن ان کے کیا مطلب کا جواب بھی سکرین دے رہی تھی... انہوں نے سنا' وہ کہہ رہا تھا... آنسوؤں کے سیلاب نے شہادت کے جذبے کو سلا دیا... یہ قوم بھول گئی... ان کے بڑوں نے ان سے کہا تھا... ابوبکرؓ نے مرنے سے پہلے انہیں وصیت کی تھی...

"لوگو! جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کیا'

www.allurdu.com

اللہ اس قوم کو ذلیل کر دیتا ہے۔

سو ہم نے غم حسینؓ میں بہنے والے آنسوؤں کے ذریعے مسلمانوں کے دل و دماغ سے ان کے پہلے خلیفہ کا یہ فرمان بھلا دیا... بلکہ پہلے خلیفہ کے پہلے قرآن میں بھی تو جگہ جگہ جہاد کا حکم ہے... ان کے نبیؐ نے جہاد کیا... جہاد کا حکم دیا... اور ہم نے بھی یہی نتیجہ نکالا... اگر یہ قوم جہاد کرتی رہی تو ہماری دال کبھی نہیں گلے گی... ہم کبھی نہیں پنپ سکیں گے... ہماری سازشیں کبھی نہیں کامیاب ہو سکیں گی... لہٰذا جہاد کا جذبہ سلا دو... جہاد کی بات تک انہیں یاد نہ آئے... اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک شہید کو رو رو کر یہ جہاد بھول جائیں... اتار دیا جائے... اتار دیا جائے... کہ یہ زندگی میں جہاد کرنے کے بارے میں سوچیں بھی نہ... اور ایسا ہو گیا... مسلمان جہاد سے بھاگنے لگے... جی چرانے لگے... نسل در نسل... تہہ در تہہ ہم یہ کام کرتے چلے گئے، ہم ماتم حسینؓ کی شان کو بڑھاتے چلے گئے... مسلمانوں نے بس اسی کو اپنا ایمان بنا لیا... قوم مردہ ہوتی چلی گئی... لیکن افسوس۔"

ان الفاظ کے ساتھ... سکرین ایک بار پھر تاریک ہو گئی... لیکن فوراً روشن ہو گئی... بیان جاری ہو گیا۔

"لیکن افسوس! ہم ایک جماعت کو ختم نہ کر سکے... اس کے خیالات کو نہ بدل سکے... اور ان کے نبیؐ کی یہ بات بالکل درست ثابت ہوئی کہ ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی رہے گی... اس

جماعت نے ہر موڑ پر ہمارا مقابلہ کیا... ہم بھی ہر طرح انہیں ختم کرنے کی ہر دور میں کوشش کرتے رہے... لیکن ختم نہ کر سکے... ہاں کئی بار انہیں ہم کمزور کرنے میں کامیاب ضرور ہو گئے... لیکن ختم نہ کر سکے... وہ لوگ کمزور ہونے کے باوجود پھر اپنا کام شروع کر دیتے... اور یہ کشمکش آج تک جاری ہے... ہم نے جھوٹے نبیوں کو نبوت کا کھڑاگ رچانے کے لیے ابھارا... ان لوگوں نے اعلان کیا... اب دنیا میں جہاد کی کوئی ضرورت نہیں... کچھ اور لوگ کھڑے ہو گئے... انہوں نے ہمارے اشارے پر اعلان کیا... اب جہاد ختم ہو گیا... لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود جہاد مکمل طور پر ختم نہ کر سکے... اور اس دور میں آ کر دنیا میں ایک بار پھر ایک ملک مکمل طور پر اسلامی ملک بن کر سامنے ابھر آیا... ان لوگوں نے مکمل طور پر اسلامی نظام رائج کر دیا... اپنے نبیؐ کی تعلیمات پر وہ مکمل طور پر عمل کرتے نظر آنے لگے... نبیؐ کے صحابہؓ نے جس طرح حکومتیں چلائیں... یہ بالکل اسی طرز پر چلاتے نظر آتے ہیں... ہم ان سے بہت زبردست خطرہ محسوس کر رہے ہیں... آج ہم دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہیں... آپ لوگ کہیں گے... جی نہیں... دنیا کی سب سے بڑی طاقت اس وقت انشارجہ ہے... نہیں... اصل طاقت ہم ہیں... یعنی بیگال... انشارجہ بھی تو ہماری ہدایات پر عمل کرتا ہے... اس کے تمام محکموں پر ہمارے لوگوں کا کنٹرول ہے... ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں... ہم نے

www.allurdu.com

انشارجہ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے... اور بڑی زبردست پلاننگ کی ہے... کوئی انشارجہ پر شک تک نہیں کر سکے گا... ہماری بات تو دور کی ہے... کیونکہ اصل نشانہ پہلے خود انشارجہ بنے گا... انشارجہ ہی خود کو نشانہ بنائے گا... خود کو نقصان پہنچائے گا... اور اس نقصان کا ذمہ دار وہ اس ملک کو ٹھہرا کر اس پر حملہ کر دے گا... لیکن حملہ کرنے سے پہلے وہ پوری دنیا کے ملکوں کو اپنا ہم نوا بنائے گا... اس واقعے کو دہشت گردی کہے گا... دہشت گردی کا راگ الاپے گا... یہاں تک کہ پوری دنیا اس ملک کو دہشت گرد پکار اٹھے گی... پھر انشارجہ دوسرے ملکوں کو ساتھ ملا کر اس پر بموں کی برسات کرے گا اور اسے تہس نہس کر کے رکھ دے گا... اس طرح اس صدی میں جس مسلمان حکومت نے ہمیں خوف میں مبتلا کیا ہے... ہم اس کو ختم کر دیں گے... کیونکہ اگر ہم اس حکومت کو ختم نہیں کریں گے تو پھر سے چودہ سو سال پہلے کا اسلام کا سورج طلوع ہو جائے گا اور ہم تاریکی میں ڈوب جائیں گے... ہمارے چودہ سو سالہ منصوبے خاک میں مل جائیں گے... آپ لوگ تو اس وقت زندہ نہیں ہوں گے... ورنہ بمباری کے انداز آپ بھی دیکھتے... اب کیسٹس کا پروگرام ختم اور آپ کی موت کا شروع... آپ لوگوں کی حالت بالکل بتا دیں... شاید آپ سوچ بھی نہیں سکتے تھے... موت آپ کو اس طرح اچانک آئے گی..."

اس بار انہوں نے روڈی کی آواز سنی۔

"ایک منٹ مسٹر روڈی... کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔"

"ہاں! بالکل سن رہا ہوں۔"

"تب میں آپ لوگوں سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں کہو... کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"یہ کہ آپ جانتے بوجھتے ایک بات بھول گئے..."

"اور وہ کیا..."

"خود آپ نے ابھی بتایا کہ ان کے نبی نے ایک بات کہی تھی... جو بالکل درست ثابت ہوئی... اور وہ یہ کہ ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی رہے گی۔"

"ہم یہ بات نہیں بھولے۔"

"اگر نہیں بھولے... تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے... یہ جماعت تو قیامت تک جاری رہے گی... آپ اس جماعت کو ختم نہیں کر سکیں گے... میری یہ بات لکھ لیں... یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اس جماعت کو ساتھ لے کر پوری دنیا میں اسلام کے علاوہ تمام مذہب ختم کر دیں گے... اور اس وقت پوری دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا... آپ یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں۔"

www.allurdu.com

"یہ آپ کے عقائد ہیں... ہمارے نہیں۔"

"لیکن اس جماعت والی بات تو آپ لوگوں نے بھی مانی ہے۔"

"ہاں! لیکن ہم اس پر وار تو کرتے رہے ہیں... اس کو کمزور تو کرتے رہے ہیں اور ہم ایسا کرتے رہیں گے... فی الحال تو ہم پوری توجہ اس حکومت کی طرف دے رہے ہیں۔"

"آخر آپ اس کے خلاف کیا کریں گے... آپ نے وضاحت نہیں کی..."

"وضاحت نہیں کر سکتا۔"

"لیکن کیوں... ہم تو مرنے والے ہیں... بقول آپ کے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"میں نے سنا ہے... آپ لوگ آخر وقت میں کوئی نہ کوئی کام رکھ جاتے ہیں... لہٰذا میں یہ خطرہ مول نہیں لوں گا... جب تک آپ مر نہیں جاتے... اس وقت تک کوئی بات نہیں بتاؤں گا۔"

"تو کیا آپ ہماری لاشوں کو بتائیں گے۔" آفتاب نے جل بھن کر کہا۔

"ہاں! بالکل۔"

"آپ کی مرضی... کیسٹ کا پروگرام آخر ختم ہو گیا... اب آپ اپنا پروگرام شروع کریں۔" محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔

"تو کیا تم لوگ موت سے خوف زدہ نہیں ہو۔"

"نہیں... اس لیے کہ اس کا اور ہمارا تو چولی دامن کا ساتھ ہے۔" آصف ہنسا۔

"لیکن جب موت سامنے آئے گی... اس وقت تم تھر تھر کانپو گے۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں... نہیں کانپیں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ضرور کوئی بات ہے... ضرور کوئی چال تم لوگ چلنے والے ہو۔"

"ہم آپ کو ایک بات بتا سکتے ہیں... شرط یہ ہے کہ آپ ہمیں اس ملک والی بات بتا دیں۔"

"یہ نہیں ہو سکتا... صرف اتنا بتا دیتا ہوں... وہ چال ایسی ہے... کہ پوری دنیا اسلام کو دہشت گرد مذہب پکار اٹھے گی... صرف اس ملک کو ہی دہشت گرد نہیں کہا جائے گا بلکہ... دنیا کے تمام مسلمان ملک دہشت گرد تسلیم کر لیے جائیں گے... بہر حال نشانہ پہلے وہی ملک بنے گا... جس نے سو فیصد اسلام اپنے ملک میں نافذ کیا ہے... اگرچہ ہم اس سو فیصد اسلامی ملک کے خلاف طرح طرح کی باتیں ایک مدت سے پھیلا رہے ہیں..."

"مثلاً کیا؟" فرحت نے چونک کر کہا۔

www.allurdu.com

"یہ کہ وہاں عورتوں پر ظلم ہو رہا ہے' انہیں اپنی مرضی کے
مطابق زندگی نہیں گزارنے دی جاتی.. زبردستی پردہ کروایا جاتا ہے...
انہیں دفاتر میں کام نہیں کرنے دیا جاتا... بس گھروں کی لونڈیاں بنا دیا
گیا ہے... دوسرے یہ کہ وہاں چوروں کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں
... قاتلوں کو فوراً پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے... اور اس قسم کی دوسری
باتیں ہم ان کے خلاف پھیلاتے رہتے ہیں... تا کہ دنیا میں ان سے
نفرت کا رجحان پیدا ہوتا رہے... پھر جب ہم وار کریں گے تو پوری دنیا
ان کا ساتھ نہیں دے گی... یہاں تک کہ اسلامی ملک بھی اس کے
خلاف ہو جائیں گے..."

"یہ کیسے ہو سکتا ہے... اسلامی ملک خلاف کیسے ہو جائیں
گے..." رفعت کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اسی پروپیگنڈے کی بدولت... وہاں ظلم ہو رہا ہے...
عورتوں پر... وحشیانہ سزائیں دی جا رہی ہیں... غیر مسلموں پر ظلم ہو
رہے ہیں۔"

"کیا واقعی وہاں ایسا ہے... غیر مسلموں پر ظلم توڑے جا
رہے ہیں۔"

"نہیں... واقعی تو ایسا نہیں ہے... لیکن ہم پوری دنیا کو
پروپیگنڈے کے ذریعے یہی کچھ بتا رہے ہیں... اسی طرح ہمارا راستہ
صاف ہو رہا ہے..."

"آپ اچھا نہیں کر رہے... دنیا میں بس ایک ہی تو ملک رہ
گیا ہے... جس میں سو فیصد اسلام نافذ ہے... شریعت کا قانون نافذ
ہے... آپ لوگ اس کو بھی تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں..."

"یہ ہمارے لیے سب سے زیادہ ضروری کام ہے... اس
ملک کو تباہ و برباد کر دیا جائے... اس کے لوگوں کو بموں سے اڑانا... یا
انہیں آپس میں لڑانا... یہ سب کام ہم موقعے کے مطابق کریں گے۔"

"لیکن وہ منصوبہ کیا ہے۔"

"یہ میں نہیں بتا سکتا... صرف اتنا سن لیں... کہ اصل
سازش ہماری اور انشارجہ کی ہے... لیکن ہم پر یہ لوگ شک نہیں کریں
گے... پوری دنیا اس ملک کو ہی مجرم گردانے گی... اس ملک نے عرب
کے ایک مجاہد کو پناہ دی ہوئی ہے... ہم اس پورے منصوبے کا جال اس
کے گرد بن رہے ہیں... بہت جلد تم لوگ... مگر نہیں... تم کہاں سن
سکو گے... تم تو اس وقت موت کے منہ میں جا رہے ہو... ہائے...
اپنا کام شروع کرو۔"

"ایک منٹ... موت سے پہلے ہم آپ کو ایک آخری بات
اور بتا دیں مسٹر روڈی۔"

"جلدی بتاؤ... ہم تم لوگوں کو زیادہ مہلت نہیں دے سکتے۔"

"اچھا بتاؤ۔"

"پروفیسر صاحب... میں انہیں آخری بات بتا دوں۔"

www.allurdu.com

"ہاں جمشید... بتا دو... میں تو بہت دیر سے انتظار کر رہا ہوں... کہ نہ جانے تم کیا آخری بات بتاؤ گے۔"

"اچھی بات ہے... اس کا مطلب ہے... آپ بالکل تیار ہیں۔"

"ہاں! اب مسٹر روڈی کچھ بھی نہیں کر سکتے۔"

"کیا مطلب... میں کیا نہیں کر سکتا۔"

"ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے آپ... آپ یہ بازی ہار چکے ہیں... ہم کیپسٹس سمیت جا رہے ہیں... آپ کا راکڈوم ہمارے قبضے میں ہے..."

"پاگل تو نہیں ہو گئے ہو۔"

"پاگل تو اب آپ کے ہونے کا وقت ہے... جب ہم کیپسٹس لے کر یہاں سے جا رہے ہوں گے تو آپ اپنے بال نوچ رہے ہوں گے۔"

"تم لوگ دن میں خواب دیکھنے لگے۔" روڈی ہنسا۔

"جی نہیں... یہ خواب نہیں... حقیقت ہے... سنو مسٹر روڈی... میں وضاحت کر دوں... پروفیسر صاحب... آپ پوری طرح تیار ہیں نا..."

"ہاں یار... تم فکر نہ کرو... بات مکمل کرو۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"جی اچھا... شکریہ... آپ کا یار کہنا بہت اچھا لگا... آپ بہت اچھے ہیں... بلکہ بہت زیادہ اچھے..."

"حد ہو گئی... بھائی یہ میری تعریف کا وقت نہیں... گھر جا کر کر لینا... یہاں کام کی بات کرو۔"

"اوہ اچھا... مسٹر روڈی... پروفیسر صاحب... مجھے بالکل مہلت نہیں دے رہے... ورنہ میں آپ کو بتاتا... مگر نہیں... میں آپ کو کچھ نہیں بتاؤں گا... آپ نے بھی تو اس ملک کے بارے میں اپنا منصوبہ نہیں بتایا۔"

"وہ تو خیر نہیں بتاؤں گا... اور یہ جو تم کہہ رہے ہو... یہ سب بکواس ہے... راکڈوم تو اس پچھلی وادی میں دیوار کے دوسری طرف موجود ہے..."

"بالکل یہی بات ہے... اور کیا ہم اس طرف نہیں چلے گئے تھے... درختوں اور منور علی خان کی رسی کے ذریعے۔"

"بے شک تم اس طرف چلے گئے تھے... لیکن اس طرف تم لوگوں کو بے ہوش کر دیا گیا تھا... اور بے ہوشی کی حالت میں اس نئی جگہ پر لے آیا گیا۔"

"ہم اتنے بے وقوف نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا مطلب..." وہ زور سے بولا۔

"یہ وہی وادی ہے... صرف ہمیں ایک کمرے سے دوسرے

www.allurdu.com

کمرے میں منتقل کر دیا گیا ہے۔"

"کیا!!! یہ... یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو..." روڈی پوری
قوت سے دھاڑا... شائد وہ اپنی زندگی میں اس قدر زور سے کبھی بھی
دھاڑا ہو گا۔

"یہ ہم اس طرح تو کہہ سکتے ہیں کہ جب باری باری ہمارے
ساتھی دیوار کے اس طرف اتر رہے تھے اور دوسری طرف سے کوئی
جواب نہیں مل رہا تھا تو اس وقت پروفیسر داؤد ایک گولی منہ میں رکھ چکے
تھے... اور ایک گولی انہوں نے مجھے بھی خفیہ طور پر دے دی تھی... اس
گولی کا کام یہ ہے کہ اس پر کسی بھی گیس کا اثر نہیں ہونے دیتی... اور یہ
ان کی بالکل نئی ایجاد ہے... اور حیرت انگیز ہے... لہٰذا میرے محترم
روڈی... ہم اور پروفیسر تو بے ہوش ہوئے ہی نہیں تھے... اور ظاہر
ہے... جب ہم بے ہوش نہیں ہوئے تھے تو بلکہ جان بوجھ کر ہم بے
ہوش بن گئے تھے تو ہم نے وہ راستا دیکھ لیا تھا جس کے ذریعے
ہمیں ادھر سے اس کمرے میں منتقل کر دیا گیا تھا... گیسٹ والا ہال تو
پہلے ہی دیکھ چکے تھے... لہٰذا اس درخت کے ذریعے وہاں جا کر ان
دو افراد پر قابو پانا کیا مشکل تھا بھلا... آپ کے بارے میں ہمیں پہلے
ہی اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ یہاں نہیں رہتے... یہاں صرف آپ کے
چند کارکن ہیں اور بس... آپ تو دور بیٹھے ٹی وی سکرین پر ہمیں دیکھتے
رہتے ہیں اور بس... لیکن جب اندھیرا ہو جاتا ہے... جب ٹی وی

کر دیا جائے... تو اس وقت آپ کس طرح ہمیں دیکھ سکتے ہیں بھلا...
ان حالات میں ہمارے لیے... وہ کیسٹیں راکڈوم میں لانا کیا مشکل
کام تھا بھلا... ہم نے رات کی تاریکی میں تمام رات لگا کر وہ کیسٹیں
راکڈوم میں لا دیں... عملے کو پہلے ہی قابو میں کر چکے تھے ہم... اور آپ کا
سارا عملہ اس وقت یہاں لاشوں کی صورت میں پڑا ہے... کیسٹیں
راکڈوم میں ہیں... ہمارے باقی تمام ساتھی بھی راکڈوم میں ہیں...
صرف میں اکیلا اس وقت یہاں ٹی وی کی سکرین کی سامنے موجود
ہوں۔"

"غلط... بالکل غلط... میں سب لوگوں کو اس ہال میں دیکھ رہا
ہوں۔"

"آپ ہماری تصویر دیکھ رہے ہیں... آپ کو یاد ہو گا...
جب بجلی چلی گئی تھی... تو اس وقت پروفیسر داؤد یہی کام کر رہے تھے...
کہ آپ اس کمرے میں ہمیں دیکھتے رہیں... اگرچہ ہم یہاں نہ
ہوں۔"

"یہ... یہ کیسے ممکن ہے... یہاں ایسے آلات کہاں کہ آپ
ہوں تو کہیں اور اور نظر یہاں آئیں۔"

"آپ تو بچوں جیسی باتیں کرنے لگے... یہ سب ایجادات تو
آپ لوگوں کی ہی ہیں... کیا آج کل کمپیوٹر کے ذریعے ایک ملک کے
صدر کی ملاقات دوسرے ملک کے صدر سے نہیں دکھائی جا سکتی...

www.allurdu.com

چاہے ان کی زندگی میں کبھی ملاقات نہ ہوئی ہو۔"

"ہاں! یہ ہے۔"

"تو پھر یہاں بھی یہ ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں... یہاں ایسے آلات نہیں ہیں۔"

"یہاں نہ سہی... راکڈوم میں ایسے تمام آلات ہیں..."

"نن... نہیں... نہیں۔"

"اور اب آپ بال نوچیں... میں بھی راکڈوم پر سوار ہو...

ہوں۔"

"لیکن تم راکڈوم چلانا کیا جانو۔"

"راکڈوم ہمارے لیے نئی چیز نہیں... اس کا ہم سے واسطہ

پڑتا رہتا ہے... وہ دیکھیے... راکڈوم مجھے لینے خود ہی اس طرف

آ گیا... پروفیسر داؤد دو تین چار کہنے کا مطلب یہی تھا کہ کیا آپ...

ہیں... یعنی راکڈوم اس طرف لانے کے لیے۔"

"لیکن تم بچ نہیں سکو گے... میں ابھی لڑاکا طیارے بھیج...

ہوں۔"

"آپ یہ کوشش ضرور کریں... ہم جا رہے ہیں... لیکن

آخری بات اور سن لیں... اس راکڈوم میں ایسے آلات نصب ہیں...

کہ اس کے پاس آنے والے میزائل واپس اسی طرف چلے جا...

ہیں... جہاں سے وہ فائر کیے جاتے ہیں... یہ بات بھی پروفیسر...

معلوم کر چکے ہیں... خان رحمان راکڈوم چلانے کے ماہر ہیں... اور

ہمارے بچوں نے آپ کو باتوں میں الجھا کر رکھا... یہ ان کا کارنامہ

ہے... میں نے انسپکٹر کامران مرزا اور منور علی خان نے دشمنوں کو

نہایت صفائی سے ٹھکانے لگایا... بچوں نے اس کام میں ہماری مدد

کی... اب آپ بال نوچنا شروع کر دیں۔"

روڈی کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی... شاید اس پر

سکتہ طاری ہو چکا تھا... پھر انسپکٹر جمشید راکڈوم میں سوار ہو گئے...

راکڈوم اوپر اٹھتا چلا گیا... اس کا راستہ روکنے کے لیے کوئی بھی نہ آیا۔

"یہ سب تو بالکل خواب سا لگ رہا ہے۔" آصف کی آواز

ابھری۔

"تو لگے... ہمارا کیا جاتا ہے۔" فرحت نے منہ بنایا۔

"کاٹ کھانے کا ارادہ ہے کیا؟"

"نہیں تو... ویسے سوچوں گی۔"

"کیا سوچو گی۔"

"تمہیں کاٹ کھانے کے بارے میں۔"

"نہ نہ فرحت... بدہضمی ہو جائے گی۔" فرزانہ نے اسے

خبردار کیا۔

"کیا واقعی ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے..."

"نہیں... اس راکڈوم کی یہی تو خوبی ہے... بے چارہ

www.allurdu.com

روڈی... پاگل ہو رہا ہو گا۔"

"اب ہم پوری دنیا کو بتائیں گے... یہودی مسلمانوں کے
خلاف کب سے سرگرم ہیں... چودہ سو سال کی یہ کہانی انہیں ان کیسٹس
کی زبانی سنائیں گے... اور یہ بھی بتائیں گے کہ اب وہ کیا کرنے
والے ہیں... ہم اپنے بھائی اس اسلامی ملک کو بھی جاتے ہی خبردار
کریں گے..."

"لیکن ابا جان! اس سے کیا ہو گا بھلا۔"

"کس سے..."

"خبردار کرنے سے... جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ کیا
سازش کرنا چاہتے ہیں... کیونکہ یہ لوگ تو جو کچھ کریں گے... اس کی
ابتدا خود ان کے ملک میں ہو گی..."

"ان کے ملک میں کئی بہت بڑی خوفناک تباہی ہو گی... ان
تباہی کا ذمہ دار یہ خانستان کو ٹھہرائیں گے... اور اس پر حملہ کریں
گے... بہرحال ہم انہیں اتنا تو بتا ہی سکتے ہیں کہ ان پر حملے کے
انتظامات کیے جا رہے ہیں... اس طرح وہ لڑائی کے لیے ذہنی طور پر
تیار تو ہو جائیں گے۔"

"وہ پہلے ہی تیار ہیں... ہماری اطلاعات سے وہ کچھ زیادہ
ہی تیز شروع کر دیں گے... پھر بھی ہم انہیں بتا ضرور دیں گے۔"

"کیا دنیا ان کیسٹس پر اعتبار کرے گی... جب کہ ہم یہ انہیں

بتائیں گے۔"

"اسلام دشمن لوگ ہو سکتا ہے... اعتبار نہ کریں... لیکن
ہمارے مسلمان بھائی تو ضرور اعتبار کریں گے... ہم لوگ اول تو
تاریخی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے... کرتے بھی ہیں تو ان کتب میں
بہت سی باتیں غلط شامل کر دی گئی ہیں... یہ جاننا بہت مشکل ہے کہ اصل
واقعات کیا ہیں... اپنی مرضی کی باتیں تاریخی واقعات میں شامل کر دی
گئی ہیں... بعض فرضی روایات بھی شامل ہیں... اور بہت سی روایات
تو بالکل من گھڑت ہیں... لہٰذا تمام تاریخی کتب پڑھ کر بھی انسان یہ
نہیں اندازہ لگا سکتا کہ اصل واقعات کس طرح پیش آئے ہوں گے...
لیکن ایک بات واضح ہے... یہ کیسٹس ہم پر یہ بات ضرور واضح کرتی
ہیں کہ اسلام کے خلاف ہر دور میں سازشیں کس کس طرح ہوئیں..."

"لیکن ابا جان! اس بار کا اصل مجرم تو بچ نکلا۔" فاروق نے
منہ بنایا۔

"روڈی کی بات کر رہے ہو؟" انہوں نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"بھئی وہ کہاں بھاگا جا رہا ہے... اصل مسئلہ کیسٹس کا تھا۔"

"جی ہاں! یہ بات تو ہے۔"

ان کا سفر پرسکون انداز میں جاری رہا... یہاں تک کہ تین
دن بعد انہیں اپنے ملک کی عمارات نظر آنے لگیں... ان کے دل خوشی

www.allurdu.com

ے جھوم اٹھے... ایسے میں انہیں کنٹرول ٹاور سے پیغام ملا...

''خبردار... نیچے اترنے کی کوشش نہ کی جائے۔''

☆...☆...☆

کک... کیا مطلب

''یہ کیا بات ہے خان رحمان... کیا تم نے انہیں رپورٹ نہیں کی... ہمارے کوڈ ورڈ انہیں نہیں بتائے۔''

''بب... بتا چکا ہوں۔'' خان رحمان ہکلائے۔

''تب پھر...''

''میرے بتانے کے جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے۔''

''ایک منٹ... ریسیور مجھے دو۔''

ریسیور لے کر انہوں نے کنٹرول ٹاور کو مخاطب کیا:

''کیا بات ہے... آپ ہمیں نیچے کیوں نہیں اترنے دے رہے... جب کہ ہم آپ کا اپنا کوڈ ورڈ وغیرہ بتا چکے ہیں... اور ان سے آپ پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ ہم کون لوگ ہیں... اور کن حالات میں آئے ہیں۔''

''مجھے کچھ نہیں معلوم... میں نیا آدمی ہوں... ملک میں حکومت تبدیل ہو چکی ہے... اور نئی حکومت کا حکم یہی ہے کہ آپ لوگوں کو نیچے نہ اترنے دیا جائے۔''

www.allurdu.com

"شک ... کیا کہا ... گویا انہیں معلوم ہے ... ہمارے بارے میں ... پہلے سے۔"

"جی ہاں ... ہمیں آپ لوگوں کی آمد سے پہلے ہی یہ احکامات مل چکے ہیں۔"

"اوہ ... اچھا ... میں خود بات کرتا ہوں۔"

"ضرور جناب! کیوں نہیں ... اگر ہمیں ہدایت مل جائے تو ہم ضرور آپ کو اترنے دیں گے ... ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے ... ٹھیک ہے۔"

اب انہوں نے آئی جی کے نمبر ڈائل کیے ... لیکن اس طرف سے کسی نے آئی جی کی آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیے ... کون صاحب بات کر رہے ہیں۔"

"خادم کو انسپکٹر جمشید کہتے ہیں ... کیا آپ مجھے جانتے ہیں۔"

"آپ لوگوں کو کون نہیں جانتا ... بتائیے ... اب آپ کیا گل کھلا کر آئے ہیں اور کہاں سے چلے آ رہے ہیں۔"

"ہم اس وقت فضا میں ہیں ... راکٹ دوم پر سوار ہیں ... مہربانی فرما کر ہمیں اترنے کی اجازت دی جائے ... تاکہ ہم وضاحت کر سکیں ... بے شک ہمیں گرفتار کر کے ہماری بات سنی جائے۔"

"جی نہیں ... حکم یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اترنے ہی نہ دیا جائے۔"

"آپ نہیں جانتے ... ہمارے پاس کیا چیز ہے۔"

"ہمیں جاننے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"اوہو اچھا ... معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے ... خیر ... اس وقت ہمارے ملک کے سربراہ کون ہیں۔"

"آپ اخبار نہیں پڑھتے۔"

"ہم جہاں سے آ رہے ہیں ... وہاں اخبار نہیں آتا تھا ... ہم بہت دنوں کے بعد آئے ہیں ... ایک طرح سے ہم پوری دنیا سے کٹے ہوئے تھے ... اور پوری دنیا کے حالات سے بے خبر تھے۔"

"لیکن اس میں میرا کیا قصور ... اب پہلے آپ دنیا کے حالات جان لیں ... پھر مجھ سے بات کریں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا ... اب انہوں نے اپنی خفیہ فورس کے ایک کارکن سے اپنے خفیہ آلے کے ذریعے بات کی ... یہ آلہ ان کی گھڑی میں فٹ تھا اور یہ بات صرف انہیں معلوم تھی۔

"یس سر۔"

"کیا حالات ہیں بھئی ... یہاں تو دنیا ہی بدلی ہوئی لگتی ہے۔"

www.allurdu.com

"جی ہاں... سب کچھ بدل گیا ہے... ملک پر اس وقت فوجی حکومت ہے... تمام افسران تبدیل کر دیے گئے ہیں... اہم ترین پوسٹوں پر صرف فوجی موجود ہیں... آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں... ہم سب لوگ آپ لوگوں کے لیے حد درجہ فکر مند ہو رہے ہیں۔"

"تم ہماری بات چھوڑو... اپنی کرو..."

"میں اپنی کیا کروں سر۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہمارے گھر والوں کا کیا حال ہے۔"

"آپ لوگوں کے انتظار میں سوکھ رہے ہیں۔"

"انہیں تسلی دو... ہم جلد پھر رابطہ کریں گے..."

"جی اچھا۔"

انہوں نے آلہ بند کر دیا اور خان رحمان سے بولے:

"چلو خان رحمان... اپنے جزیرے پر۔"

"اوہ ہاں! ان حالات میں وہ بہترین جگہ رہے گی۔"

خان رحمان نے کہا اور جلد ہی راکٹ ڈوم پھر اوپر جا رہا تھا... کچھ دیر بعد وہ نیچے اترنے لگا اور آخر ایک جزیرے پر اتر گیا... ایسے میں راکٹ ڈوم کے اندر سے آواز ابھری۔

"اب کیا خیال ہے انسپکٹر جمشید۔" آواز روڈی کی تھی۔

"کک... کیا مطلب۔"

"میں تم لوگوں کے ساتھ ساتھ ہوں... دنیا میں تم کسی بھی جگہ اس راکٹ ڈوم کو اتار نہیں سکو گے۔"

"ہم اس جزیرے پر اتار تو چکے ہیں۔"

"اس جزیرے پر اتر کر تم کیا فائدہ اٹھا لو گے... سوال یہ ہے... دنیا کو یہ کیسٹیں کس طرح دکھاؤ گے۔"

"ہم کچھ کر لیں گے۔"

"نہیں کر سکو گے... اپنے ارد گرد دیکھو۔"

خان رحمان اس وقت راکٹ ڈوم کا دروازہ کھول چکے تھے... انہوں نے دیکھا پورا جزیرہ انشارجہ اور بیگال کے فوجیوں سے اٹا پڑا تھا اور ان کے پاس جدید ترین ہتھیار تھے...

"دیکھا تم نے... تم کیا سمجھتے تھے جمشید... تم اس قدر آسانی سے وہاں سے نکل آؤ گے... میں تو تم سے کھیل رہا تھا... دیکھ رہا تھا... تم کرتے کیا ہو... میں چاہتا تو تم اس راکٹ ڈوم کو وہاں سے اٹھا بھی نہیں سکتے تھے... لیکن میں نے سوچا... تم بھی کیا یاد کرو گے... تمہیں ذرا سیر ہی کروا دی جائے... چند دن بعد جو عالمی حادثہ ہونے والا ہے... اس کا نظارہ بھی تم کر لو۔"

"عالمی حادثہ۔"

"ہاں! وہی... اس اسلامی ملک کے خلاف ہم جو کرنے والے ہیں۔"

www.allurdu.com

"وہ منصوبہ ہے کیا؟"

"سوری فی الحال یہ نہیں بتا سکتے۔"

"اچھا خیر.. یہ فوجی ہمارا کیا بگاڑ لیں گے... اگر ہم راکڈوم کو بند کر دیں... خان رحمان دروازہ بند کر دو۔"

"ضرور بند کر لو... اس صورت میں واقعی یہ فوجی کچھ نہیں کر سکیں گے... یہ تو اس وقت حرکت میں آئیں گے جب آپ لوگ نیچے اتریں گے۔"

خان رحمان نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔

"اب کیا کریں گے۔" روڈی ہنسا۔

"آپ بہت بے وقوف ہیں مسٹر روڈی۔" انسپکٹر جمشید نے

"ہائیں... میرے لیے انوکھی خبر... تمام عیسائی دنیا ا یہودی تک مجھے ساری دنیا سے زیادہ عقل مند خیال کرتے ہیں... ا آپ کہہ رہے ہیں... میں بے وقوف ہوں... یہ کیا بات ہوئی۔"

"یہ بات بالکل ٹھیک ہوئی... آپ بے وقوف ہیں۔"

"ثابت کریں... مجھے خوشی ہوگی۔"

"یہ فوج تو ہمارے ایک ہاتھ کی مار بھی نہیں ہے۔"

"اچھا کمال ہے... اگر یہ اتنی ناکارہ فوج ہے... تو مجھے ا کی ضرورت نہیں... تہس نہس کر دیں اسے۔"

"ناکارہ فوج نہیں... آپ کا ذہن ہے۔"

"پھر اسی بات کو گھما پھرا کر آپ نے کر دیا۔"

"یہ دیکھیے... ہم اس فوج کا تیا پانچہ کرتے ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"دکھایئے۔" روڈی ہنسا۔

"خان رحمان... اپنا کام شروع کرو۔"

"گگ... گگ... گگ..." خان رحمان ہکلائے۔

"حد ہو گئی خان رحمان... اس قدر ہکلانے کی بھی کیا ضرورت ہے... یہی کہنا چاہتے ہو نا... کون سا کام۔" منور علی خان نے۔

"ہاں! بالکل۔"

"ارے بھئی... راکڈوم مار مار کر ان کا بھرکس نکال دو... یہ راکڈوم کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"اوہ اچھا... اب سمجھا۔"

اب انہوں نے راکڈوم تھوڑا سا اوپر اٹھایا اور گولائی میں اس کو گردش دیتے ہوئے وہ ان فوجیوں کی طرف بڑھنے لگے... جو جزیرے پر چھائے ہوئے تھے... وہ خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگے۔

ان سب کی ہنسی نکل گئی...

"دیکھ رہے ہو مسٹر روڈی۔"

"نہیں... دیکھ تو نہیں رہا... سن ضرور رہا ہوں... تم لوگ

www.allurdu.com

ہو جیب اس میں کوئی شک نہیں ... ہر موقع پر اور ہر جگہ کوئی نہ کوئی
صورت نکال لیتے ہو ... لیکن۔"

"اب آپ یہ ایک عدد لیکن کہاں سے لے آئے۔"

"لیکن مشکل ایک اور ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"بظاہر یہ راکٹ ڈوم آپ کے کنٹرول میں ہے ... لیکن دیکھا
جائے تو یہ ہے میرے ہاتھ میں ... اچھا ذرا خان رحمان اس کو حرکت
دے کر دکھائیں۔"

"حرکت تو یہ کر رہا ہے۔"

"نہیں کر رہا ... یہ اپنی جگہ پر رک چکا ہے۔"

خان رحمان نے پریشان ہو کر اندر لگی سکرین پر دیکھا ...
راکٹ ڈوم ایک جگہ کھڑا نظر آیا ...

"اب تو آپ لوگ اس کو اوپر اٹھا سکتے ہیں ... نہ نیچے لے جا
سکتے ہیں نہ گھما سکتے ہیں ... نہ اس کا دروازہ کھول سکتے ہیں ... اور میں
چاہوں تو اس کو اوپر اٹھا کر واپس اس جگہ لے آؤں ... جہاں سے آپ
لوگ چلے تھے ... کک ... کیوں ... کیسی رہی۔"

"نن نہیں ... نہیں۔" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"اب چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہو گا ... یہ کیپسٹس بھی ابھی
تک میرے قبضے میں ہیں اور آپ لوگ بھی اب بتائیں ... آپ کے

ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

"وہی جو سکندر نے راجا پورس کے ساتھ کیا تھا۔" فاروق
بول اٹھا۔

"اس نے تو راجا پورس کو معاف کر دیا تھا۔" روڈی نے فوراً
کہا۔

"بھئی واہ ... تاریخ سے آپ بہت واقف ہیں۔"

"اس کے بغیر تو ہم جی نہیں سکتے۔"

"آپ کا مطلب ہے ... میں آپ کو معاف کر دوں۔"

"ہاں اور کیا ... آپ کا کیا جاتا ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا فاروق ... دشمن سے معافی مانگ
رہے ہو۔" محمود غرایا۔

"تت ... تو ... اور کیا کروں۔" فاروق ہکلایا۔

"یہ ... یہ تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہا ... تو کیا کیا
جائے۔"

"اچھا تم چپ تو رہ سکتے ہو نا ... فی الحال اتنا ہی کر لو۔"
آصف نے اسے گھورا۔

"اب کیا کیا جائے جمشید۔" خان رحمان بے بسی کے عالم
میں بولے۔

"غور ... فکر۔" وہ مسکرائے ... ویسے ان کے چہرے پر بے

www.allurdu.com

بسی نظر آ رہی تھی۔

"میں کچھ عرض کروں۔" ایسے میں پروفیسر داؤد بول اٹھے۔

"ضرور... کیوں نہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہم اس راکڈوم سے پیچھا چھڑا سکتے ہیں... ریموٹ کنٹرول تو صرف اس وقت کام کر سکتا ہے تا جب راکڈوم درست حالت میں ہو... اگر میں اس کے تار وغیرہ توڑ دوں تو پھر وہ اس کو کیسے اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔" یہ بات پروفیسر داؤد نے اشاروں میں کہی۔

"لیکن پھر ہم کیا کریں گے... پہلے تو ہمیں اتنے بہت سے فوجیوں سے لڑنا ہوگا... پھر اس جزیرے کی قید بھگتنا ہوگی... یہاں سے نکل کر اپنے ملک جانا بھی تو ہمارے لیے ایک مسئلہ ہوگا... جب یہاں سے کب کوئی جہاز یا لانچ گزرتی ہے... کوئی پتا نہیں... اس جزیرے پر ناریل ضرور موجود ہیں... بس ہم بھوکے پیاسے نہیں رہ سکتے... یہ فائدہ ہے..."

"ارے بھئی... مجھ سے کوئی مدد مانگ لو۔" روڈی کی آواز سنائی دی۔

"آپ... آپ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں' ان تمام معاملات کے ذمے دار تو آخر آپ ہی ہیں۔"

"پھر بھی میں مدد کر سکتا ہوں۔"

"خیر... بتائیں... ان حالات میں آپ ہماری کیا مدد

گئے ہیں۔"

"تو واپس میرے پاس آ جائیں۔"

"اب یہ تو ہو نہیں سکتا۔"

"تب پھر باہر نکل کر ان فوجیوں سے مقابلہ کر لیں۔"

"ہم اس کے لیے تیار ہیں۔"

"او کے... میں... ان لوگوں کو ہدایات دے رہا ہوں..."

اس کی آواز بند ہو گئی... دوسری طرف انہوں نے جزیرے پر موجود فوجیوں کو چوکنے دیکھا... گویا روڈی کی ہدایات انہیں سنائی دے رہی تھیں... پھر وہ مورچے سنبھالتے نظر آئے... یہاں درختوں کے علاوہ مورچے اور تھے ہی کیا... لیکن ان کے پاس اسلحہ تھا جب کہ ان کے پاس ایک پستول بھی نہ تھا...

"منور علی خان... بتاؤ... خان رحمان تیار... اور پروفیسر صاحب تیار۔" انسپکٹر جمشید نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"اور باقی لوگ؟" پروفیسر بولے۔

"ہاں! باقی بھی تیار۔"

"جمشید... تم بلاوجہ انہیں زحمت دے رہے ہو... ان سب لوگوں کے لیے تو میں تنہا ہی کافی ہوں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اوہو اچھا... تب تو ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں۔"

"ہاں! بالکل جب تمہاری ضرورت پڑے' اسی وقت میدان

www.allurdu.com

میں اترتا۔"

"اچھی بات ہے۔"

"خان رحمان... دروازہ کھول دو۔"

"دیکھ لیں پروفیسر صاحب..." انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"کیا دیکھ لوں... تمہیں دیکھ تو رہا ہوں۔" پروفیسر داؤد نے آنکھیں نکالیں۔

"میں اپنے آپ کو دیکھنے کے لیے نہیں کہہ رہا... یہ کہہ رہا ہوں... دیکھ لیں... سارے فوجی آپ کو نشانہ بنانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔"

"ہونے دو بھائی... تم دروازہ کھول دو... راکڈوم گویا... دروازے پر بیٹھے بیٹھے ہی وار کروں گا... یہ لوگ دیکھتے رہ جائیں گے... اس لیے کہ یہ راکڈوم پر فائر نہیں کر سکتے... تب فائر خود ان کی طرف ہوں گے..." انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

اور پھر خان رحمان نے دروازہ کھول دیا... پروفیسر داؤد نے ہاتھ باہر نکالا اور کوئی گیند نما چیز باہر کی طرف اچھال دی۔

☆...☆...☆

ٹٹ... ٹا... ٹا

جزیرے پر ایک دھماکا ہوا اور ہر طرف دھواں پھیل گیا...

"خان رحمان دروازہ فوراً بند کر لو... ورنہ دھواں اندر بھی آ جائے گا۔"

انہوں نے دروازہ بند کر لیا... پانچ منٹ بعد دھواں چھٹ گیا...

"اب دروازہ کھول دو... ہم نیچے اتر سکتے ہیں۔"

دروازہ کھل گیا... وہ لگے نیچے اترنے۔

"ایک منٹ انکل۔" ایسے میں فرزانہ کی آواز ابھری۔

"ہاں! کہو..." وہ اس کی طرف مڑے۔

"اگر کچھ لوگ ابھی ہوش میں ہوئے۔"

"نہیں... سب بے ہوش ملیں گے، فکر نہ کریں۔"

"خیر... دوسری بات! اگر ہم نیچے اتر گئے اور وہ راکڈوم کو اڑا دے گا... تب کیا کریں گے... کیا اس طرح ہماری اب تک کی ساری محنت ضائع نہیں ہو جائے گی... وہ فلمیں لے جانے میں کامیاب

www.allurdu.com

نہیں ہو جائے گا۔"

"اب مسٹر روڈی ایسا نہیں کر سکیں گے... میں نے راکڈوم بے کار کر دیا ہے۔"

"نن... نہیں۔" انہوں نے روڈی کی خوف میں ڈوبی ہوئی آواز سنی۔

"ہاں مسٹر روڈی... آپ اپنے ریموٹ کنٹرول کو آواز دیں... ریموٹ کنٹرول راکڈوم کو اسی وقت کنٹرول کرے گا تا جب اس کے کل پرزے درست ہوں گے... کیا سمجھے۔"

"سمجھ گئے... میرے فوجی بے ہوش ہو گئے' راکڈوم آپ نے بیکار کر دیا... لیکن حالات اب تک میرے کنٹرول میں ہیں... اس لیے کہ۔" روڈی کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ رک کیوں گئے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اس لیے کہ میں دیکھنا چاہتا تھا... آپ لوگ کس حد تک پریشان ہوتے ہیں یہ سن کر۔"

"ہم اللہ کی مہربانی سے ذرہ بھر بھی پریشان نہیں ہوئے... ویسے اگر آپ کو ہمیں پریشان کرنے کا اتنا ہی شوق ہے... تو ہم ہو جاتے ہیں پریشان... ہمارا کیا جاتا ہے... چلیں بھئی... ذرا دیر کے لیے سب کے سب پریشان ہو جائیں۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی..."

"کوئی نئی بات نہیں... حد تو ہوتی ہی رہتی ہے۔"

"ہاں تو مسٹر سوڈی... آپ کیا کہہ رہے تھے۔" آفتاب نے کہا۔

"میں کہہ رہا تھا... ہائیں تم نے میرا کیا نام لیا۔" وہ چونکا۔

"سس... سوری... زبان پھسل گئی..."

"خیر... تم لوگ میرے قابو میں ہو... اس جزیرے کے ساتھ ایک اور جزیرہ ہے... وہ اس جزیرے سے بہت اونچا بھی ہے... لہٰذا وہاں آپ لوگوں کی موت کا سامان موجود ہے۔"

"ہم... موت کا سامان... یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"یار تم فاروق نہیں ہو... فاروق یہ ادھر... میں ہوں۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"سس... سوری۔"

"اچھا بس... بے چارے روڈی کو بات کرنے دو۔" انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

"یہ بے چارے کب سے ہو گئے... انہوں نے تو ہماری موت کا سامان کر رکھا ہے۔"

"وہاں سے ایک وار ہوگا... اور آپ سب ختم۔"

"ارے باپ رے... آخر وہ وار کیا ہوگا۔"

www.allurdu.com

"اور ساتھ میں یہ کیسٹ بھی ختم۔"

"تب پھر آپ اپنی قوم کو کیا دکھایا کریں گے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ان کی مائیکرو فلم ہمارے پاس ہے... کاپی تیار کرنا کچھ مشکل نہ ہوگا... ہم تو بس یہ آپ کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔"

"اچھا! آپ کی مرضی... لے جائیں پھر یہ فلمیں..."

"اب کیا کروں گا لے جا کر... جب میں سب کچھ بتا کر رہا ہوں۔"

"یار جمشید... یہ تو سب کچھ بتا کر رہے ہیں... اب کیا ہو گا۔" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"تمہارے گھبرانے سے بھی تو کچھ نہیں ہوگا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میرا سوال تو پھر بھی رہے گا نا۔"

"جو اللہ کو منظور ہے... وہ ہوگا... ہم تو اللہ کے آگے بالکل بے بس ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے... ہم گئے کام سے۔" فرحت بولی۔

"ہم کام سے آئے کب تھے۔" رفعت مسکرائی۔

"تم لوگ عجیب ہو... بہت عجیب... موت کے منہ میں گئے باتیں کرتے جا رہے ہو..."

"ہائیں... تو کیا یہ جزیرہ... موت کا منہ ہے۔"

"اور نہیں تو... اب جو کرنا ہے کر لو... جو دعا مانگنا چاہتے ہو... مانگ لیں... آپ لوگوں کا آخری وقت آ پہنچا ہے... ادھر سے فائر ہونے والا ہے... ایک بہت بڑا بم اس جزیرے پر گرنے والا ہے... وہ پورے جزیرے کے لیے کافی ہو جائے گا... بلکہ اس جیسے بیس گنا جزیرے کے لیے کافی ہو جائے گا... پل بھر میں یہاں صرف سمندر نظر آئے گا... جزیرہ نہیں رہے گا۔"

"ارے باپ رے... اس صورت میں ہم کہاں جائیں گے۔" مکھن نے کانپ کر کہا۔

"مچھلیوں کے پیٹ میں... تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں۔"

"کک... کیا اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔" پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر کہا۔

"تو آپ موت سے ڈر گئے۔" زوڈی ہنسا۔

"نہیں... میں موت کو ڈرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"اس کے علاوہ دوسری صورت وہی ہے... وہیں آ جایئے میرے پاس۔"

"کیا کہا... وہاں بھی تو آپ کے پاس ہی اسی لیے موت کی سزا ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... انجام تو آپ کا یہی ہے۔"

www.allurdu.com

"تب پھر ہم یہیں موت کو گلے لگا لیتے ہیں... ہمیں دو رکعت پڑھنے کی اجازت دیں۔"

"ضرور... کیوں نہیں... میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں... کوئی دعا کرنا ہے... کرلیں... عبادت کرنا چاہتے ہیں، کرلیں... مجھے کوئی جلدی نہیں۔"

"اور ساتھ میں آپ اپنے اتنے فوجیوں کو بھی مار ڈالیں گے۔"

"یہ ہمارے ملک کے نہیں... آپ کے ملک کے ہیں... آپ کے ملک میں آپ لوگوں سے غداری کرنے والے بے شمار لوگ موجود ہیں... جو اس ملک کے بھی غدار ہیں... اسلام کے بھی غدار ہیں... اور وہ ہیں جاپانی... ہم ان سے کام لیتے رہتے ہیں... ان کا ہمارے ملک میں باقاعدہ دفتر ہے... ان کی تنظیم کو ہم نے اپنے ملک میں باعزت جگہ دے رکھی ہے... اس لیے کہ ہم ان سے آپ کے ملک میں بہت کام لیتے ہیں۔"

"اب سمجھا... تو یہ سب کے سب جاپانی ہیں۔"

"ہاں! میں اتنی دور سے اپنے فوجی کیوں لاتا... جب یہاں سے ہی مل گئے..."

"اور وہ... جو دوسرے جزیرے پر ہیں۔"

"وہ بھی یہی لوگ ہیں۔"

"تب یہ اپنے بھائیوں کو کس طرح ہلاک کریں گے۔"

"تم لوگ تو کان کھا جاتے ہو... ان کا کچھ نہیں بگڑے گا... ان کے جسموں پر بم پروف لباس موجود ہے۔"

"اچھا شکریہ... اب ہمیں دو رکعت نماز ادا کرنے دیں۔"

"ٹھیک ہے... جب آپ کہیں گے... میں اسی وقت انہیں بم گرانے کا حکم دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ... آپ بہت اچھے ہیں... بہت زیادہ اچھے..."

اور پھر وہ سب راکڈوم سے نیچے اتر گئے... سمندر کے پانی سے انہوں نے جلدی جلدی وضو کیا... اور نماز میں مشغول ہو گئے... پندرہ منٹ بعد وہ بولے:

"مسٹر روڈی... آپ جاگ رہے ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"ہم فارغ ہو گئے ہیں۔"

"دو رکعت پڑھنے میں اتنی دیر لگا دی... موت سے ڈر رہے تھے کیا؟" روڈی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نہیں... موت تو دور کھڑی مسکرا رہی ہے... اور وہ جیسے رخصت ہو رہی ہے۔"

"یہ بات تم اس لیے کہہ رہے ہو کہ تم نے ان فوجیوں کے بم

www.allurdu.com

پروف لباس اتار کر خود پہن لیے ہیں۔"

"ارے باپ رے... آپ تو سمجھ گئے۔"

"اب میں اتنا بے وقوف بھی نہیں... اور کیا میں اتنا بے وقوف ہوں کہ بم پروف لباس والی بات بتائی آپ لوگوں کو اتنی مہلت بھی دیتا تو آپ آسانی سے لباس پہن سکتے تھے۔"

"تو یہ لباس بم پروف نہیں ہیں۔"

"بالکل نہیں..."

"تب پھر آپ کے ساتھی کس طرح بچیں گے۔"

"وہ دیکھو... جزیرے کے درمیان پانی ابل رہا ہے... ہم جزیرے میں سوراخ کرنے کا انتظام پہلے ہی کر چکے تھے... کوئی بم نہیں گرایا جائے گا... اب تم سب ڈوب جاؤ گے۔"

"ارے بھائی... ہم سب تیرنا جانتے ہیں... بلکہ تیراکی کے ماہر ہیں۔"

"آخر کب تک تیرو گے... یہ بھی تو بتاؤ۔"

"جب تک سانس میں سانس ہے... یا جب تک ہم کسی جزیرے یا کشتی تک نہیں پہنچ جاتے... اس وقت تک تیر لیں گے۔"

فاروق نے منہ بنایا۔

"اگر تم اس طرح بچ بھی گئے... تب بھی کیسٹس حاصل نہ کر سکنے کا غم تم لوگوں کو لے کر بیٹھ جائے گا۔"

"ہمیں اس سے کیا کہ غم لے کر بیٹھ جائے گا یا کھڑا ہو جائے گا۔"

اب انہوں نے دیکھا... پانی جزیرے کے درمیان میں سے کسی چشمے کی طرح ابل رہا تھا... اور جزیرہ لمحہ بہ لمحہ نیچے ہو رہا تھا... پانی اس کے کناروں سے آگے بڑھ رہا تھا...

"بب... بے چارہ راکنڈوم... کیا یہ پانی میں تیرے گا بھی۔" شوکی بولا۔

"نہیں... چلغوزہ نما ہے... سیدھا سمندر کی تہہ میں جائے گا۔" انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"اور آپ ہنس رہے ہیں..."

"اب ہم اور کیا کریں..."

"لیکن اس طرح تو یہ لوگ اپنے ساتھیوں کو بھی ڈبو رہے ہیں۔"

"مسٹر روڈی بتا چکے ہیں... یہ ان کے ملک کے نہیں ہیں... لہٰذا ان سے انہیں اصلی ہمدردی تو ہو نہیں سکتی... یہ چونکہ ان سے کام لے رہے ہیں... اس لیے صرف اپنے فائدے کی حد تک ان سے دلچسپی ہے۔"

"یہ لوگ کس قدر خودغرض ہیں... جن لوگوں سے کام لیتے ہیں... انہیں کس بے دردی سے ڈبو رہے ہیں۔"

www.allurdu.com

"یہ لوگ اسی قابل ہیں... انہوں نے تو مسلمانوں سے وفا نہیں کی... ہمارے ساتھ کیا کریں گے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... اوہو... پانی اب بہت تیزی سے ہماری طرف آ رہا ہے... جزیرہ ڈوب رہا ہے۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"ٹاٹا... مسٹر انسپکٹر جمشید اور باقی لوگ..."

"ٹٹ... ٹا... ٹا۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"مجھے افسوس ہے... آپ لوگوں کی زندگی کی آخری مہم مکمل طور پر ناکام ہو گئی... اب ان کیسٹ کو دوسری دنیا میں جا کر کون دکھائے گا۔"

"بہت اچھا... مشورے پر عمل کریں گے... آؤ بھی چلیں۔"

"جی... کیا فرمایا... چلیں... کہاں چلیں۔"

"ہاں! اور کیا... چلتے ہیں... اب اس جزیرے پر اور ٹھہرے تو ڈوب جائیں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور ویسے تو جیسے ڈوبیں گے نہیں۔"

"نہیں... ہم تیریں گے..."

"اور غریب راکٹ ڈوم... یہ بھی تو ڈوب رہا ہے... اور وہ کیسٹیں ہم نے تو ان کے لیے کتنی کوشش کی تھی... مشکلات کے کتنے پہاڑ توڑے تھے... کتنے پاپڑ بیلے تھے... افسوس۔" فاروق نے جلدی

جلدی کہا۔

"موت سامنے ہے... اور انہیں محاورات سوجھ رہے ہیں۔"

"پ... پانی... نزدیک آ گیا ہے۔" شوکی نے بوکھلا کر کہا۔

"چلو پھر اس پانی سے بچنے کے لیے سمندر میں چھلانگیں لگا دیتے ہیں۔" آصف چلایا۔

"حیرت ہے... آپ لوگ ذرا بھی خوف زدہ نہیں ہیں۔" روڈی کی آواز ابھری... اس کی آواز راکٹ ڈوم سے آ رہی تھی... اسی دروازے سے... جسے وہ کھلا چھوڑ آئے تھے۔

اور یہ پانی ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا... وہ سمندر کی طرف بڑھنے لگے... یہاں تک کہ پانی جب تیرنے کے قابل ہو گیا تو تیرنے لگے... اسی وقت انہوں نے سنا... روڈی کی دور ہوتی آواز ان کو سنائی دی۔

"الوداع اے دوستو... الوداع... الوداع۔"

"اچھا بھائی... الوداع۔" فاروق نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

اور پھر ان کے تیرنے کی رفتار میں تیزی آ گئی... وہ برابر تیرتے چلے گئے... یہاں تک کہ ایک جزیرے کے پاس پہنچ گئے... اس جزیرے کا انہیں پہلے سے پتا تھا... جزیرے پر اتر کر انہوں نے اس سمت میں دیکھا... جس طرف سے آئے تھے... وہاں اب نہ کوئی

www.allurdu.com

جزیرہ تھا، نہ راکڈوم... گویا سب کچھ ڈوب چکا تھا۔"

"افسوس۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! واقعی افسوس۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس کا مطلب ہے... شاندار ناکامی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"بلکہ عظیم ناکامی۔" خان رحمان نے جلدی سے کہا۔

"تب پھر اب چلنا چاہئے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"میرا خیال ہے... ہم کچھ دیر سانس لے لیں... کافی دیر تک تیرتے رہے ہیں۔"

"لیکن کپڑے گیلے ہیں... ان کے سوکھنے میں دیر لگے گی... اور ادھر یہ سوکھیں گے، ادھر ہم پھر پانی میں کود جائیں گے... تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ ہم ابھی کود جائیں۔"

"میرا خیال ہے... آپ کی تجویز ہی مناسب ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"تو پھر آؤ... دیر کیوں کی جائے۔"

اور وہ سب پانی میں کود گئے... انہیں بہت دیر تک تیرنا پڑا... تب کہیں جا کر وہ ایک ویران ساحل پر پہنچے... یہاں دور دور تک ریت دکھائی دے رہی تھی... لیکن ریت کے بعد آگے اونچی جھاڑیاں بھی نظر آ رہی تھیں... ساحل پر پہنچتے ہی انسپکٹر جمشید نے اپنی گھڑی پر ایک بٹن

یا... فوراً ہی دوسری طرف سے کہا گیا...

"یس سر۔"

"کہاں ہو۔"

"آپ کے نزدیک جھاڑیوں میں موجود ہیں۔"

"بہت خوب! ان کو تلاش کریں۔"

"جی ہاں... یہی کر رہے ہیں..."

"خوب! بہت خوب... کوئی رہ نہ جائے... ان پر نمبر لگے ائے ہیں۔"

"جی ہاں! ہم نمبروں کے مطابق ان کو جمع کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... تم لوگوں کی کارروائی تسلی بخش ہے۔"

"شکریہ سر۔"

"آؤ بھئی چلیں۔"

اب وہ جھاڑیوں کی طرف بڑھے... نزدیک پہنچے تو وہاں فیہ فورس کے دو سو کارکن موجود تھے اور اب وہ ریت پر بکھری کیسٹس ٹھی کر چکے تھے... وہ جب اس جگہ پہنچے تھے تو انہوں نے راکڈوم کا نچلا صہ کھول کر تمام کیسٹس اس جگہ گرا دی تھیں اور اپنی گھڑی کے ذریعے خفیہ ورس فورس کو اطلاع دے دی تھی... پھر جلد ہی تمام کیسٹس گاڑیوں پر دی گئیں... اور یہ قافلہ ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا...

تین دن بعد ملک کے صدر کو ایک فون موصول ہوا... فون ان

www.allurdu.com

کے سیکرٹری نے اٹھایا تھا... لیکن دوسری طرف سے بات کرنے والے نے بتایا کہ وہ ملک کے صدر کو چند انتہائی اہم معلومات دینا چاہتا ہے... لہٰذا انہی سے بات کر سکتا ہے... آخر ملک کے صدر کی آواز سنائی دی۔

"تو آپ ہیں آج کل ملک کے صدر۔"

"ہاں! یہ میں ہوں... آپ کون ہیں۔"

"خادم کا نام نہ پوچھیں... ہمارے پڑوسی ملک پر انشارجہ کوئی خوفناک وار کرنے والا ہے... مہربانی فرما کر اس کا کوئی حل سوچیں۔"

"آپ کون ہیں... یہ بات آپ کو کس نے بتائی۔"

"آپ یہ نہ پوچھیں... میری بات کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو صرف اتنا کریں... انشارجہ کے صدر سے اس بارے میں پوچھ لیں آپ کو محسوس ہو جائے گا... اس بات میں کس قدر حقیقت ہے۔"

"لیکن ہمیں اس سے کیا... اگرچہ انشارجہ ہمارے پڑوسی ملک میں کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں... اور ہم کیوں کچھ کریں۔"

"اس لیے کہ وہ مسلمان ملک ہے... ہم بھی مسلمان ہیں۔"

"لیکن میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

"لیکن اگر ایسی کوئی کارروائی ہوئی... تو یہ ہمارے ملک کے لیے خطرناک ہو گا۔"

"نہیں خطرناک ہو گا اور میرے پاس زیادہ وقت نہیں

ہے... لہٰذا میں فون بند کر رہا ہوں۔"

فون بند ہو گیا...

"نہیں بھئی... لگتا ہے... اس بار انشارجہ نے ہمارے ملک پر مکمل طور پر اپنی مرضی کا آدمی بٹھایا ہے... وہ کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔"

"پھر... اب ہم کیا کریں گے۔" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"کرنے کو تو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔"

فرزانہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"آپ پڑوسی اسلامی ملک کے سربراہ سے بات کیوں نہیں کرتے۔"

"انہیں تو ہم صرف خبردار کر سکتے ہیں... لیکن ہمارے ملک کے صدر تو انشارجہ سے بات کر سکتے تھے... خیر... اب ہم کیا کر سکتے ہیں... میں انہیں خبردار کیے دیتا ہوں۔"

اب انہوں نے پڑوسی ملک کے سربراہ سے رابطہ کرنے کی کوشش شروع کر دی... آخر سلسلہ مل گیا... انہوں نے کہا۔

"آپ کا ملک خطرے میں ہے جناب۔"

"کون صاحب بات کر رہے ہیں۔"

"فی الحال میں اپنا نام خفیہ رکھنا چاہتا ہوں۔"

www.allurdu.com

"آپ انسپکٹر جمشید بات کر رہے ہیں نا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

انسپکٹر جمشید دھک سے رہ گئے... ان سے بات کرنے کا ان کا پہلا اتفاق تھا... انہوں نے کبھی ان کی آواز بھی نہیں سنی تھی... یہی وجہ تھی کہ انہیں حیرت ہوئی تھی... آخر وہ بولے۔

"کیسے اندازہ لگایا۔"

"اس ملک سے یہ اطلاع مجھے انسپکٹر جمشید یا ان کا کوئی ساتھی ہی دے سکتا ہے۔"

"خیر سنیے... آپ کے ملک کے خلاف کوئی بڑی اور خفیہ سازش ہونے والی ہے۔"

"جب تک معلوم نہ ہو جائے... سازش کس رخ سے ہو گی... ہم اس سلسلے میں کوئی قدم کیسے اٹھا سکتے ہیں... کیا آپ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ سازش کیا ہے۔"

"افسوس! مجھے نہیں معلوم... میں نے معلوم کرنے کی کوشش تو بہت کی تھی... لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔"

"تب پھر میں یہی کہوں گا... اللہ مالک ہے۔"

"ویسے ہم پوری کوشش کریں گے کہ آپ کو اس بارے میں کچھ معلومات فراہم کر سکیں۔"

"اگر آپ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو مجھے ضرور بتا

دیجئے گا۔"

"میں یہ کوشش اسی لیے تو کروں گا۔" وہ مسکرائے۔

"اللہ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے۔" انہوں نے کہا۔

"آمین... اب میں اجازت چاہوں گا... امید ہے... جلد آپ کو فون کروں گا۔"

اب انہوں نے بیگال کے صدر کے نمبر ملائے... جونہی انہوں نے اپنا نام بتایا بیگال کا صدر بہت زور سے اچھلا۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"فی الحال آپ اس بحث میں نہ پڑیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے... اور میری بات مسٹر روڈی سے کروا دیں... ایک بہت اہم بات ہے۔"

"اچھی بات ہے... ایک منٹ کر لیں۔"

پھر ایک منٹ بعد روڈی کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی...

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہ راز کی بات ہے... لہٰذا اس کو چھوڑیں... میں آپ سے ایک سودا کرنا چاہتا ہوں۔"

"اور وہ کیا؟"

"وہ تمام کیسٹس لے لیں... اور۔"

www.allurdu.com

"کیا کہا... تمام کیسٹس لے لیں... گویا وہ تمام کیسٹس بھی آپ کے پاس ہیں سمندر میں غرق نہیں ہوئیں۔"

"نہیں..."

"حیرت ہے... کمال ہے... آپ لوگ تو واقعی حیرت انگیز ہیں... میری بات مانیں ہمارے ساتھ کام کریں... دولت میں تول دیں گے آپ کو۔"

"اتنی دولت تو یہاں ہمارے پاس موجود ہے... میرے دوست سونے کی کانوں کے مالک ہیں' کوئی اور کریں..." وہ بولے۔

"وہ کیسٹس کہاں ہیں۔"

"یہ خیر اب آپ کو ہم نہیں بتا سکتے ہیں۔"

"خیر! آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"ہم کیسٹس آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں... صرف یہ بتا دیں... آپ لوگ کرنا کیا چاہتے ہیں۔"

"کس سلسلے میں۔"

"ہمارے پڑوسی ملک کے سلسلے میں۔"

"ان معلومات کے بدلے میں آپ مجھے وہ کیسٹس دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"سوری! میں وہ منصوبہ آپ کو نہیں بتا سکتا... دوسرے یہ کہ

اب میں وہ کیسٹس لے لوں تو بھی کوئی فائدہ نہیں... پروفیسر داؤد اب تک ان کی مائیکرو فلم بنا چکے ہوں گے۔"

"خیر! ہم ساتھ میں یہ وعدہ کرنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ فلمیں لوگوں کو نہیں دکھائیں گے۔"

"پیش کش آپ کی بہت بڑی ہے... لیکن..." روڈی ہنسا۔

"لیکن کیا..."

"میں مجبور ہوں... اس منصوبے کی ہوا تک کسی کو نہیں لگنے دی جائے گی۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... وہ سکتے میں آ گئے۔

☆...☆...☆

www.allurdu.com

خوفناک خدمت

"اب کیا کریں... اس نے تو ان کیسٹس کو بھی اس معاملے کے مقابلے میں اہمیت نہیں دی۔"

"گویا کوئی بہت بڑا منصوبہ ہے... اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

"اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں... ہم یہ کیسٹس پوری اسلامی دنیا کو دکھائیں... اور بتا دیں کہ بیگال نے چودہ سو سال کے اندر کیا کچھ کیا ہے... کیا کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے اور اب ایک چھوٹے سے اسلامی... خالص اسلامی ملک کے خلاف بھی کچھ کرنا چاہتا ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے... لیکن پوری دنیا کو ہم یہ کیسٹس دکھائیں کیسے... ہم اپنے ملک کے ٹی وی اسٹیشن سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔"

"آج کل کسی ملک میں میچ لگتا ہے... اس کو پوری دنیا دیکھتی ہے یا نہیں۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"ہاں بالکل۔" وہ سب بولے۔

"بس تو پھر ہم یہ کیسٹس دکھا سکتے ہیں... ہمارا دوست ملک... میرا مطلب ہے... صرف ہم لوگوں کا دوست ملک کس دن کام آئے گا۔"

"لیکن پھر ہوگا کیا... بیگال اور انشارجہ سب سے پہلے اس ملک پر ٹوٹ پڑیں گے۔"

"اس کا بھی حل سوچا جا سکتا ہے... پہلے میں اس سے رابطہ تو کر لوں۔"

اب انہوں نے اپنے خفیہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے دوست سربراہ سے رابطہ کیا... آواز سنتے ہی وہ چہک کر بولے۔

"بس... پڑ گیا ہوگا کوئی کام... ویسے آپ لوگ مجھے کہاں یاد کرتے ہیں۔"

"یاد تو خیر ہم کرتے ہیں... لیکن ملاقات کا وقت نہیں نکال پائے۔" وہ بولے۔

"خیر... اس وقت میرے لائق کیا خدمت ہے۔"

"ایک عدد خوفناک خدمت۔"

"اوے... ارے باپ رے۔"

"آپ بھی ان بچوں کے انداز میں باتیں کرنے لگے۔" انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"بھئی... وہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے نا۔"

www.allurdu.com

"حد ہو گئی... اچھا خیر... اب سنیں... کام کیا ہے۔"

اب انہوں نے خفیہ الفاظ میں ساری بات سمجھائی... سن کر وہ بولے۔

"کام واقعی خطرناک ہے... لیکن کیا کیا جا سکتا ہے... مجبوری ہے۔"

"تب پھر... جلدی سے عالمی میچ کی تیاری کر لی جائے۔"

"اور میرے ملک پر حملہ ہو گا... تو کیا کریں گے آپ میرے لیے۔"

"اس کا حل ہمارے پاس ہے... آپ فکر نہ کریں۔"

"اچھی بات ہے... میں فوراً کرکٹ کے عالمی میچ کھیلنے والی ٹیموں کو دعوت دے رہا ہوں... لیکن اس کام میں کچھ دن تو لگیں گے۔"

"مجبوری ہے... ہم اور کچھ کر بھی تو نہیں سکتے۔"

"اچھی بات ہے... جونہی انتظامات مکمل ہوئے میں اطلاع دوں گا... اس وقت تک آپ لوگ کہاں رہیں گے۔"

"اس بارے میں آپ فکرمند نہ ہوں... ہم نہ اپنے ملک جا سکتے ہیں... نہ وقت سے پہلے آپ کے ملک آ سکتے ہیں... کیونکہ بیگال اور انشارجہ کے جاسوس ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"

"ہوں! مطلب یہ کہ آپ لوگ کسی کو بھی یہ نہیں بتانا چاہتے

کہ آپ کہاں ہیں۔"

"بالکل... ورنہ یہ کیسٹس تو ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گی... اور اسلامی ملک کو جو خطرات اس وقت درپیش ہیں... وہ ان کیسٹوں کو دیکھے بغیر عالم اسلام اور پوری دنیا کی سمجھ میں نہیں آئیں گے۔"

"او کے۔"

اور انہوں نے آلہ بند کر دیا... پندرہ دن بعد دوست کا پیغام ملا...

"آ جائیں... انتظام ہو گیا ہے..."

وہ فوراً اس کے پاس پہنچ گئے... دو عالمی ٹیموں کا میچ طے ہو چکا تھا... اور اس کے دکھانے کے انتظامات بھی طے ہو چکے تھے... اور اگلے دن ہی میچ تھا... انتظام ان کے دوست کے ملک نے کرائے تھے... اور یہ میچ پوری دنیا کے لیے دلچسپی کا باعث تھا... اس لیے کہ دنیا کی دو بڑی اور مشہور ٹیمیں آمنے سامنے تھیں... کچھ اس میچ کی اشتہار بازی بھی زور و شور سے کی گئی تھی... اور یہ سب ان کے مشوروں سے ہوا تھا... آخر میچ کا وقت آ گیا... پھر ٹی وی پر اعلان کیا گیا... کہ دونوں ٹیموں میں کچھ جھگڑا ہو گیا ہے... ان میں صلح کی کوشش ہو رہی ہے... لہٰذا اس وقت تک آپ کو ایک انتہائی دلچسپ پروگرام دکھایا جاتا ہے... پروگرام کا نام ہے... چودہ سو سال پہلے... لیجیے... اس

www.allurdu.com

پروگرام کی پہلی قسط دیکھیے... جونہی میچ شروع ہوگا... ہم آپ کو گراؤنڈ میں لے چلیں گے۔"

اور ساتھ ہی پہلی کیسٹ لگا دی گئی... جب کہ دونوں ٹیمیں واقعی آپس میں جھگڑ رہی تھیں... انہیں جھگڑنے کے لیے ایک الگ ہال دے دیا گیا تھا... ان میں جھگڑا بھی ان کی ایک ترکیب سے ہوا تھا... اب گویا دنیا بھر کے ٹی وی اس فلم کو دیکھ رہے تھے... اس لیے کہ میچ کسی وقت بھی شروع ہو سکتا تھا اور میچ بہت کانٹے کا تھا' دونوں ٹیمیں تو اس وقت دنیا بھر میں بہترین ٹیمیں تھیں... جو لوگ کرکٹ کے شائقین نہیں تھے... ان کا بھی بعد میں متوجہ ہونا قدرتی طور پر ظاہری بات تھی... آخر کوئی تو ان کیسٹوں کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پوری دنیا میں پھیلنا ہی تھی...

پھر جونہی پہلی کیسٹ شروع ہوئی... گھوڑے دوڑتے نظر آئے... ان کے دوست حکمران کے فون کی گھنٹی بجی... اس نے ریسیور اٹھایا... دوسری طرف سے بیگال کا صدر بات کر رہا تھا... اس نے اپنا تعارف کرانے کے بعد کہا:

"آپ یہ کیسٹ فوراً بند کر دیں... ورنہ آپ کے ملک کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔"

"اس سلسلے میں آپ انسپکٹر جمشید سے بات کر لیں۔"

"ملک کے سربراہ آپ ہیں یا وہ۔"

"اس سلسلے میں وہی بات کریں گے۔" وہ بولے۔

"اچھا کراؤ۔" غصے کے عالم میں کہا گیا۔

اب انہوں نے ریسیور ان کی طرف بڑھایا اور بتا بھی دیا کہ بیگال کا سربراہ بات کر رہا ہے۔

"ہاں جناب! فرمایئے... کیا حکم ہے۔"

"یہ کیسٹس فوراً بند کر دو... ورنہ یہ ملک تو گیا۔"

"فی الحال تو یہ نہیں جا رہا۔" وہ ہنسے۔

"کیسے؟" چونک کر کہا گیا۔

"میچ جو شروع ہونے والا ہے..." وہ ہنسے۔

"کیا مطلب؟"

"پوری دنیا میچ کا انتظار کر رہی ہے..."

"لیکن یہ تم میچ تو نہیں دکھا رہے۔"

"میچ کسی وقت بھی شروع ہو سکتا ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا... آپ یہ سب بند کر دیں... ورنہ ہم اس ملک پر حملہ کر دیں گے۔"

"میرے حساب سے آپ کل سے پہلے اس ملک پر حملہ نہیں کر سکتے... صرف ہوائی حملہ کرنے کے لیے بھی اتنا وقت آپ کو درکار ہے... اس وقت تک پوری دنیا کیسٹس کی طرف متوجہ ہو جائے گی... اور پھر مزے کی بات بھی آپ کو بتا دوں۔"

www.allurdu.com

"اور وہ کیا؟" اس نے جل بھن کر کہا۔

"اس وقت اس ملک کا سربراہ ہمارے قابو میں ہے... ہم زبردستی یہ کام اس سے لے رہے ہیں... لہٰذا مجرم صرف اور صرف ہم ہیں... آپ کو جو سزا دینا ہے... صرف ہمیں دیں..."

"وہ تو دی جائے گی... کمانڈوز روانہ کر دیے گئے ہیں۔"

"وہ کل سے پہلے نہیں پہنچیں گے... یہی بات ہے نا۔"

دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا... فون بند کر دیا گیا... ادھر کیسٹس چل رہی تھیں... اور لوگ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی... اب ان کے ملک کے صدر بات کر رہے تھے۔

"انسپکٹر جمشید... یہ آپ ہیں۔"

"جی ہاں... ہوں تو میں ہی۔"

"یہ کیسٹس بند کر دیں..."

"یہ آپ کس حیثیت سے کہہ رہے ہیں... دوست کی، دشمن کی... یا ملک کے سربراہ کی۔"

"ملک کے سربراہ کی حیثیت سے۔" وہ بولے۔

"لیکن آپ نے تو ہمیں ملک میں اترنے ہی نہیں دیا۔"

"اب اترنے دوں گا... آ جائیں... ان کیسٹوں سمیت۔"

"اور ادھر ہم ملک میں داخل ہوں گے... ادھر آپ ہمیں گرفتار کر لیں گے... یہی بات ہے نا۔"

"نہیں... ایسی کوئی بات نہیں۔"

"ہم اپنے ملک میں آئیں گے ضرور... لیکن ان کیسٹوں کے بعد... تاہم ان کیسٹوں کو روکا جا سکتا ہے... اس کی دو صورتیں ہیں۔"

"اور وہ کیا۔"

"بیگال نے ہمارے ایک اسلامی ملک کے خلاف کوئی بھیانک سازش تیار کی ہے... وہ اس سازش کی تفصیل بتا دے... اور سازش کو روک دے... ہم ان کیسٹس کو روک لیں گے۔"

"اور دوسری صورت کیا ہے۔"

"دوسری صورت بھی اسی صورت کا حصہ ہے... مطلب یہ کہ دونوں باتیں ماننا ہوں گی... یہ نہیں کہ یا یہ صورت مان لیں یا یہ۔"

"اچھا... دوسری شرط کیا ہے۔"

"ہاں! اب آپ نے درست جملہ بولا ہے۔"

"اوہ... دوسری صورت کیا ہے۔" وہ چلائے۔

"یہ کہ پوری دنیا کو بتائیے... یہودی چودہ سو سال سے بلکہ اس سے بھی پہلے مسلمانوں کے خلاف کیا کیا سازشیں کرتے چلے آئے ہیں۔"

www.allurdu.com

''تمہارا دماغ چل گیا ہے۔''

''سوری... بس یہی دو صورتیں ہیں۔''

''اچھا خیر... پہلے میں ان سے بات کرتا ہوں... وہ کیا کہتے ہیں۔''

''ضرور کریں بات۔''

پھر فون بند کر دیا گیا... ادھر کیسٹس چل رہی تھیں... کرکٹ کے میدان میں لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ اس کیسٹس کو دیکھ رہے تھے... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے ایک لمحے کے لیے کیسٹ روک کر مائیک پر پوچھا۔

''دنیا بھر کے ناظرین... جواب دیں... آپ میچ دیکھنا چاہتے ہیں یا یہ کیسٹس۔''

''یہ... یہ کیسٹس... اسی کو چلنے دیں... میچ تو روز دیکھتے رہتے ہیں... گراؤنڈ میں موجود لوگ پوری قوت سے چلائے۔

''یہ تو آپ کی رائے ہے... دنیا بھر کے ناظرین کی رائے کیسے معلوم ہو... خیر... وہ کل کے اخبارات میں بیان دے دیں۔''

''کیا... کیا مطلب... کیا یہ کیسٹس اتنی لمبی ہیں... کہ کل تک ختم نہیں ہوں گی۔''

''یہ کیسٹس تو خود اتنی لمبی نہیں ہیں... زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے میں ختم ہو جائے گی... لیکن یہ کہانی اس میں مکمل نہیں ہے... کچھ

اور کیسٹس بھی ہیں... اور یاد رکھیے... یہ کیسٹس بنگال نے تیار کی ہیں... ہمارے اور آپ کے لیے نہیں... صرف اور صرف بنگالیوں کے لیے... اور بس وہ ان کو بہت حفاظت سے اور خفیہ جگہ پر رکھتے تھے... لیکن اللہ کی قدرت اب یہ ہمارے ہمارے ہاتھ لگ گئی ہیں... لہٰذا ہم دنیا کو یہ کیسٹس دکھائیں گے... اگر آپ لوگ نہ دیکھنا چاہیں تو اور بات ہے۔''

''ہم ان کو دیکھیں گے... دیکھیں گے۔''

کیسٹس چلتی رہیں... یہاں تک کہ دوسرے دن کے اخبارات میں دنیا بھر کے لوگوں نے ان کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کر دی... جب یہ خواہش معلوم ہو گئی... تب انسپکٹر جمشید نے سکرین پر کہا۔

''ہم یہ کیسٹس دکھا رہے ہیں... لیکن بنگال ہم پر... میرا مطلب ہے... اس ملک پر جو یہ کیسٹس دکھا رہا ہے... جسے میچ دکھانا تھا... اس ملک پر بنگال حملہ کرنے کے لیے پر تول چکا ہے... اس کے لڑاکا جہاز اور بحری بیڑے چل پڑے ہیں... اب آپ بتائیں... اگر یہ ملک تباہ ہو گیا... تو یہ کیسٹس ساتھ میں تباہ ہوں گی... کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں۔''

''نہیں... نہیں۔''

''تب پوری دنیا کے ملکوں کے لوگ اپنے اپنے ملک کے

www.allurdu.com

سربراہوں پر زور ڈالیں... اٹھ کھڑے ہوں... اس سے مطالبہ کریں کہ وہ بیگال کو روکے... وہ یہ حملہ نہ کریں... کم از کم پہلے کیسٹس مکمل ہو جانے دیں... اس کے بعد ضرور حملہ کریں۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ گئے جمشید۔" دوست نے گھبرا کر کہا۔

"کیوں... کیا بات ہے۔"

"بہت چھوٹا سا ملک ہے میرا۔"

"فکر نہ کریں... پوری دنیا آپ کے ساتھ ہے... اور پوری دنیا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

"اچھا! اللہ مالک ہے۔"

اور پھر بیگال کے صدر کا فون آیا:

"تمہاری چال کامیاب رہی... تم اس دنیا کے چالاک ترین انسان ہو... لیکن اس بات کو لکھ لو... اسلامی ملک پر حملہ ہو کر رہے گا... دنیا کی طاقت اس حملے کو نہیں روک سکتی۔"

"اللہ مالک ہے۔"

"پوری دنیا کو ہمارے خلاف کر دو... وہ حملہ پھر بھی ہو گا۔"

"اللہ مالک ہے۔" وہ پھر بولے۔

"تم دنیا کو یہ کیسٹس دکھاؤ... ہم اپنے پروگرام میں تبدیلی نہیں کر رہے۔"

"کیا مطلب؟"

"اس منصوبے پر عمل شروع کرنے میں ابھی کچھ دیر تھی... لیکن ان کیسٹوں کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لیے... اب ہمیں فوری طور پر حرکت میں آنا پڑے گا۔"

"اوہو اچھا... تو آپ لوگ اس ملک پر حملہ کر رہے ہیں... لیکن حملے کا جواز... کیا بتائیں گے... آخر دنیا آپ سے پوچھے گی... یہ حملہ کیوں کیا گیا ہے... اس ملک نے کیا کیا ہے... اس کا کیا جواب دیں گے۔"

"اس کا جواب دیا جائے گا... فکر نہ کرو۔"

"ارے باپ رے... آپ تو غصے میں آ گئے... میرا خیال ہے... آپ اپنے پروگرام میں تبدیلی کر لیں۔"

"وہ کیسے؟"

"اگر میں یہ کیسٹس بند کر دوں تو کیا آپ حملہ کرنے سے رک جائیں گے۔"

"ہاں نہیں۔" اس نے کہا۔

"آپ نے ہاں کہا ہے یا نہیں۔"

"میں نے کہا ہے... ہم نہیں رک سکتے۔"

"پھر ہم یہ فلمیں کیوں روکیں۔"

"جہنم میں جاؤ۔"

"جہنم میں کیوں... اللہ کی مہربانی سے ہم تو جنت میں جائیں

www.allurdu.com

گے۔" وہ مسکرائے اور دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔

دوسرے دن کی اخبارات میں ان کیسٹوں کو جاری رکھنے کا زوردار مطالبہ پوری دنیا کی طرف سے کیا گیا تھا... لوگ مارے حیرت کے پریشان تھے... یہ چیزیں کم از کم مسلم دنیا کے سامنے گویا پہلی بار آ رہی تھیں... لوگ حد درجہ دلچسپی لے رہے تھے... ادھر انسپکٹر جمشید پریشان تھے کہ نہ جانے بیگال کیا کرنے جا رہا ہے... کہ اچانک پوری دنیا کے ٹی وی یہ خبریں نشر کرنے لگے... اشارجہ کی دو سب سے بڑی عمارتوں سے دو مسافر بردار طیارے ٹکرائے ہیں... اور ان عمارتوں میں آگ لگ گئی ہے... عمارتیں دھڑا دھڑ جل رہی ہیں... ساتھ ہی اشارجہ کی طرف سے غم و غصے کے اظہار کے ساتھ یہ راگ الاپا جانے لگا کہ یہ حملہ اسلامی ملک کی ایک دہشت گرد تنظیم نے ہم پر کیا ہے... اب ہر وقت ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ یہی باتیں کرتے نظر آئے... ادھر ان کی کیسٹس کرکٹ گراؤنڈ سے گھر کی طرف منتقل ہو گئی تھیں... لوگ ان کو اب تک ذوق اور شوق سے دیکھ رہے تھے... لیکن انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی اسلامی ملک کے لیے پریشان ہو گئے تھے... اشارجہ اس مسئلے پر پوری دنیا کے ملکوں کو اپنے ساتھ ملا چکا تھا... ایسے میں انہوں نے سوچا... اسلامی ملک کے سربراہ سے بات تو کر کے دیکھیں... کیا کہتے ہیں... یہ سوچ کر انہوں نے رابطہ کرنے کی کوشش شروع کر دی... آخر ان کی آواز سنائی دی...

انہوں نے فوراً اس ملک کے سربراہ سے بات کی... اپنا نام بتایا تو وہ فوراً بولے۔

"اوہ! یہ آپ ہیں۔"

"جی ہاں! کیا آپ محسوس کر چکے ہیں... اشارجہ کا کیا پروگرام ہے۔"

"ہاں! وہ ہم سے ہمارے ایک مہمان کا مطالبہ کر رہا ہے... اس کا کہنا ہے کہ اس کی عمارتوں کو تباہ کرنے میں ہمارے مہمان کا ہاتھ ہے... جب کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے... پہلے بھی یہ لوگ ہمارے مہمان کو ہم سے مانگتے رہے ہیں... انہوں نے ہم پر کروز میزائل برسائے تھے... لیکن اللہ کی مہربانی سے وہ بچ گئے ہی نہیں تھے اور یہ لوگ ناکام ہو گئے تھے... اب انہوں نے پھر ایک چال چلی ہے... میں اچھی طرح سمجھتا ہوں... یہ چال اشارجہ کی نہیں... بیگال کی ہے... یا پھر ان دونوں کی ملی بھگت ہے... یہ ہمارے ملک پر حملہ کرنے کے لیے بہت مدت سے سوچ رہے تھے... کوئی بہانہ تلاش کر رہے تھے... جب نہ ملا تو انہوں نے خود بہانہ گھڑ لیا ہے... لیکن ہمارا اللہ مالک ہے... ہم ملک پر حکومت کرنے کے لیے حکمران نہیں بنے... ہم نے اس سرزمین پر صرف اور صرف اللہ کا دین نافذ کرنے کے لیے ہتھیار اٹھائے تھے... ہم سے پہلے جو لوگ یہاں حکمران تھے... وہ تمام دنیا کے عام حکمرانوں کی طرح تھے۔ انہیں اسلام سے کوئی غرض نہیں تھی...

www.allurdu.com

ملک میں لوٹ مار ہو رہی تھی... لیکن حکمرانوں کو اس سے کوئی غرض نہیں
تھی کہ کیا ہو رہا ہے... وہ خود اس لوٹ مار میں شامل تھے... ان
حالات میں ہم اٹھے... اب اگر پوری دنیا ہمارے خلاف ہو گئی ہے اور
اپنے ملک کے عوام کو بچانے کے لیے ہمیں پہاڑوں پر جانا پڑتا ہے تو ہم
چلے جائیں گے... اقتدار چھوڑنے سے ہمیں کوئی دکھ نہیں ہو گا... اس
لیے کہ ہم اقتدار کے لیے نہیں... اسلام کے نفاذ کے لیے آئے تھے...
اور ہم مرتے دم تک اسلام کے نفاذ کے لیے لڑتے رہیں گے... اس
کے لیے ہمیں اقتدار کی ضرورت نہیں ہے... ہم اقتدار کے بغیر بھی
لڑیں گے... پوری اسلامی دنیا ہمارا ساتھ نہیں دے رہی ہے... تو کیا
ہوا... اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' ان الفاظ کے ساتھ ان کا گلا رندھ گیا،
انہوں نے فون بند کر دیا... انسپکٹر جمشید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...
انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا... ان سبھی کی آنکھوں میں
آنسو تھے... پھر یہ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے... ایسے میں ان کے
دوست سربراہ کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔

''آپ ان کے لیے تو آنسو بہا رہے ہیں... اور میرے لیے
کیا سوچا ہے...''

''ہم آپ کے لیے بھی آنسو بہانے کے لیے تیار ہیں۔''
انہوں نے غمگین انداز میں کہا۔

''آپ کا مطلب ہے... اب انشارجہ میرے ملک پر بھی حملہ

کرے گا... اور آپ صرف آنسو بہائیں گے۔''

''ابھی تو وہ نہ جانے کس کس اسلامی ملک پر حملہ کرے گا...
جب تک مسلمان... پوری دنیا کے مسلمان ایک نہیں ہو جاتے... اس
وقت تک یہی ہوتا رہے گا... یہ کیسٹس دیکھ کر بھی اگر مسلمان بیدار نہیں
ہوتے تو پھر انہیں انشارجہ کے ہاتھوں موت کی نیند سو ہی جانا چاہیے۔''

انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے... ایک بار پھر ان کی
آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں... اور وہ سب ان کے ساتھ رو رہے تھے۔

''پیارے قارئین! تین حصوں پر مشتمل یہ ناول یہاں ختم ہو
گیا... اس ناول کا اختتام آج تک لکھے ہوئے 700 سے زائد ناولوں
سے بالکل مختلف ہے... اور کسی بھی ناول کا اختتام اس طرح نہیں ہو
سکتا... لیکن یہ ناول تھا ہی کہاں... اپنے کرداروں کے ذریعے اور
ناول کا روپ دے کر آپ کو ایسی حقیقت بتانا چاہتا تھا جو آپ کو آج
تک کسی نے نہ بتائی ہو گی.. تاریخ کی بڑی بڑی کتابیں جو دس دس بارہ
بارہ ضخیم جلدوں میں ہیں... ان سب کو پڑھ کر بھی آپ ان واقعات کو
یک جا نہیں پائیں گے... چودہ سو سال پر بکھری یہودیوں کی سازشوں
کی کہانیاں بہت پوشیدہ اور سرسری انداز میں تاریخ میں ملتی ہیں... ان
سازشوں کو یک جا کرنا ایک الگ کام تھا... مؤرخوں کا یہ کام ہوتا بھی
نہیں... وہ تو جس طرح واقعات پیش آتے ہیں، لکھتے چلے جاتے
ہیں... لہٰذا آپ یہ نہ لکھتے بیٹھ جائیے گا کہ یہ کیسا ناول تھا... اس کا

www.allurdu.com

انجام کیسا تھا... آپ صرف یہ سوچئے... اس میں کیا کچھ آپ کو پڑھنے کو ملا... اس وقت آپ محسوس کریں گے... اگر میں چودہ سو ناول بھی لکھ ڈالوں... تب بھی اس جیسا کوئی ناول نہیں لکھ سکوں گا... اور نہ آپ پڑھ سکیں گے... آپ ان الفاظ کو ہی اس ناول کا اختتام خیال کر لیں۔ آخر میں ایک بات اور بتا دوں، یہودیوں کو ایک قول ہے کہ غیر یہود یعنی ہمارے علاوہ تمام قومیں تاریخ کا مطالعہ کرنے اور اس سے صحیح نتیجہ نکالنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ ان کی اس بات پر غور کریں....

شکریہ!

آئندہ ناول کی ایک جھلک

20 جنوری
2002

قیمت:
-/90 روپے

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
اور شوکی برادرز (ناول نمبر 708)

خزانے کا طوفان

مصنف: ______ اشتیاق احمد

- وہ اچانک بہت زور سے اچھلا۔
- اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔
- پھر اس نے چیخ کر کہا...
- یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے...
- یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں...
- وہ کون تھا... اسے کیا نظر آیا تھا...؟
- آپ کو جب معلوم ہوگا... تو دھک سے رہ جائیں گے۔
- اور اس کے بعد جو کہانی زور پکڑے گی تو پھر آپ کی سٹی گم...
- جی ہاں! ایک انتہائی دلچسپ ناول... جس کی کوئی کل آپ کو سیدھی نظر نہیں آئے گی۔
- خزانے کا طوفان آپ کو کہاں لے جائے گا، آپ سوچ بھی نہیں سکتے

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور

www.allurdu.com